اسرارِ تصوّف کا ترجمان، رُوحانیت کا بحرِ ذخار، سلوک کا مجسمہ، معرفت الٰہیہ کا سرچشمہ
مقاماتِ مجددیہ کا رہنما، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا پیشوا، وصول الی اللہ کا زینہ
حقائق و معارف لدنیہ کا آئینہ، نکاتِ طریقت کا دفینہ، حکم و دقائق کا خزینہ

یعنی رسالہ
ہدایت الطالبین
کا اردو ترجمہ

از تالیف
حضرت صاحبزادہ حافظ شاہ ابوسعید صاحب دہلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اُردو ترجمہ
جناب علامہ اجل حضرت الحاج مولانا مولوی نور احمد صاحب مدظلہ العالی

اشاعت مکرر و اضافہ جات بہ ہدایت
جناب حضرت قبلہ قاضی محمد حمید فضلی صاحب دام مجدھم

ناشر: ادارہ فیوضاتِ مجددیہ
خانقاہ فضلیہ شیر گڑھ (اوگی) ضلع مانسہرہ فون: 0987-570032

اسرار تصوف کا ترجمان، روحانیت کا بحر ذخار، سلوک کا مجسمہ، معرفت الٰہیہ کا سرچشمہ، مقامات مجددیہ کا رہنما، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا پیشوا، وصول الی اللہ کا زینہ، حقائق و معارف لدنیہ کا آئینہ، نکات طریقت کا دفینہ، حکم و دقائق کا خزینہ یعنی رسالہ

ہدایت الطالبین کا

(اردو ترجمہ)

از تالیفات

حضرت صاحبزادہ حافظ شاہ ابوسعید صاحب دہلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اردو ترجمہ

جناب علامہ اجل حضرت الحاج مولانا مولوی نور احمد صاحب مدظلہ العالی

اشاعت مکرر و اضافہ جات بہ ہدایت

جناب حضرت قبلہ قاضی محمد حمید فضلی صاحب دام مجدہم

ناشر: ادارہ فیوضات مجددیہ خانقاہ فضلیہ شیر گڑھ (اوگی) ضلع مانسہرہ

فون: 0987-570032

نام کتاب: رسالہ ''ہدایت الطالبین'' کا اردو ترجمہ

نام مؤلف: حضرت حافظ شاہ ابوسعید دہلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نام مترجم: حضرت الحاج مولوی نور احمد صاحب مدظلہ العالی

اشاعت مکرر و اضافہ جات: بہ ہدایت حضرت قبلہ قاضی محمد حمید فضلی صاحب مدظلہ

ناشر: ادارہ فیوضات مجددیہ خانقاہ فضلیہ شیر گڑھ تحصیل اوگی ضلع مانسہرہ

کمپوزنگ: قاضی منیب الرحمٰن فضلی کمپیوٹر سنٹر توحید روڈ اوگی ضلع انسہرہ

بتعاون: شہزاد احمد صاحب موضع چھجوال سلہریاں تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال

صفحات: 138

قیمت: 70 روپے

تعداد: 1100

ملنے کے پتے

☆ ادارہ فیوضات مجددیہ خانقاہ فضلیہ شیر گڑھ ضلع مانسہرہ

☆ المجدد اکیڈمی، مرکزی جامع مسجد نقشبندیہ ماڈل ٹاؤن بی بلاک، گوجرانوالہ

☆ حاجی جاوید صاحب فیصل شوز مغل مارکیٹ ٹیکسلا

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اظہار خیال

بزرگوں کا فرمان ہے کہ مخلوقات کے جتنے سانس ہیں، قرب الٰہی کے اتنے ہی راستے ہیں۔ دادِ الٰہی کسی قانون و قاعدے کی پابند نہیں۔ اپنے قرب اور استفاع و اجتباء کے لئے جسے چاہے منتخب فرما لیتی ہے۔

حضور ﷺ کے مشن تزکیہ کی کارفرمائی صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں ممتاز و نمایاں تھی۔ بعد میں فرمان نبوی ﷺ کے تحت کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو نجومِ ہدایت فرما کر ان سے قرب الٰہی اور ہدایات کے حصول کو مربوط فرمایا۔ چنانچہ تابعین اور تبع تابعین کے دور کے بعد باطن کے تجزیہ کے لئے، خلوص اور للٰہیت کے لئے جن لوگوں نے تزکیہ اور تصفیہ کو اپنا مقصد زندگی بنایا، وہ صوفیاء کے نام سے مشہور ہوئے اور ان کے اس عمل کو تصوف کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ ان اکابر میں جن لوگوں نے ہدایت وارشاد میں نمایاں و پرخلوص کارکردگی کا مظاہرہ فرمایا، ان میں شاہ نقشبند خواجہ بہاؤ الدینؒ، سید عبدالقادر جیلانیؒ، شہاب الدین سہروردیؒ، معین الدین چشتیؒ کے نام نامی اہم ہونے کی وجہ سے دیگر اکابرین سے زیادہ سلاسل سلوک ان سے وابستہ ہو گئے۔

ہندو پاک میں نقشبندی سلسلہ کی ترویج میں خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا نام نامی اپنی انفرادیت کی وجہ سے اور تجدید دین کی اہمیت کے پیش نظر زیادہ مقبول و معروف ہوا۔ ان کے تربیت یافتہ افراد

ربع مسلکوں کے ہر کونے میں رشد وہدایت کی ترویج کے سلسلہ میں کوشاں رہے۔ان کے فرزند گرامی خواجہ محمد معصومؒ کو قدرت نے تزکیہ وتصفیہ کے سلسلہ میں نمایاں امتیاز بخشا۔ ان کے سلسلۂ تعلق میں خواجہ سیف الدین، نور محمد بدایونی، مظہر جان جاناں، شاہ غلام علی دہلوی ممتاز بزرگ گذرے ہیں۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اپنے تعلیمی لحاظ سے ایک مستند اور مربوط نصاب روحی تھا جو قولاً، عملاً اور تربیتاً مشائخ سے متعلقین کو پہنچتا رہا، مگر اس کی تدوین وترویج کے سلسلہ میں اہم مستند تالیف جو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے پوتے شاہ غلام علی شاہ کے معظم خلیفہ حضرت صاحبزادہ حافظ شاہ ابوسعید نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف ''ہدایت الطالبین'' میں مدون فرما کر متعلقین سلسلہ نقشبندیہ کی تربیت وراہنمائی کے لئے ایک اہم دستاویز مہیا فرمائی جو متعلقین نقشبندیہ کے لئے سند کا درجہ رکھتی تھی اور ہر سالک اپنی روحی کیفیات کو اس کے آئینہ میں پرکھ کر اپنے متعلق روحی ترقی کا اندازہ لگا سکتا تھا۔

''ہدایت الطالبین'' کو حضرت مولانا نور احمد صاحب نے امرت سر سے شائع فرمایا تھا جو کافی مدت سے ناپید ہوگئی تھی۔شائقین سلسلہ میں سے حضرت مولانا زوار حسین صاحب مرحوم نے ادارہ مجددیہ ناظم آباد سے اسے مختصر تقطیع کے ساتھ شائع فرمایا تھا مگر وہ بھی کچھ عرصہ سے ناپید رہی۔ چونکہ اصل کتاب فارسی میں تھی جس کا ترجمہ اردو میں حضرت مولانا نور احمد صاحب نے فرمایا تھا، وہ کتاب کے صفحہ بہ صفحہ تھا۔ بایں ہمہ ترجمہ مکمل ہونے کے باوجود بعض افراد کماحقہٗ اس سے فائدہ اٹھانے سے قاصر تھے۔ ہمارے دوست صوفی بشیر احمد صاحب مانچسٹر (انگلینڈ) کی طلب پر''ہدایت الطالبین''

کی فوٹوسٹیٹ کرائی گئی اور مولانا منیر احمد صاحب ٹیکسلا سے جلد بندی کرائی گئی، جس کے دوران انہوں نے مشورہ دیا کہ اس کا صرف اردو ترجمہ ہی متعلقین سلسلہ کے لئے شائع کرایا جائے۔ چنانچہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی یہ اہم دستاویز صرف اور صرف اردو میں پیش ہے تا کہ روحی تزکیہ وتصفیہ کے شائقین ان کیفیات کی روشنی میں اپنے مدارج اور قرب الٰہی کے کیف کا تعین کرسکیں۔

بس یہی ایک مقصد تھا جس کے لئے حضرت قبلہ قاضی محمد حمید فضلی صاحب دام مجدھم کی ہدایت کے مطابق جرأتِ اقدام کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ متعلقین سلسلہ اسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھ کر ادارہ فیوضاتِ مجددیہ خانقاہ فضلیہ کے متعلقین، خصوصاً شہزاد احمد صاحب موضع چھجوال سلہریاں تحصیل شکرگڑھ ضلع نارووال جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں جانی و مالی تعاون کیا، کیلئے خلوص دل سے دعا فرمائیں گے۔

اس کے ساتھ ہی اضافی طور پر سلسلہ عالیہ کے مدون نصاب کے تحت مراقبات کی بھی نیات اردو ہی میں پیش ہیں اور ساتھ ساتھ خانقاہ عالیہ فضلیہ نقشبندیہ مجددیہ کے بعض مجرب معمولات وتعویذات بھی افادہ عام کے لئے پیش ہیں، امید کہ باعث خوشی ہوں گے۔

صورت گری راز من بیاموز　　شاید کہ خود را باز آفرینی

صاحبزادہ قاضی شمس الرحمٰن فضلی

ناظم ادارہ فیوضات مجددیہ شیرگڑھ (مانسہرہ)

13 ستمبر 2003ء مطابق ۱۵ رجب المرجب ۱۴۲۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ کے بعد کمینہ درویش بلکہ درویشوں کی ننگ و عار ابوسعید (دہلوی) مجددی النسب والطریقت (اس کے قصور معاف ہوں اور ہر چیز کے عوض میں اس کو خدا ہی ملے) بیان کرتا ہے کہ بعضے احباب طریقت جو للہ فی اللہ میری صحبت میں رہتے تھے، اس امر کے درپے ہوئے کہ جو اسرار اور واردات راہِ سلوک میں آپ پر وارد ہوئے ہیں اور مشائخ کرام کی توجہ سے اس راہ میں کشف و وجدان کے ذریعہ آپ نے معلوم کیے ہیں اور جو اذکار و مراقبات ہر مقام میں آپ کے عمل میں آئے ہیں، آپ ان سب کو ہمارے واسطے تحریر فرمائیں تا کہ ہم لوگ ان کو اپنی سند سمجھ کر ان کے موافق اپنا معمول ٹھہرائیں۔ اس حقیر نے جواباً کہا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے مکتوبات قدسی آیات اور آپ کے فرزندوں کا کلام جو کہ پوری تفصیل کے ساتھ تمام قسموں کے مسائل و اسرار سے ہر خاص و عام کو استغنا بخشنے والا ہے، اور نیز ہمارے پیر دستگیر قطب الاقطاب کے رسائل جو کہ نصائح و بیان طریقت میں معرض تحریر میں آچکے ہیں باوجود اختصار و ایجاز کے طالبان راہ کے لئے کافی وافی ہیں اور بندہ کو باوجود اپنی عدم استعداد کے اس بارہ میں قلم اٹھانا محض تحصیل حاصل ہے۔

ان مخلصوں کو اس کمترین کے ساتھ چونکہ حسن عقیدت تھی لہذا اپنے اسی سوال پر مصر رہے اور کہنے لگے کہ ہر ایک شخص کو رخصت کے وقت اپنے بزرگوں سے کچھ نہ کچھ تبرک عنایت ہوا ہی کرتا ہے، ہم لوگ جو اپنے اپنے وطن کو واپس جاتے ہیں، اس تحریر کو ہی اپنے لئے تبرک سمجھیں گے۔ ہر چند میں عدم فرصت کے باعث لیت و لعل کرتا مگر ان

کے سوال سے کوئی چارہ نہ دیکھا۔ پھر چونکہ اتفاقات زمانہ سے لکھنؤ شہر میں میرا جانا ہوا تو کسی قدر فرصت مل گئی، لہٰذا باوجود اپنی عدم لیاقت کے ان کے سوال کا جواب دینے سے کوئی چارہ نہ دیکھا اور اس راہ میں پیرانِ کبار کی توجہ سے اس خاکسار پر جو کچھ وارد ہوا ہے، اظہاراً للشکر جو کہ شرعاً مامور بہ ہے، لکھا جاتا ہے۔ لیکن جاننا چاہئے کہ اس رسالہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے، وہی واردات وکشوف ہیں جو خدا کے فضل سے حضرت پیر دستگیر کی توجہ کے طفیل، جن کا نام نامی عنقریب مذکور ہوگا، اس ذرہ بے مقدار کو عنایت ہوئے، مگر بعض جگہ جہاں میں نے کچھ تفصیل اور طوالت کلام اختیار کی ہے، وہاں اپنی معلومات اور مسموعات بھی درج کر دیئے ہیں، انہیں بھی محض تقلید اور صرف علمی دریافت ہی خیال نہ کریں اور اس پر خدا ہی کافی گواہ ہے، اور وہی مجھ کو بس ہے، اور وہی بہت اچھا کارساز ہے۔

پھر جب عنایت ازلی اس فقیر کے شامل حال ہوئی تو محرم الحرام کی ساتویں تاریخ سن بارہ سو پچیس ہجری کو دہلی شریف میں حضرت قطب الاقطاب (غوث پیر و جوان مجدد وقت نائب پیغمبر خلیفہ خدا مروج شریعت غرا المشتہر فی الآفاق کہ لقب مبارک ان کا حضرت خاتمیت سے عبداللہ ہے اور حضرت امیر المومنین علی المرتضٰی سے علی ہے، جناب حضرت غلام علی شاہ دہلوی نقشبندی مجددی اللہ تعالیٰ طالبان راہ حق کے سر پر ان کا سایہ قائم ودائم رکھے، کی قدم بوسی کا شرف مجھ کو حاصل ہوا۔ آپ نے نہایت مہربانی فرما کر اپنے حلقہ ارادت میں داخل فرمالیا اور اسم ذات (اللہ) اور نفی اثبات (لا الٰہ الا اللہ) کے شغل کا اور نیز احدیت ومعیت کے مراقبہ کا مجھ کو حکم دیا اور میرے لطائف پنجگانہ عالم امر پر توجہات فرمائیں، بفضلہٖ تعالیٰ چند ہی روز میں لطائف کو جذبات الٰہیہ نے آ پایا

اور ان لطائف کو اپنے اصول کی جانب سیر حاصل ہوئی جو کہ فوق العرش ہیں اور لا مکانیت کے ساتھ بھی تعلق رکھتے ہیں اور فنائے جذبہ یعنی عدمیت بھی حاصل ہوئی، اور دائرہ امکان کی سیر پوری کر کے اپنے اصل الاصول کی طرف جو دائرہ صغریٰ میں ہے، عروج فرمایا اور فنا و بقا بھی اس جگہ حاصل ہوئی اور ان دونوں دائروں کے انوار اور اسرار بھی حسب حیثیت حاصل ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ چونکہ اس مقام پر ان دو دائروں کی سیر اجمالاً لکھی گئی ہے، لہٰذا ضروری ہوا کہ یہاں پر لطائف دہ گانہ کے بیان میں کسی قدر تفصیل بھی کی جائے۔

فصل: دس لطیفوں اور ان کی مشغولی کے بیان میں

جاننا چاہئے کہ حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے متبعین کے نزدیک ثابت ہوا ہے کہ انسان دس لطیفوں سے مرکب ہے، پانچ تو عالم امر سے ہیں اور پانچ عالم خلق سے۔ عالم امر کے پانچ یہ ہیں۔ قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ۔ اور عالم خلق کے پانچ یہ ہیں۔ نفس اور عناصر اربعہ (پانی، آگ، ہوا، خاک)۔ عالم امر وہ ہے جو فقط امر کن سے ظاہر ہوا اور عالم خلق وہ ہے جو بتدریج پیدا ہوا۔ اور دائرہ امکان دونوں پر مشتمل ہے، اس کا زیریں نصف حصہ عرش سے تحت الثریٰ تک ہے اور اس کا بالائی نصف حصہ عرش سے بالا بالا ہے۔ عالم امر اس کے بالائی نصف حصہ میں ہے اور عالم خلق اس کے نصف حصہ زیریں میں۔

جب اللہ تعالیٰ نے انسانی جسمانی ہیکل (شکل وصورت) کو پیدا فرمایا تو عالم امر کے لطائف پنجگانہ کو انسان کے جسم کی چند جگہوں کے ساتھ عاشقانہ تعلق بخشا۔ چنانچہ قلب کو بائیں پستان سے دو انگلی نیچے مائل بہ پہلو اور روح کو دائیں پستان سے دو انگلی

نیچے اور سرکو بائیں پستان کے برابر دو انگلی سینہ کی طرف اور خفی کو دائیں پستان کے برابر دو انگلی سینہ کی طرف اور اخفیٰ کو عین وسط سینہ میں عشقی تعلق عطا فرمایا۔ اس تعلق نے اس حد تک ترقی کی کہ ان لطائف نے اپنے آپ اور اپنے اصول کو جو کہ انوار ہی انوار ہیں، فراموش کر کے اس جسمانی ظلمانی پتلے کے ساتھ موافقت کر لی اور اپنا پورا تعشق اسی تاریک محل میں صرف کر دیا۔

عارف رومی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

مثنوی: پایۂ آخر آدم است الخ۔ (ترجمہ)۔ انسان (غیر کامل) بہت ہی ادنیٰ رتبہ میں ہے اور انسان ہی راز دانی اور راز داری کے مقام سے محروم ہے۔ یہ بیچارہ مسکین اگر اس سفر سے (وطن اصلی کی طرف) پھر کر نہ آئے تو اس سے بڑھ کر کون محروم ہو سکتا ہے۔ جب حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت بے غایت کسی بندہ کے شامل حال ہو جاتی ہے، تو اس کو اپنے دوستوں میں سے کسی ایک دوست کی خدمت میں پہنچا دیتے ہیں۔ پھر وہ بزرگ اس کو (اس کے مناسب حال) ریاضتوں اور مجاہدوں کا حکم فرما کر اس کے باطن کا تزکیہ وتصفیہ فرماتے ہیں اور کثرت اذکار وافکار کے ذریعہ اس کے لطائف کو ان کے (فراموش شدہ) اصول کی جانب متوجہ کر دیتے ہیں۔

موجودہ زمانہ میں چونکہ طالب علموں کی ہمتیں بہت ہی قاصر ہوگئی ہیں، لہذا مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اول اول ہی مرید کو طریق ذکر کا امر فرماتے ہیں اور بجائے مشکل ریاضتوں اور مجاہدوں کے عبادات اور اعمال میں میانہ روی کا حکم دیتے ہیں اور حد اعتدال کا تمام اوقات اور احوال میں خیال رکھتے ہیں اور اپنی توجہات کو جو کئی چلہ کشیاں ان میں سے کسی ایک کے برابر نہیں ہوسکتیں، ہر روزہ سبق کے طور پر مرید

کے حق میں استعمال کرتے رہتے ہیں۔

بیت: آنکہ بہ تبریز یافت الخ:

(ترجمہ): جس شخص پر کہ شمس الدین تبریزی کی ایک نظر بھی پڑ گئی وہ تو وہ روزہ گوشہ نشینی اور چلہ کشی پر تمسخر اڑاتا اور طعنہ زنی کرتا ہے۔

(اور مشائخ نقشبندیہ) اپنے مریدوں کو سنت کی اتباع اور بدعت سے پرہیز کرنے کا امر فرماتے ہیں اور حتی المقدور ان کے حق میں رخصت پر عمل کرنا تجویز نہیں کرتے۔ اسی واسطے انہوں نے ذکر خفی ہی کو اختیار کر رکھا ہے کہ حدیث شریف سے ذکر جہر پر ستر (۷۰) درجہ اس کی فضیلت ثابت ہے اور اس طریقہ (نقشبندیہ) میں تین اشغال معمول بہا ہیں۔ پہلا شغل ذکر ہے اسم ذات (اللہ) ہو، یا نفی اثبات۔ اول اول مرید کو اسم ذات کے ذکر کی تلقین فرماتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ طالب (مرید) کو چاہئے کہ پہلے اپنے دل کو تمام خطرات اور حدیث نفس (خیالی کلام کا سلسلہ) سے پاک و صاف کرے اور گذشتہ اور آئندہ کے اندیشہ کو بھی دل سے نکال ڈالے اور خطرات و خیالات دور کرنے کے لئے جناب الٰہی میں خوب تضرع وزاری کرے اور ان کے دور کرنے کے لئے اس بزرگ کی صورت کا تصور و خیال جس سے اس نے ذکر حاصل کیا ہے، دل کے مقابل یا دل کے اندر محفوظ رکھنا پورا پورا اثر رکھتا ہے اور اسی تصور صورت شیخ کو ذکر رابطہ بھی کہتے ہیں۔

خطرات وحدیث نفس سے دل کو پاک کرنے کے بعد اب ہمہ تن ذکر قلبی میں مشغول ہو لیکن وقوف قلبی کی رعایت نہایت ضروری امر ہے کیونکہ ذکر تنہا اس کے بغیر کچھ فائدہ نہیں کرتا بلکہ ایسا ذکر تو حدیث نفس ہی میں داخل ہے۔

امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقوف عددی کو تو چنداں ضروری نہیں سمجھتے اور وقوف قلبی کو تو منجملہ شرائط وواجبات کے شمار فرماتے ہیں اور وقوف قلبی دو چیزوں کے مجموعے کا نام ہے۔(۱) طالب کی توجہ اپنے دل کی طرف اور(۲) اس کے دل کی توجہ ذات الٰہی کی طرف جو اسم مبارک اللہ کا مسمی و مصداق ہے۔ پھر اس قلبی ذکر اور نگہداشت خطرات اور وقوف قلبی کے ساتھ اس حد تک مشغول رہنا چاہئے کہ دل کے ذکر کی حرکت خیال کے کان میں جا پہنچے۔ پھر اسی طرح لطیفہ روح سے ذکر کرے، پھر لطیفہ سر سے، پھر لطیفہ خفی سے، پھر لطیفہ اخفٰی سے، پھر لطیفہ نفس سے، جس کا مقام وسط پیشانی ہے، ذکر کرتا ہے۔ پھر تمام بدن سے جس کو لطیفہ قالبیہ کہتے ہیں، اس قدر ذکر کرے کہ ہر رگ و ریشہ اور بال بال سے ذکر کی آواز سمع خیال کو سنائی دینے لگے۔ اور آخر الذکر ذکر کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

حضرات نقشبندیہ اس کے بعد مرید کو نفی واثبات کا ذکر تلقین فرماتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر اپنا دم ناف کے تلے بند کر کے لفظ ''لا'' کو ناف سے اٹھا کر پیشانی تک لے جائے اور لفظ ''الٰہ'' کو وہاں سے دائیں کندھے تک پہنچا کر لفظ ''الا اللہ'' کی ضرب دل پر اس طرح لگائے کہ تمام لطائف پر جا لگے اور اس کا اثر تمام جوارح واعضاء تک جا پہنچے۔ اور یہ ذکر اس طریقہ میں بدن کے اجزاء اور اعضا کی حرکت کے بغیر ہی کرتے ہیں۔ اور اگر دم بند کرنا کچھ نقصان دے تو اس کے بغیر ہی ذکر کرے کیونکہ وہ ذکر کی شرط نہیں ہے۔ اور ذکر میں کلمہ شریف کے یہ معنی ملحوظ رکھتے ہیں کہ ''خدا تعالیٰ کی ذات پاک کے سوائے میرا کچھ بھی مقصود نہیں''۔ کئی بار ذکر کرنے کے بعد یہ الفاظ بھی دل کے اندر خیال کرتے رہتے ہیں کہ ''اے خدا! تو ہی اور تیری ہی رضا میرا

مقصود ہے، مجھ کو اپنی محبت اور معرفت عطا فرما''۔ اور اپنی اصطلاح میں اس کو بازگشت کہتے ہیں۔ لیکن یہ بھی معلوم رہے کہ جس دم کی صورت میں طاق عدد پر اپنا دم چھوڑا کرے۔ اسی واسطے اس ذکر کو وقوف عددی سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ سالک ذکر کے عدد وشمار سے واقف کار اور آگاہ رہتا ہے۔ یہ بھی جاننا چاہئے کہ جب دم چھوڑے تو لفظ محمد رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ ملا لیا کرے۔

اور لازم ہے کہ ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، ہر وقت اور ہر لحظہ ذکر و نگہداشت اور وقوف قلبی کا شغل رکھے تاکہ تصفیہ باطن حاصل ہو اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف دلی توجہ اور حضور پیدا ہو جائے۔

تصفیہ باطن کی علامت

اہل کشف کے نزدیک تو لطائف کے انوار کا ظاہر ہونا ہے اور ان کا طالب کے مشاہدہ میں آنا ہے۔ اور مشائخ کرامؒ نے ہر لطیفہ کا نور جدا جدا بیان فرمایا اور مقرر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ قلب کا نور زرد ہے اور روح کا نور سرخ اور سرّ کا نور سفید اور خفی کا سیاہ اور اخفیٰ کا نور سبز۔ طالب ان انوار کو پہلے اپنے باہر مشاہدہ کرتا ہے اور اس کو سیر آفاقی کہتے ہیں۔ اور پھر ان انوار کو اپنے باطن میں احساس کرتا ہے اور اس کو سیر انفسی کہتے ہیں۔ حضرت پیر دستگیر کی زبان مبارک سے میں نے خود سنا ہے کہ سیر آفاقی عرش کے نیچے ہی نیچے تک ہے اور سیر انفسی عرش سے اوپر ہی اوپر ہے۔ یعنی لطائف مذکورہ قالب سے نکل کر جب اپنے اصول کی جانب عروج کرتے اور متوجہ ہوتے ہیں تو ان کا عرش تک پہنچنا سیر آفاقی ہے اور پھر جب عرش سے اوپر ان کو جذب و عروج حاصل ہوتا ہے تو وہاں سے سیر انفسی شروع ہو جاتا ہے۔

صاحب کشف تو انوار کا مشاہدہ اور اپنی سیر خود آپ ہی دریافت کرتا جاتا ہے مگر موجودہ زمانہ میں اکل حلال مفقود ہونے کے باعث صاحب کشف عیانی تو بہت ہی کم پائے جاتے ہیں۔فی زمانہ اکثر طلاب صاحب کشف وجدانی ہی ہوا کرتے ہیں اور وجدان بھی ایک نوع کا کشف ہے۔اور ان دونوں یعنی کشف عیانی اور کشف وجدانی میں فرق یہ ہے کہ صاحب کشف عیانی عیاناً و ظاہراً دیکھتا جاتا ہے کہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی جانب سیر ونقل وحرکت کرتا جارہا ہے۔اور صاحب وجدان گو ظاہراً تو اپنی سیر ونقل وحرکت کا مشاہدہ نہیں کرسکتا، مگر اپنے حالات وواردات کے تغیر وتبدل کو اپنے ادراک کے ساتھ دریافت کرتا جاتا ہے، جیسے ہوا جو بظاہر تو دکھائی نہیں دیتی لیکن قوت ادراکیہ تو اسے بتوسط لاسہ بڑے زور سے محسوس کرتی ہے۔اور جو شخص اپنے حالات ادراک وجدانی کے ساتھ بھی دریافت نہیں کرسکتا، اس کو مقامات کی بشارت دینا اور خوشخبری سنانا گویا طریقہ فقراء کو بدنام کرنا اور اس کی نسبت بدگمانی پھیلانا ہے۔

دوسرا شغل مراقبہ ہے

اور مراقبہ کا مبدأ فیاض (اللہ تعالیٰ) سے فیض کے انتظار کرنے اور اپنے مورد پر اس فیض کے وارد ہونے کا خیال رکھنے کو کہتے ہیں۔جو فیض کہ حضرت حق سبحانہ کی طرف سے سالک کے لطائف میں سے کسی لطیفہ پر وارد ہوتا ہے، اس لطیفہ کو اس کا مورد فیض کہتے ہیں۔اس واسطے مشائخ کرامؒ نے مراقبات میں سے ہر ایک مقام کے مناسب ایک ایک مراقبہ فرما دیا ہے۔چنانچہ امکان میں مراقبہ احدیت کا امر کیا ہے اور مراقبہ احدیت اس ذات کے مراقبہ کا نام ہے جو کہ تمام صفات کمالیہ کی جامع اور ہر ایک عیب ونقصان سے منزہ و پاک اور اسم مبارک اللہ کا مسمی ومصداق ہے اور اس مراقبہ میں اس امر کا بھی

خیال رکھتے ہیں کہ اس ذات پاک کا فیض لطیفہ قلب پر وارد ہوتا ہے۔اور ان مراقبات کو کبھی کبھی بغیر ذکر کے استعمال کرتے ہیں اور خالی ذکر بغیر مراقبہ کے مفید نہیں۔

تیسرا شغل ذکر رابطہ ہے

اور اس کی کئی صورتیں ہیں۔ (۱) اپنے شیخ و پیر کی صورت و شکل کو اپنے ذہن میں نگہ رکھنا۔ (۲) اس کی شکل وصورت کو اپنے دل کے اندر محفوظ رکھنا۔ (۳) اپنی صورت کو شیخ کی صورت خیال کرنا۔

اور رابطہ جب مرید پر غلبہ کرتا ہے تو ہر چیز پر اس کو اپنے شیخ کی صورت نظر آتی ہے اور اس حالت کا نام فنا فی الشیخ ہے۔معلوم رہے کہ یہ تمام احوال اس خراب حال (حضرت مصنف) پر بھی شروع شروع میں وارد ہوئے تھے حتیٰ کہ عرش سے لے کر فرش تک اپنے حضرت شیخ کی صورت کو محیط پاتا اور اپنے حرکات وسکنات کو اپنے حضرت شیخ کی حرکات وسکنات دیکھتا۔

بیت: ہر درو دیوار چوں الخ۔ (ترجمہ) ہر درو دیوار مارے شوق کے آئینہ سا ہو گئے اب جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے۔

جاننا چاہئے کہ رابطہ کا راستہ اور تمام راستوں کی نسبت بہت ہی نزدیک راستہ ہے۔علاوہ بر آں عجائب وغرائب کے ظہور کا منشاء اور ذریعہ یہی ہے۔حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ خالی ذکر بغیر رابطہ اور بغیر فنا فی الشیخ کے منزل مقصود تک پہنچا نہیں سکتا اور خالی رابطہ صحبت آداب کی رعایت کے ساتھ کفایت کر سکتا ہے۔

فصل: ارباب قلوب کے سیر وسلوک کے بیان میں

جو ولایت صغریٰ کے دائرہ میں واقع ہوتا ہے۔ حضرت پیر دستگیر اور آپ کے خلفاء کا معمول یہ ہے کہ اول اول طالب کے لطائف میں ذکر ڈالنے کے لئے توجہ فرماتے ہیں اور توجہ دینے کا ان کے ہاں طریقہ یہ ہے کہ شیخ اپنے قلب کو مرید کے قلب کے مقابل کر کے جناب الٰہی سے بتوسل حضرات مشائخ کرامؒ یوں عرض کرے کہ ''خداوندا جو انوار ذکر پیران کبار سے مجھ کو حاصل ہوئے ہیں اور میرا دل ان سے منور ہو چکا ہے، تو اس طالب کے دل میں ڈال دے اور ان سے اس کے دل کو منور فرما دے۔'' پھر اپنی توجہ و ہمت بڑے زور سے طالب کے قلب کی طرف مصروف رکھے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ سے امید قوی ہے کہ چند ہی بار کی توجہ سے اس کے قلب کے اندر ذکر کی حرکت پیدا ہو جائے گی۔ پھر اسی طرح اپنی روح کو اس کی روح کے مقابل رکھ کر توجہ کرے اور خیال میں لاوے کہ پیران عظام کی ارواح شریفہ سے جو نور ذکر میرے لطیفہ روح میں پہنچا ہے میں اس کو اس طالب کی روح میں القا کرتا ہوں۔ اور اسی طرح اس کے دوسرے لطائف (سر وخفی واخفیٰ ولطیفہ نفس وقالب) پر متوجہ ہو کر ذکر القا کرے۔ پھر طالب کے تمام لطائف میں ذکر جاری ہونے کے بعد نفی واثبات کا ذکر تلقین فرما کر جمعیت وحضور کی نسبت القا کرے۔ دل کے بے خطرہ یا کم خطرہ ہونے کو جمعیت کہتے ہیں۔ اور حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی طرف طالب کے دل میں توجہ پیدا ہونے کو حضور کہتے ہیں۔ اور جب طالب کے قلب میں حضور و جمعیت پیدا ہو جائے تو شیخ مرید کے قلب کو اپنی ہمت اور توجہ سے فوق (اوپر) کی طرف جذب فرمائے (کھینچ لے جائے)۔

میں نے (مصنفؒ نے) اکثر طلاب کو دیکھا ہے کہ اول جذب کا ادراک

کرتے ہیں اور جب لطیفہ قالب سے برآمد ہوتا ہے تب نسبت حضور دریافت کرتے ہیں۔ شیخ کو لازم ہے کہ اسی طرح جس مقام کے فیض کے واسطے توجہ کرے پہلے اپنے تئیں اس مقام کے فیض کے رنگ سے رنگین کر کے اس مقام کا فیض طالب کے باطن میں القا کرے۔ علاوہ برآں اس فیض کے مورد کو بھی ملحوظ رکھے۔

(فائدہ): جاننا چاہئے کہ انسان کا دل اصل فطرت میں روشن ومنور پیدا ہوا ہے مگر عام طور پر کثرت تعلقات وموانع کے باعث کوئلہ کی مانند سیاہ و بے نور ہو گیا ہے۔ اسی وجہ سے وہ اپنے آپ اور اپنی اصل کو فراموش کر بیٹھا ہے۔ ولیکن جب وہ طالب صادق بن کر اور حسن عقیدت وارادت اپنے ہمراہ لے کر کسی کامل شیخ ومرشد کی خدمت میں حاضر ہو جائے تو وہ مرشد اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کو ذکر کی تلقین کرتا اور اپنی توجہات اس کے حق میں مصروف رکھتا ہے، تو اس کی توجہات کی برکت سے ذکر کا نور اس کے قلب میں پیدا ہو جاتا ہے اور وہ سیاہ کوئلہ اب دہکنے لگتا ہے۔ اور جب ذکر کے نور سے اس کا تمام دل منور ہو جاتا ہے تو اس کے دل سے ایک نور کا شعلہ اٹھتا ہے۔ اس کو طریقہ مظہریہ میں فتح الباب کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور اول اول جو بشارت کہ طالب کو عطا فرماتے ہیں وہ یہی فتح الباب کی بشارت ہے۔ اس وقت قلب کو اپنی فراموش شدہ اصل پھر یاد آتی ہے اور اپنے فوق کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور تھوڑے ہی عرصہ میں وہ نور کا شعلہ جو قلب سے اٹھنے لگا تھا، اب قلب سے برآمد (ظاہر) ہوتا ہے۔ اور یہی مطلب ہے ان کے اس قول کا کہ ''لطیفہ قالب سے برآمد ہو۔''

اب تو آہستہ آہستہ اپنے اصل کی طرف جو فوق العرش ہے، سیر کرنے لگتا ہے۔ اور شیخ کی صحبت کی برکت ویمن سے بڑے قوی قوی جذبات طلاب کے لطائف

پرواردہونے لگتے ہیں۔اسی سیر کی تیزی وآہستگی وہ تو میری فہمید میں شیخ کی توجہات کی کمی بیشی پر مبنی ہے۔اگر شیخ اپنی توجہات طالب کے حق میں بکثرت صرف کرے گا تو طالب کی سیر تیز واقع ہوگی اوراگر شیخ کی توجہات کمی کے ساتھ واقع ہوئیں تو طالب کی سیر میں اسی انداز پر وقوع میں کمی آئیگی۔

طالبوں کی اپنی استعداد ولیاقت بھی مختلف طور پر واقع ہوئی ہے۔ان میں کچھ تو بڑی استعداد ولیاقت کے ہیں جوادنیٰ توجہ میں ہوائے آتشیں کی مانند اوپر کواس قدر تیزی کے ساتھ اڑتے جاتے ہیں کہ ان کی سرعت سیر میں ہر ایک شخص کی نظر کام نہیں کرسکتی۔ اوران میں کچھ کم لیاقت بھی ہیں مگر گرتے پڑتے منزل مقصود تک پہنچ ہی جاتے ہیں۔

الغرض طالبان حق کوصحبت شیخ (علی الخصوص طریقہ نقشبندیہ میں) از حد ضروری ہے کیونکہ صحبت شیخ کے بغیر ان کی تگ و دو کا پاؤں اٹھ بھی نہیں سکتا اور ان کی اپنی ریاضتوں اورمحنتوں سے کچھ بھی نہیں بن سکتا،الا ماشاءاللہ۔ چنانچہ ہم اس امر کا اپنے شیخ وامام (میرادل اور میری روح ان پر قربان) کی صحبت میں بارہا مشاہدہ وتجربہ کرچکے ہیں۔

توجہ کی برکات میں سے ایک یہ امر بھی ہے کہ اس طریق میں جذبہ سلوک پر مقدم واقع ہوا ہے۔اسی وجہ سے راستہ میں ایک طرح کی سہولت پیدا ہوگئی ہے کیونکہ جانے اور لے جانے میں تو بہت ہی بڑا فرق ہے۔اور نیز سلوک کا خلاصہ یعنی فقر کی دس مشہور منزلوں (توبہ،انابت،زہد،ریاضت،ورع،قناعت،توکل،تسلیم،صبر،رضا) کا طے کرنا بھی اسی جذبہ کے ضمن میں ہی حاصل ہو جاتا ہے۔ میں اپنے پیروں پر قربان جاؤں کہ انہوں نے کم ہمت نالائقوں کے واسطے کیا ہی آسان راستہ مقرر کیا ہے۔یہ سب

حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا احسان ہے کہ آپ نے پندرہ روز تک سربسجود ہو جناب الٰہی میں دعا و گریہ و زاری کی اور عرض کیا کہ ''خداوند! مجھ کو ایسا طریقہ عطا فرما جو یقیناً اور قطعاً تجھ تک پہنچا دے''۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو ایسا راستہ عطا فرمایا جو اور راستوں کی بہ نسبت بہت ہی نزدیک ہے اور یقیناً اس تک پہنچانے والا بھی ہے۔ لیکن پھر بھی پیر ایسا کامل و مکمل ہونا چاہئے جس کا ظاہر رسول خدا ﷺ کی کمال متابعت کے ساتھ آراستہ و مزین ہو اور باطن غیر حق سبحانہ وتعالیٰ سے بے تعلق و پاک و صاف اور حضرت حق سبحانہ کے دوام حضور سے مشرف ہو ورنہ پھر اس طریقہ کا کیا گناہ اور قصور؟

جاننا چاہئے کہ مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک حضور اور جمعیت ہی اصلی کام ہے۔ اسی واسطے ہر خشک و تر پہ ہاتھ نہیں ڈالتے اور غیبی شکلوں اور صورتوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور کشوف و انوار کو چنداں معتبر خیال نہیں کرتے اور طالب کو انہی چار چیزوں کی رغبت دیتے ہیں...... جمعیت، حضور، جذبات، واردات......(اول الذکر دونوں کے معنے اوپر بیان ہو چکے ہیں، مؤخر الذکر دو کے معنے یہ ہیں کہ لطائف کی کشش فوق کی جانب کو جذبات کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور قلب پر کسی دشوار ناقابل برداشت حالت کے اوپر سے وارد ہونے کا نام واردات ہے۔ فوق (اوپر) کی جانب کا ذکر صرف اسی بنا پر ہے کہ عادۃً فوق ہی کی طرف توجہ کی جاتی ہے ورنہ حق سبحانہ تعالیٰ جہات و اطراف سے بالکل پاک و مبرا ہے، اس کو دائرہ جہات و اطراف سے باہر ڈھونڈنا چاہئے اور انہیں واردات کو اس طریقہ نقشبندیہ میں ''عدم اور وجود عدم'' بھی کہا جاتا ہے۔ اول اول یہ وارد (حالت) سالک پر کبھی کبھی بلکہ ایک مہینہ کے بعد وارد ہوا

کرتی ہے اور رفتہ رفتہ کثرت پیدا کرتی جاتی ہے۔ پھر تو ہفتہ وار اور روزانہ بلکہ ایک ایک روز میں کئی کئی بار اس کا ورود ہونے لگتا ہے، حتیٰ کہ پے در پے اور متواتر تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور واردات کا تانتا بندھ جاتا ہے۔ وہ جو اس طریقہ کے بزرگوں نے فرمایا ہے، وصل اعدام گر توانی کرد الخ۔ (ترجمہ)۔ اگر تجھ سے وصل اعدام ہو سکے تو البتہ مردوں کا کام تو کر سکے گا...... اسی حالت کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہی عدم و وجود عدم جہت جذبہ میں فنا بھی ہے اور بقا بھی، مگر فنا قلبی تو تب ہی حاصل ہو گی جبکہ ماسوا کا علمی و حبی تعلق سینہ سالک سے کوچ کر جائے اور غیر کا خطرہ تک بھی اس کے دل میں نہ گذرے۔

خیال ماسواء دل سے برون کر　　گذر چوں سے وحب بچگوں کر

اور فناء قلب تجلیات افعالیہ الٰہیہ میں حاصل ہوتا ہے یعنی ماسوا کے افعال کو حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ فعل کا اثر خیال کرنا جب یہ دیدو خیال طالب پر غلبہ کر جاتا ہے تو ممکنات کے ذات وصفات حضرت حق کے ذات وصفات کا مظہر (جائے ظہور) سمجھنے لگتا ہے اور توحید وجودی (یعنی ممکنات کی ہستی) کو ہستی حق کی موجیں سمجھنے کا گیت گاتا ہے۔

بیت: غیرتش غیر در جہاں الخ۔ (ترجمہ) اس کی غیرت نے جہاں میں غیر نہیں چھوڑا، اسی بنا پر وہ ہر ایک چیز کا عین ہوا نہ غیر۔ اہل توحید وجودی نے اپنے آپ کو اور تمام عالم کو گم کر کے حضرت حق کے دریائے وجود میں غوطہ لگایا۔

بیت: ز ساز مطرب پرسوز الخ۔ (ترجمہ)۔ مطرب کے پرسوز ساز سے یہ ندا کان میں پہنچی کہ چوب اور تار اور تنن تنن کی آواز سب وہی ہے اور اس کو فنا فی اللہ کہتے ہیں۔
اور سالک نے جب اس سمندر بے کنار میں غوطہ لگایا تو اس کی بصیرت نے بجز سمندر کے

اور کچھ بھی نہ پایا۔ اور جس طرف کو نظر اٹھائی تو سوائے سمندر اور اس کی موجوں کے کچھ بھی نظر نہ آیا، بلکہ اپنے تئیں بھی اسی دریا کا ایک قطرہ پایا اور کمال استغراق کے باعث قطرہ اور دریا میں بھی امتیاز باقی نہ رہا۔

بیت: جوئے ایں دریا الخ۔ (ترجمہ) اب غور کر کہ تو تو اسی دریا کی ایک نہر ہے، دریا اور نہر میں جدائیگی کہاں ہے۔

اس طائفہ علیہ کی سند حضرت شیخ اکبر قدس سرہ فرماتے ہیں۔

شعر: البحر بحر علی ما کان الخ. (ترجمہ) سمندر تو اپنی اسی قدیمی حالت پر ہی موجود ہے اور یہ تمام کائنات (جو تیرے مشاہدہ میں ہے) صرف اسی سمندر کی موجیں ہی موجیں اور نہریں ہی نہریں تو ہیں۔ سو یہ سب موجوں اور نہروں کی صورتیں اور شکلیں تیرے لئے وان کے اصلی متشکل سے حجاب نہ بن جائیں۔ یہ تو صرف پردے ہی پردے ہیں۔

اور نیز سند الطائفہ فرماتے ہیں: قطعہ: لا آدم فی الکون الخ۔ (ترجمہ)۔ اے دلوں کے مقناطیس اس عالم وجود وہستی میں نہ آدم ہے نہ ابلیس اور نہ ملک سلیمان ہے اور نہ ملک بلقیس۔ یہ تو سب کے سب الفاظ وعبارات ہیں اور تو ہی سب کا معنی ہے۔

اور مغربی صاحب دیوان فرماتا ہے: غزل: ز دریا موج گونا گون الخ۔

(ترجمہ) اس دریائے وحدت سے کثرت کی گونا گوں موجیں برآمد ہوئیں، وہ (محبوب حقیقی) بے چونی سے چون کے رنگ میں آیا، کبھی پہنا لباس لیلیٰ کا کبھی مجنوں کی صورت بن کے آنکلا، خلوت سے جب وہ یار باہر آیا تو وہی ہو بہو اندر ہی کا نقشہ باہر آیا۔ اس دریا

سے ان موجوں کے ہمراہ ہزاروں چھپے ہوئے خوبصورت موتی نکل آئے، سومکر، حیلے اور بہانے کئے تو پھر کہیں دوستوں کے موافق ہوا۔ غرض سوقصوں اور قضیوں کے بعد وہ نکلا۔ جس لباس میں اس کو تو اب دیکھ رہا ہے، یقین کہ وہ اس میں ابھی نکلا ہے۔ مغربی کے شعر کی مانند ہر لباس میں وہ نہایت ہی دل پسند اور موزون نکلا۔

اور فنافی اللہ جب اس حد تک کمال کو پہنچتا ہے تو اس کو وجود موہوب سے موجود کر کے خاص اپنے پاس سے ایک قسم کی بقا عطا فرماتے ہیں، پھر تو وہ اپنے آپ کو تمام میں اور تمام کو اپنے آپ میں مشاہدہ کرنے لگتا ہے اور تمام علوم کو اپنے جمال کا آئینہ تصور کرتا ہے اور ذیل کے فارسی الفاظ نہایت شوق سے گانے لگتا ہے:

چوں بنگرم در آئینہ عکسِ جمالِ خویش ۔۔۔ گردد ہمہ جہاں بحقیقت مصورم
خورشید آسماں ظہورم عجب مدار ۔۔۔ ذرات کائنات اگر گشت مظہرم
عشقم کہ در دو کون ومکانم پدید نیست ۔۔۔ عنقاءِ مغربم کہ نشانم پدید نیست
ز ابرو و غمزہ ہر دو جہاں صید کردہ ام ۔۔۔ منگر بداں کہ تیر و کمانم پدید نیست
گویم بہر زباں و بہر گوش بشنوم ۔۔۔ ایں طرفہ تر کہ گوش و بانم پدید نیست

ترجمہ: جب میں آئینہ میں اپنے جمال کے عکس کا مشاہدہ کرتا ہوں تو سارا جہاں در حقیقت میرا ہی میرا نقشہ دکھائی دیتا ہے، خورشید آسماں بھی میرا ہی ظہور ہے۔ اگر تمام کائنات کے ذرات بھی میرا ہی مظہر بن چکے تو اے یار تو ہر گز بھی کچھ تعجب نہ کر اور نیز مغربی کا قول ہے، عشقم در دوکون ومکانم الخ "میرا عشق جو کون ومکان میں ظاہر نہیں تو پھر حیرانی کیا ہے۔ میں تو عنقاء مغرب ہوں، میرا تو ایک نشان تک بھی موجود نہیں، میں نے تو ابرو وغمزہ کے ساتھ دونوں جہاں شکار کر لئے۔ اے منکر خیال کر کہ میرا

تو تیر و کمان بھی ظاہر نہیں، میں تو ہر زباں سے بولتا ہوں اور ہر کان سے سنتا ہوں، طرفہ یہ کہ نہ تو میری زبان ہی ظاہر ہے اور نہ میرا کان۔"

جاننا چاہئے کہ توحید وجودی، ذوق و شوق، آہ نعرہ، بےخودی، استغراق، سماع، رقص، وجد تواجد اور اسرار معیت کا ظہور یہ سب کے سب حالات لطیفہ قلب ہی کی سیر میں سالک پر وارد ہوا کرتے ہیں اور قلب اول اول تو دائرہ امکان ہی میں سیر کیا کرتا ہے اور جذب حضور و جمعیت و واردات، کشف کونی، کشف ارواح اور کشف عالم مثال اسی دائرہ امکان کے احوال میں سے ہیں اور سیر عالم مُلک یعنی ماتحت افلاک کی سیر اور عالم ملکوت یعنی ملائکہ وارواح و بہشت و مافوق افلاک کی سیر بھی اس دائرہ میں ہی داخل ہے بلکہ یہ تمام شعبدے اس دائرہ کے نصف زیریں حصہ میں ہی دکھائی دیتے ہیں اور اس کو سیر آفاقی کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور کامل حضور و جمعیت اور قوی قوی جذبے تو دائرہ

دائرہ ولایت صغریٰ

ثانی یعنی دائرہ ولایت صغریٰ میں حاصل ہیں۔ اور دائرہ ثانی تجلیات افعالیہ اور اسماء صفات کے ظلال کی سیر کا نام ہے اور دائرہ امکان کے نصف حصہ عالی کا جو فوق العرش ہے کیا حال ظاہر کرے، اس مقام کی تنزیہہ و لامکانیت کے باعث بعض نارسیدہ ناقص صوفیوں نے اس مقام کو ہی ذات و صفات کا مرتبہ خیال کرلیا حتیٰ کہ بعض نے کہا کہ استویٰ علی العرش کا راز اسی مقام کے دقیقہ اسرار میں سے ہے۔ یہ منجملہ ان کے اغلاط سے ہے۔ مشائخ نے اس کے نصف فوق العرش کو سیر انفسی قرار دیا ہے بلکہ سیر انفسی تو کامل طور پر ولایت صغریٰ کے دائرہ میں ہی ظاہر ہوتی ہے جو توحید وجودی اور

اسرار معیت کے ظہور کا محل ہے۔ امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبند نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ فنا و بقا کے بعد جو کچھ بھی دیکھتے ہیں اپنے ہی آپ میں دیکھتے ہیں اور جو کچھ بھی پہچانتے ہیں اپنے آپ میں ہی پہچانتے ہیں اور ان کی حیرت بھی اپنے ہی آپ میں ہے۔ آیہ کریمہ **وفی انفسکم افلا تبصرون** اسی کی طرف مشیر ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں: (ترجمہ) نہ بن اندھا نہ لے جا ہر طرف ہاتھ، ساتھ تیرے جو ہے زیر گلیم۔

ولایت صغریٰ کے دائرہ میں قلب کے پہنچنے کی علامت یہ ہے کہ فوق کی جانب توجہ تو جاتی رہے اور بجائے اس کے جہات ستہ کا احاطہ کرے اور حضرت حق سبحانہ کی بے کیف معیت کو بے کیف ادراک کے ساتھ اپنے آپ کا اور تمام عالم کا محیط تصور کرے اور بعضوں کو تو توحید وجودی کے اسرار بھی اسی میں حاصل ہو جاتے ہیں اور توحید وجودی کے اسرار کا منشاء و سبب غالباً تو یہ ہوا کرتا ہے کہ عبادتون اور مجاہدوں کی کثرت اور اشیاء مالوفہ و مرغوبہ کی ترک اور ذکر و فکر پر دوام اور ہمیشگی کے باعث محبوب حقیقی کے عشق و محبت کا غلبہ اور دل کو اس جناب قدس کی طرف توجہ اور جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور یہ مجاہدے اور اشیاء مالوفہ کی ترک جو حبیب خدا ﷺ کی اتباع کے موافق واقع ہو تو ماسوائے باطن کو صاف اور آئینہ دل کو غفلت اور ہوائے نفسانی کے زنگ سے پاک کر دیتے ہیں حتیٰ کہ باطن کو اسماء و صفاتِ واجبی کے ظلال اور پرتوں کا آئینہ بنا دیتے ہیں اور جب یہ بے چارہ سالک دلدادۂ عاشق کہ جس نے بے دیکھے اپنے محبوب سے تعشق پیدا کر لیا تھا، محبوب کے عکوس اور ظلال محبوب کا عین خیال کر لیتا ہے، تو سکر یہ کلمات برخلاف شریعت زبان پر لاتا ہے اور اپنے محبوب کی صورت اپنے باطن کے آئینہ میں دیکھ کر بے خود و مدہوش ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت اس کے باطن میں محبوب کے وصال کا پختہ پختہ خیال بیٹھ جاتا

ہے۔ حافظ شیرازی فرماتے ہیں۔ (ترجمہ) تیرے چہرے کا عکس جب پیالے شراب کے شیشے میں پڑا تو عارف کا دل شراب کے پرتوے طمع خام میں آپڑا۔

اور جب نہایت درجہ کی پیاس کے مارے ظل اور اصل میں فرق نہیں کرسکتا تو اب خواہ مخواہ اس کے وجود سے اتحاد اور عینیت کا نعرہ بلند ہوتا ہے۔ بیت: (ترجمہ) جب دوست کے چہرہ کا عکس آئینہ کے اندر ظاہر ہوا تو میرا معشوق اپنے ہی چہرہ کا عکس دیکھنے لگا اور یہ دید اس حد تک اس پر غالب ہوئی کہ اس کا اپنا تعین و تشخص بھی اس کی نظر سے اٹھ گیا۔

پھر تو کیا تھا، سبحانی وانا الحق کی ندا اس کے باطن سے بڑے زور کے ساتھ گونجنے لگی۔ اور چونکہ حدیث قدسی میں حق تعالیٰ کا بندے کے ظن کے موافق ہونا وارد ہوا ہے لہذا خدا کی طرف سے اس کے ساتھ اس کے ظن کے مطابق ہی معاملہ کیا جائے گا۔ اور نیز چونکہ ایسی حالت والا اپنے آپ اور اپنی تمام خواہشوں اور ارادوں سے فانی ہو چکا ہے لہذا وہ طعن و ملامت سے بالکل دور ہے اور اولیاء اللہ کے زمرے میں داخل اور مجذوبان حق میں شامل ہے۔

جاننا چاہئے کہ دائرہ ثانی میں جو توحید وجودی کے انکشاف کا مقام ہے، قلب کے پہنچنے سے پہلے پہلے توحید کی باتیں کہنا اور وحدت وجود کا اعتقاد کرنا شریعت کے بالکل برخلاف ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ انبیاء عظام علیھم السلام خلق خدا کو توحید وجودی کی دعوت ہرگز نہیں دیتے بلکہ شریعت کے جملہ احکام دوئی اور کثرت پر موقوف ہیں اور کتاب وسنت بھی معبودات باطلہ کی نفی اور معبود حقیقی کو عبادت میں یگانہ سمجھنے کے ساتھ ناطق ہے۔ عوام الناس کو توحید وجودی کے مراقبہ و تخیل سے سوائے دنیا و آخرت کے

خسارہ کے اور کچھ بھی حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس وقت کے مشائخ کو انصاف عطا فرمائے کہ اپنے مریدوں کو ایسا ملحدانہ اعتقاد تعلیم فرماتے ہیں اوران بے چاروں کو راہ راست سے منحرف کرتے ہیں۔ پہلے خود بہکے پھر اوروں کو بہکایا، پہلے خود ضائع ہوئے پھر اوروں کو ضائع کیا۔ بیت: (ترجمہ) چند بے وقوف جن کو اپنے آپ کی بھی ہوش نہیں ہنر کے خیال سے عیب کو پسند کیے بیٹھے ہین، کبھی کسی چراغ تک ان کی رسائی ہو جائے تو ہوا ہو جائیں، کبھی کسی کے دماغ میں جا پہنچیں تو دھواں بن جائیں۔

جاننا چاہئے کہ بعضے سالکوں پر دائرہ امکان طے کرنے سے قبل بلکہ قالب سے لطیفہ برآمد ہونے سے بھی پیشتر ایک حالت توحید وجودی اور ہمہ اوست کے مشابہ وارد ہو جایا کرتی ہے۔ اس کا سبب اور منشاء یہ ہوا کرتا ہے کہ توحید وجودی کے مراقبہ کا تخیل کرنے سے توحید وجودی کی صورت ان کی قوت متخیلہ میں منقش ہو جاتی ہے اور اس تخیل کے غلبہ کے وقت توحید کے سخن وہ بے تحاشا کہنے لگتے ہیں۔ خصوصاً سماع و دلکش آواز و تار و نغمہ کے سننے کے وقت جب ان کے قلب میں ایک نوع کی حرارت کا ذوق وشوق پیدا ہو جاتا ہے تو اس وقت زیادہ بے باک ہو جاتے ہیں اور توحید کے شعر سن کر اپنے آپ کو ان اشعار کہنے والوں کے ہم حال خیال کر لیتے ہیں۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ ان حالات والوں کے لئے چند ایک آداب وشرائط ضروری ولابدی ہیں جو ان بے معنی لوگوں میں بالکل مفقود ہیں۔ ان کے اہم ترین شرائط میں سے ایک بہت بڑی لازمی شرط سنت صحیحہ پر چلنا اور بدعت غیر پسندیدہ سے بچنا ہے۔ تقویٰ، پرہیزگاری وغائت احتیاط کے بارہ میں مشائخ متقدمین رحمہم اللہ تعالیٰ کے قصص وحکایات مشہور ومعروف ہیں (ان سب کو اپنا نصب العین بنانا چاہئے)۔

عنصر ہوائی جو نہایت ہی لطیف اور ممکنات کے تمام ذرات میں سرایت کیے ہوئے ہے بعضوں کو جب اس کی سیر کا اتفاق پڑتا ہے تو یہ لوگ اس کو وجود حق خیال کر کے توحید وجودی کی باتیں زبان پر لانے لگتے ہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ یہ سیر تو دائرہ امکان میں داخل ہے اور توحید وجودی کا مقام تو اس دائرہ کے انقطاع کے بعد آتا ہے۔ اور کچھ لوگ عالم ارواح کے انکشاف وظہور کے باعث اور عالم اجسام کی نسبت اس کے بے چوں و بے کیف ہونے کے سبب اور عالم اجسام پر اس کے احاطہ کرنے کی وجہ سے اس (عالم ارواح) کو تمام جہاں کا قیوم (نگہبان) خیال کر لیتے ہیں اور اسی کو نعوذ باللہ خدا سمجھ کر پوجنے لگتے ہیں۔ اس مقام میں بعضے اکابر کو بھی اشتباہ واقع ہوا ہے۔ سلطان العارفین (شیخ بایزید بسطامی) قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ تیس سال تک روح کو خدا سمجھ کر پوجتا رہا اور چونکہ عنایت خداوندی ان بزرگوں کے شامل حال تھی لہذا ان کو اس مقام سے جب ترقی حاصل ہوئی تو اس اشتباہ کو انہوں نے معلوم کر لیا۔ واضح رہے کہ روح در حقیقت عالم امکان سے ہے مگر لامکانیت سے تعلق ضرور رکھتی ہے۔ اور ایک نوع کی بے چونی بھی اس کو حاصل ہے لیکن بے چونِ حقیقی کی بہ نسبت یہ چوں کی قسم اور خدا تعالیٰ کی مخلوق اور پیدائش سے ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ رہی ان اشتباہات کی پوری تحقیق و تفصیل سو وہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکاتیب شریفہ میں بڑی وضاحت کے ساتھ مذکور ہے (وہاں سے ملاحظہ کریں) راقم (مصنف رسالہ) کہتا ہے کہ چند سال تک بندہ کو بھی یہی مغالطہ پیش آیا اور توحید کے مقام پر پہنچنے سے قبل ہی شریعت کے برخلاف کچھ کلمے میری زبان سے سرزد ہوتے رہے، توبہ استغفار۔

جاننا چاہئے کہ توحید وجودی کے احوال کے ساتھ متصف اور وحدت وجود کے قائل صوفیوں نے وجود کے پانچ مرتبے معین کئے ہیں، ان کو حضرات خمس کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ پہلے مرتبہ کو وحدت کہتے ہیں اور اسی مرتبہ میں تعین اول جو تعین علمی اجمالی ہے، ثابت کرتے ہیں یعنی وہ سب سے پہلا تعین (تقلید و اختصاص) جو احدیت مجردہ کو لاحق ہوا ہے، یہی تعین ہے اور اسی مرتبہ کو تعین اول اور حقیقۃ الحقاء اور حقیقت محمدی ﷺ اور مرتبہ لاہوت بھی کہتے ہیں۔ اور دوسرے مرتبہ کو واحدیت اور تعین ثانی کہتے ہیں اور اس مرتبہ کو حضرت حق کے اسماء وصفات کی تفصیل کا مراقبہ اور تمام ممکنات کے حقائق کا مرتبہ اور مرتبہ جبروت بھی کہا جاتا ہے۔ اور ان ہر دو تعین کو مراتب وجود میں ثابت کرتے ہیں۔ اور تیسرے مرتبہ کو عالم ارواح وملکوت کا مرتبہ شمار کرتے ہیں اور چوتھے مرتبہ کو عالم مثال کا مرتبہ اور پانچویں مرتبہ کو عالم اجسام وناسوت کا مرتبہ قرار دیا ہے۔ اور ان تین موخر الذکر مراتب کو امکانی مراتب کہا ہے۔ اور ایک مرتبہ کے احکام دوسرے مرتبہ کے لئے ثابت کرنا ان کے نزدیک سوائے زندقہ اور بے دینی کے اور کچھ بھی نہیں۔ بیت: (ترجمہ) وجود کا ہر مرتبہ جدا جدا حکم رکھتا ہے، اگر تو مراتب کی رعایت ملحوظ نہ رکھے تو تو بے دین وملحد ہے۔ یعنی ایک مرتبہ کا اسم دوسرے مرتبہ پر بولنا اور ایک مرتبہ کا حکم دوسرے مرتبہ پر جاری کرنا بالکل صریح کفر ہے۔ مثلاً ناسوت کے مرتبہ کا نام انسان ہے اور اس کا حکم عجز ونیاز اور عبادت کرنا ہے۔ اور وحدت کے مرتبہ کا نام اللہ ہے اور اس کا حکم بے پروائی اور بے نیازی اور معبود ہونا ہے۔ سو ان دونوں اسموں اور حکموں کو ایک بنا دینا محققین صوفیہ کے نزدیک بلاشبہ کافر اور مرتد ہو جاتا ہے۔

میاں سنو، سنو کہ ان پانچ مرتبوں کو جب نظر غائر سے دیکھا جائے تو یہ سب

کے سب ولایت صغریٰ ہی کے دائرہ میں داخل معلوم ہوتے ہیں والعلم عنداللہ سبحانہٗ۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ سیر تفصیلی کے وقت لطائف خمسہ کا گذر اولاً دائرہ امکان میں ضرور ہوگا۔ تو عالم اجسام و عالم ارواح و عالم ملکوت و عالم مثال جو دائرہ امکان میں داخل ہیں سب کے سب سالک کے مشاہدہ میں آئیں گے، پھر اس دائرہ کے طے کرنے کے بعد چونکہ لطائف کو عروج ہوگا تو سالک اس عروج کے وقت ولایت صغریٰ میں قدم رکھے گا اور اس دائرہ میں اسماء وصفات کے ظلال کی سیر اس کو حاصل ہوگی اور یہ ظلال سالک کی نظر میں اسماء وصفات کا عین دکھائی دیں گے۔ اور چونکہ اس دائرہ کا ہر نقطہ اپنے مبداء و منشاء سے ناشی و حاصل ہوا ہے لہٰذا سیر تفصیلی قطع کرنے کے بعد اس نقطہ اجمال پر جب نظر پڑے گی تو اس نقطہ کو حقیقت محمدی اور تعین اول (جو تعین علمی ہے) سمجھے گا۔ اور اس نقطہ کو ذات محض اور احدیت مجردہ خیال کرے گا (اللہ تعالیٰ تو اس سے کہیں برتر ہے)۔

بیت: (ترجمہ) اٹھالے جال عنقا کب کسی کے ہاتھ آتا ہے، لگاتا ہے یہاں جو جال خالی ہاتھ جاتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ یہ اسماء وصفات کے ظلال کا دائرہ سارے انبیاء عظام اور ملائکہ کرام علیہم السلام کے تمام ممکنات کا مبداء و تعین ہے۔ اور نیز یہ امر بھی معلوم ہے کہ افراد عالم کے ہر ہر فرد کو جناب الٰہی سے پے در پے اور متواتر نو بہ نو فیوضات پہنچتے رہتے ہیں جیسے وجود و حیات اور دیگر بہت سی نعمتیں جن کی تعداد احاطہ بشری سے خارج ہے۔ اور یہ تمام فیوض صفات اور ان کے ظلال کی وساطت سے مخلوقات اور ذات حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہیں۔ اگر یہ اسماء وصفات نہ ہوتے تو یہ عالم جو معدوم محض تھا ہرگز وجود و بقا نہ پاتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ کی ذات پاک جو کمال استغنا اور بے پروائی

کے ساتھ موصوف ہے، اس کو عالم کے ساتھ فی حد ذاتہا تو کسی قسم کی بھی مناسبت نہیں ہے، ان اللہ لغنی عن العالمین ''بے شک خدائے تعالیٰ تمام عالموں سے بے نیاز ہے''۔ پس اشخاص عالم سے ہر ایک شخص کو صفات کے غیر متناہی ظلال میں سے کسی ایک ظل سے فیوض و کمالات پہنچتے ہیں، اس ظل کو اس شخص کا مبدا تعین اور اس کی حقیقت اور اس کا عین ثابتہ بھی کہتے ہیں۔ صوفیہ کرام کا یہ قول کہ ''اللہ تعالیٰ کی طرف موصل راستے انفاس خلائق کے شمار کے برابر ہیں'' انہی ظلال کی طرف اشارہ ہے۔ اور لطائف خمسہ میں سے جب کوئی لطیفہ ولایت صغریٰ کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے تو اپنے اصل اور اپنی حقیقت میں فانی اور نیست و نابود ہو کر اس اپنی حقیقت کے ساتھ بقا حاصل کر لیتا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ لطیفہ قلب کی فنا فعلی تجلی میں ہوگی، اس وقت سالک کے اپنے اور تمام مخلوقات کے فعل اس کی نظر سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور بجز ایک فعل فاعل حقیقی کے اس کی نظر میں اور کچھ بھی نہیں آتا اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کی ولایت کہتے ہیں۔ پس جو سالک کہ اس ولایت کے راستہ سے مقصود کو پاوے، اس کو آدمی المشرب کہا جاتا ہے۔ اور لطیفہ روح کی فنا حق سبحانہ کی صفات ثبوتیہ میں ہوتی ہے۔ اس وقت سالک اپنے صفات کی اپنے آپ سے اور تمام مخلوق کے صفات کی تمام مخلوق سے نفی کر کے صرف حق سبحانہ کی طرف ہی منسوب دیکھے گا اور سالک جب وجود کی جو تمام صفات کی اصل ہے، اپنے آپ سے اور تمام ممکنات سے بھی نفی کر کے بجز حضرت حق سبحانہ کے اور کسی کے لئے بھی ثابت نہیں کرے گا تو اس وقت خواہ مخواہ توحید وجودی کا قائل و معتقد ہو جائے گا۔ اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت

نوح اور حضرت ابراہیم علیھما السلام کی ولایت قرار دیتے ہیں اور جو سالک کہ اس ولایت کے راستہ سے واصل مقصود ہوا، اس کو ابراہیمی المشرب کہا جاتا ہے۔

اگر کوئی سائل سوال کرے اور کہے کہ تو نے توحید وجودی کو لطیفہ روح میں جو ولایت ابراہیمی ہے، لکھ دیا ہے حالانکہ حضرت خلیل علیہ السلام نے تو دائرہ نفی پورا پورا طے فرمالیا اور دقائق شرک سے کوئی ایک دقیقہ بھی باقی نہیں چھوڑا اور **لا احب الآفلین** (میں دوست نہیں رکھتا چھپ جانے والوں کو(کہتے ہوئے حضرت ذات مجردہ کی طرف جو پرے سے پرے ہے متوجہ ہوکر فرمایا **انی وجھت** الخ (بے شک میں نے متوجہ کیا اپنا چہرہ اس کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین سب سے ایک طرف ہو اور میں نہیں شریک کرنے والوں سے)۔ اس سوال کا جواب کئی وجہ سے ہوسکتا ہے۔

پہلا جواب یہ ہے کہ لطیفہ روح میں گو توحید وجودی بھی منکشف ہوتی ہے مگر یہ توحید اس توحید کی مانند ہرگز نہیں جو لطیفہ قلب کی سیر میں ظاہر ہوئی تھی کیونکہ سالک اس جگہ پر ممکنات کے وجود کو مارے محبت کے حضرت حق سبحانہٗ کا وجود ہی پاتا تھا اور اس جگہ وجود کو جو بالکل خیر ہی خیر اور برکت ہی برکت ہے سوائے حق سبحانہٗ کے اور کسی دوسرے کے لئے ثابت ہی نہیں کرتا اور ممکنات کو تو عدم محض اور بالکل ناچیز ہی اعتقاد کرتا ہے۔ عدم کو وجود خیال کرنا اور وجود کو عدم پر محمول کرنا سکر کے کمال غلبہ اور بے شعوری سے ناشی ہے۔ بیت: (ترجمہ) نہ وہ یہ ہو نہ یہ وہ ہو، سبھی اشکال ہوں آسان تجھ پہ اے یار۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ انس ومحبت روح کی ایک خاص خاصیت اور لازمی صفت ہے بناء علیہ سالک کو اس مقام میں حضرت حق سبحانہٗ کے ساتھ ایک خاص قسم کا انس پیدا ہوجاتا ہے پھر تو خواہ مخواہ سب سے منہ پھیر کر اپنے محبوب حضرت ذات ہی کی

طرف متوجہ ہونا اس کا لازمی فرض ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ولایت ولایت کبریٰ ہے، وہاں پر حضرت حق سبحانہٗ کی صفات وشیونات کا قرب سالک کو میسر آتا ہے اور اس ولایت کے حالات کا محل ورود لطیفہ نفس ہے اور اس ولایت میں توحید شہودی اور دوسرے معارف وعلوم کا انکشاف وظہور ہوتا ہے نہ کہ توحید وجودی کا، کیونکہ اس کا انکشاف تو اسماء وصفات کے ظلال کے قرب میں ہوا کرتا ہے نہ کہ اسماء وصفات کے عین میں۔ اور لطائف خمسہ عالم امر کی ولایت جو حضرات انبیاء علیہم السلام کی جانب نسبت کرتے ہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ لطائف خمسہ عالم امر کو جو قرب ہوتا ہے، وہ اس قرب کا ظل ہے جو کہ انبیاء کرام کو مقام اصل میں حاصل ہوا ہے۔ مثلاً جو قرب کہ لطیفہ روح میں حاصل ہوتا ہے وہ ولایت خلیلی کے قرب کا ظل ہے اور اسی پر دوسروں کو بھی قیاس کرلے۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ گو لطیفہ روح کی ولایت خلیلی ولایت ہے مگر مقام نبوت میں حضرت خلیل علیہ السلام کی ایک شان و بزرگی ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد دوسرے سب انبیاء کی نسبت افضل ہیں اور مقام نبوت کے معارف وعلوم ولایت کے علوم و معارف کے ساتھ تو کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتے بلکہ مقام نبوت کے صاحب کو تو توحید وجودی کے معارف وعلوم سے ہزار ہا ننگ وعار ہے۔

اب ہم اصل بات کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ لطیفہ سر کی فنا حضرت حق سبحانہٗ کے شیونات ذاتیہ میں ہوتی ہے اور اس مقام میں سالک اپنی ذات کو حق سبحانہٗ کی ذات میں گم ونیست ونابود پاتا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولایت کہتے ہیں۔ پس جو سالک کہ اس ولایت کے راستہ واصل مقصود ہو، اس کو موسوی

المشرب کہا جاتا ہے۔ اور لطیفہ خفی کی فنا اللہ تعالیٰ کی سلبیہ صفات میں ہوتی ہے، سالک اس مقام میں جناب کبریا حق جل وعلا کو تمام مظاہر سے جدا و ممتاز پاتا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولایت کہتے ہیں۔ پس جو سالک اس ولایت کے راستہ سے مقصود و مراد تک پہنچے اس کو عیسوی المشرب کہیں گے۔

راقم الحروف عفی عنہ (مصنف رسالہ ہذا) کہتا ہے کہ شروع شروع میں میں نے اپنی مناسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دریافت کر کے اپنا مبدا التعین اسم الحی معلوم کیا تھا، پھر ایک مدت دراز کے بعد اپنے حضرت پیر دستگیر کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ میں اپنی مناسبت جناب حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ پاتا ہوں، آپ حضور توجہ فرمائیں کہ عیسوی ولایت سے منتقل ہو کر ولایت محمدی ﷺ کے ساتھ فائض المرام ہو جاؤں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہم توجہ کریں گے تو بھی متوجہ رہ۔ اب پیر دستگیر کی بابرکت توجہ سے میں امید رکھتا ہوں کہ ترقی واقع ہوئی ہوگی۔

اور لطیفہ اخفیٰ کی فنا شان الٰہی کے اس درجہ و مرتبہ میں ہے جو ان تمام مراتب پر مشتمل اور سب کا جامع ہے، سالک اس مقام میں واصل ہو کر اخلاق الٰہی کے ساتھ متخلق ہو جاتا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ حضرت امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لطائف کی تہذیب جدا جدا فرمایا کرتے تھے۔ مگر آپ کے فرزند گرامی حضرت ایشاں خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے خلفاء نے راستہ کو تاہ کر دیا ہے۔ شروع ہی سے لطیفہ قلب کی تہذیب فرما کر لطیفہ نفس کی تہذیب کے درپے ہو جاتے ہیں کیونکہ ان دونوں کی تہذیب کے ضمن میں ہی باقی چار لطیفوں کی تہذیب بھی بہم پہنچ جاتی ہے۔ لیکن جناب مبارک حضرت پیر دستگیر (میرا دل و جان ان پر قربان) تمام لطائف پر توجہ فرماتے ہیں اور اپنے غلام (مصنف

رسالہ) کو ہر ایک لطیفہ کے مراقبہ کا جدا جدا بھی حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ قلب کے مراقبہ کا یہ طریقہ بیان کیا ہے کہ سالک اپنے قلب کو حضرت رسول اللہ ﷺ کے قلب مبارک کے (روبرو) رکھ کر جناب الٰہی میں یوں عرض کرے کہ "الٰہی تجلی افعالی کا فیض جو حضرت حبیب خدا ﷺ کے قلب مبارک سے حضرت آدم علیہ السلام کے قلب میں پہنچا ہے، وہ میرے قلب میں پہنچے۔" اور دعا کے اثناء میں تمام مشائخ کرام کے قلوب کو حضرت پیغمبر خدا ﷺ تک جو فیض کا واسطہ اور ذریعہ ہیں، عینک کی مانند خیال کرے اور اسی طرح اپنے لطیفہ روح کو آنحضرت ﷺ کی روح مبارک کے روبرو رکھ کر جناب الٰہی میں یوں عرض کرے کہ "خداوندا! اپنے صفات ثبوتیہ کے تمام تجلیات کا فیض جو حبیب خدا ﷺ کی روح مبارک سے حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما السلام کی روح کو پہنچا ہے وہ میرے لطیفہ روح میں پہنچے۔" اور اسی طرح اپنے لطیفہ سرّ کو آنحضرت ﷺ کے سرّ مبارک کے مقابل تصور کر کے یوں دعا کرے کہ "الٰہی اپنے شیونات ذاتیہ کا فیض جو پیغمبر خدا ﷺ کے لطیفہ سرّ مبارک سے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سرّ میں پہنچا، میرے سرّ میں پہنچے۔" بعد ازاں اپنے لطیفہ خفی کو حضرت رسالت پناہ ﷺ کے لطیفہ خفی کے روبرو خیال کر کے عرض کرے کہ "الٰہی اپنے تجلیات و صفات سلبیہ کا فیض جو آنحضرت ﷺ کے خفی مبارک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خفی میں پہنچا ہے، وہ میرے لطیفہ خفی میں فائض ہو۔" پھر اپنے لطیفہ اخفیٰ کو حضرت رسول اللہ ﷺ کے اخفیٰ شریف کے سامنے رکھ کر عرض کرے کہ "الٰہی اپنی شان جامع کی تجلیات کا فیض جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اخفیٰ میں تو نے پہنچایا ہے، میرے اخفیٰ میں پہنچا۔"

جاننا چاہئے کہ ان تمام لطائف کی ولایت ولایت صغریٰ کے دائرہ میں حاصل ہوتی ہے بلکہ ان لطائف کو ولایت کبریٰ کے پہلے دائرہ تک عروج حاصل ہوتا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ جس طرح دائرہ امکان میں مراقبہ احدیت کرتے ہیں، اسی طرح ولایت صغریٰ میں مراقبہ معیت جو آیہ شریفہ **وهو معكم اينما كنتم** کا مفہوم ہے، کرتے ہیں۔ اور دائرہ امکان کی سیر کی انتہاء یوں معلوم ہو سکتی ہے کہ سالک اگر صاحب کشف ہے تو خود آپ ہی اپنے کشف کے ذریعہ شناخت کر لے گا یا اس کا شیخ صاحب کشف اس کو متنبہ کر دے۔ اور اگر دونوں کشف سے عاری ہیں تو پھر طالب کو چاہئے کہ اپنے قلب کی جمعیت کا ملاحظہ کرے۔ اگر بے خطرگی یا اس قدر کم خطرگی کہ خطرہ حضور کا مانع نہ ہوئے یعنی کامل چار گھڑی تک پہنچے تو اس تقدیر پر مراقبہ معیت شروع کر دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی معیت کو اپنے آپ اور اپنے تمام لطائف و عناصر بلکہ ممکنات کے ذرات سے ہر ذرہ کے ساتھ ملحوظ رکھنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کی بے چوں معیت بے چوں ادراک کے ساتھ ادراک کی جائے۔ اور جملہ جہات ستہ کا احاطہ کر لے اور جو توجہ و حضور کہ پیدا ہوا تھا، اپنا منہ نیستی کی جانب پھیرے۔ اس وقت ولایت کبریٰ کی سیر میں جو انبیاء کرام کی ولایت اور حضرت حق سبحانہ کے اسماء و صفات و شیونات کا دائرہ ہے، شروع ہوتے ہیں۔

فصل: ولایت کبریٰ کے بیان میں

جو کہ لطیفہ نفس و انا کی فنا کا نام ہے۔ جاننا چاہئے کہ توحید وجودی اور معیت حق کے اسرار جب اس ذرہ بے مقدار پر وارد کئے گئے تو یہ معلوم ہوا کہ عرش مجید بلکہ اس کے فوق سے لے کر تحت الثریٰ تک ایک نور ہے جو مجھ کو اور ممکنات کے ہر ذرہ کو احاطہ کیے ہوئے ہے اور اس کا رنگ اس کی بے رنگی کے سبب سیاہی کے مناسب اور حدیث شریف و کـــا

جاننا چاہیئے کہ ان تمام لطائف کی ولایت ولایت صغریٰ کے دائرہ میں حاصل ہوتی ہے بلکہ ان لطائف کو ولایت کبریٰ کے پہلے دائرہ تک عروج حاصل ہوتا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ جس طرح دائرہ امکان میں مراقبہ احدیت کرتے ہیں، اسی طرح ولایت صغریٰ میں مراقبہ معیت جو آیہ شریفہ **وھو معکم اینما کنتم** کا مفہوم ہے، کرتے ہیں۔ اور دائرہ امکان کی سیر کی انتہاء یوں معلوم ہو سکتی ہے کہ سالک اگر صاحب کشف ہے تو خود آپ ہی اپنے کشف کے ذریعہ شناخت کر لے گا یا اس کا شیخ صاحب کشف اس کو متنبہ کر دے۔ اور اگر دونوں کشف سے عاری ہیں تو پھر طالب کو چاہیئے کہ اپنے قلب کی جمعیت کا ملاحظہ کرے۔ اگر بے خطرگی یا اس قدر کم خطرگی کہ خطرہ حضور کا مانع نہ ہوئے یعنی کامل چار گھڑی تک پہنچے تو اس تقدیر پر مراقبہ معیت شروع کر دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی معیت کو اپنے آپ اور اپنے تمام لطائف وعناصر بلکہ ممکنات کے ذرات سے ہر ذرہ کے ساتھ ملحوظ رکھنا چاہیئے تا کہ اللہ تعالیٰ کی بے چوں معیت بے چوں ادراک کے ساتھ ادراک کی جائے۔ اور جملہ جہات ستہ کا احاطہ کر لے اور جو توجہ وحضور کہ پیدا ہوا تھا، اپنا منہ نیستی کی جانب پھیرے۔ اس وقت ولایت کبریٰ کی سیر میں جو انبیاء کرام کی ولایت اور حضرت حق سبحانہ کے اسماء وصفات وشیونات کا دائرہ ہے، شروع ہوتے ہیں۔

فصل: ولایت کبریٰ کے بیان میں

جو کہ لطیفہ نفس وانا کی فنا کا نام ہے۔ جاننا چاہیئے کہ توحید وجودی اور معیت حق کے اسرار جب اس ذرہ بے مقدار پر وارد کئے گئے تو یہ معلوم ہوا کہ عرش مجید بلکہ اس کے فوق سے لے کر تحت الثریٰ تک ایک نور ہے جو مجھ کو اور ممکنات کے ہر ذرہ کو احاطہ کیے ہوئے ہے اور اس کا رنگ اس کی بے رنگی کے سبب سیاہی کے مناسب اور حدیث شریف وکا

السلہ فی عماءِ کا مصداق تھا۔ اور اس میں مجھے استغراق حاصل ہوا اور اس مقام کے کچھ اسرار و رموز بھی مجھ پر واضح ہوئے۔ گذشتہ حالات کا میں مورد بنا رہا یہاں تک کہ اسی سال کے ماہ ربیع الاول کی پندرہویں کو پیر دستگیر کے حضور حاضر ہوا اور ابتداء توجہ سے اس وقت تک دو ماہ پانچ روز گذر چکے تھے، جس وقت پیر دستگیر مدظلہم العالی نے میرے لطیفہ نفس پر توجہ فرمائی، اسی توجہ میں میں نے دیکھا کہ آفتاب کی مانند میرے نفس کے مطلع سے ایک نور نے طلوع کیا اور وہ نور سیاہ جس کو میں حضرت ذات حق سمجھتا تھا، نیست و نابود ہو گیا، حتیٰ کہ اس نور کا کچھ بھی نام و نشان باقی نہ رہا۔ میں نے دیکھا کہ ممکنات کا وجود جو سیاہ نور میں معدوم و نابود معلوم ہوتا تھا، اس نے پھر ظہور کیا جیسے ستاروں کا وجود آفتاب کے انوار و شعاع میں، لیکن سیر قلبی میں بصر کی اس قدر تیزی نہ تھی کہ ممکن اور واجب کے وجود میں تمیز کر سکتا، لہذا اس وقت ان دونوں کے اتحاد کا قائل ہو گیا۔ چونکہ ولایت کبریٰ کی سیر میں جو انبیاء علیہم السلام کی ولایت اور صحو و ہوشیاری کا مقام ہے، نظر کی تیزی عنایت کی گئی تو میں نے دیکھا کہ ممکنات کا وجود البتہ ایک نوع کا ثبوت و استقرار رکھتا ہے، لیکن اشیاء کا وجود ظلی وجود معلوم ہوا جس کو وجود الٰہی کے پرتو نے اعدام پر پڑ کر موجود کر دیا، اور اسی طرح ممکنات کے صفات حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے صفات پر پرتو ہیں، نہ ان کے صفات حق کا عین اور توحید شہودی کا معنی جس کا مشاہدہ لطیفہ نفس میں ہوتا ہے، یہ ہی ہے۔ اور حق تعالیٰ کی اقربیت کے معنے بھی یہاں سے غور کے ساتھ سمجھ لے۔ اور دوسرا فرق اللہ تعالیٰ کی اقربیت و معیت میں یہ ہے، سن لے، کہ معیت کی غایت اتحاد ہے اور اقربیت کا کمال اثنینیت اور دوئی میں ہے۔ لیکن ممکن میں اگر وجود نمودار ہے تو حضرت حق سبحانہٗ سے ہی مستفاد ہے، نہ خود اس کے اپنے پاس سے اور اگر اس میں صفات کا

ظہور ہے تو وہ بھی اسی جناب سے اس کی اپنی حقیقت تو عدم ہی عدم ہے جو کسی ایک اشارہ کا بھی مشار الیہ نہیں ہو سکتا۔ اور انا و انت کا اشارہ وجود ہی کی جانب ہوگا نہ عدم کی۔ پس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اصل کا وجود ظل کے وجود کی نسبت ظل کے بہت زیادہ نزدیک ہے۔ کیونکہ ظل کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اس نے اپنے اصل سے لیا ہوا ہے نہ اپنے پاس سے اور اگر وہ اپنے وجود پر نگاہ کرتا ہے تو اس کو بھی اپنے اصل ہی کا پرتو پاتا ہے اور اگر وہ اپنے صفات پر نظر ڈالتا ہے تو ان کو بھی اپنے اصل کے صفات ہی کا نمونہ دیکھتا ہے۔ لہذا اپنے اصل کی اقربیت کا خواہ مخواہ اقرار کرے گا کیونکہ ظل کو جو قرب اپنے ساتھ پیدا ہوا ہے وہ اس کے اصل کے وجود ہی کے سبب سے ہے۔ پس اصل محل کے وجود کی نسبت ظل کے زیادہ قریب ہے۔ گو اقربیت کا بیان تقریر میں نہیں آ سکتا، کیونکہ عقل ناقص اپنے سے زیادہ نزدیک کے ادراک سے عاجز ہے لیکن یہ معاملہ عقل کے قانون سے دور دور اور کامل انکشاف پر موقوف ہے۔

جاننا چاہئے کہ ولایت کبریٰ کا دائرہ تین دائروں اور ایک قوس (نصف دائرہ) کو متضمن ہے۔ ولایت کبریٰ کے ان تین دائروں میں سے پہلے دائرے میں اقربیت اور توحید شہودی کی سیر منکشف ہوتی ہے اور اس دائرے کا نصف تحتانی اسماء اور صفات زائدہ کا متضمن ہے اور اس کا نصف فوقانی حق سبحانہ کے شیونات ذاتیہ پر مشتمل

ہے۔ عالم امر کے لطائف خمسہ کا عروج اسی دائرے تک ہوتا ہے۔ اور اس دائرے کا مورد فیض لطیفہ نفس بشرکت لطائفہ مذکورہ ہے اور اس دائرہ میں مراقبہ اقربیت کا (یعنی آیہ شریف ونحن اقرب الیہ من حبل الورید کامفہوم) تصور کرتے ہیں۔ سالک دائرہ اقربیت (یعنی پہلے دائرہ) سے جب عروج کرے گا تو پھر اس کی سیر دائرہ اصل میں واقع ہوگی اور دائرہ اصل سے دائرہ اصل الاصل کی طرف ترقی کرے گا اور اصل الاصل سے تیسرے اصل یعنی قوس کی طرف سیر کرے گا اور پہلے دائرہ کے نصف تحتانی تو نصف فوقانی میں کامل استہلاک ونیستی پیدا ہوتی ہے اور حضرت پیر دستگیر نے ان سہ گانہ دوائر میں اپنے اس غلام پر جب توجہ فرمائی تو میں نے دیکھا کہ ان دوائر سے بے رنگ نور کا ایک میزاب (پنالہ) میرے لطیفہ نفس پر پوری طاقت سے گرایا گیا۔ جس کے باعث میرا وجود و میری ہستی نمک درآب کی مانند بالکل گل گئی حتیٰ کہ میرے وجود کا نام ونشان تک بھی باقی نہ رہا۔ اور عین واثر زوال کا مقام میسر ہوا۔ اور لفظ انا کا اطلاق اپنے اوپر میں نے بہت ہی دشوار جانا بلکہ میں نے انا کے ورود کا محل ہی نہ پایا حتیٰ کہ عدمیت کے ناپیدا کنار دریا میں ڈوب گیا۔ اس وقت یہ یقین معلوم ہوا کہ فنا کی حقیقت تو اسی ولایت میں حاصل ہوتی ہے۔ اس سے پہلے پہلے جو کچھ بھی تھا وہ تو فنا کی صورت ہی صورت تھی۔

اور پہلے دائرہ کے نصف تحتانی اور نصف فوقانی میں مراقبہ محبت یعنی آیۃ شریفہ یحبھم و یحبونہ کامفہوم کرتے ہیں اور ان دوائر میں مورد فیض لطیفہ نفس ہے یعنی سالک کا انا مخفی نہ رہے کہ ان دوائر میں مراقبہ اس طریقہ سے کرتے ہیں کہ اپنے آپ کو اپنے خیال سے دائرہ کے اندر داخل کر کے یہ لحاظ و تصور کرتے ہیں کہ دائرہ اصل اسماء و

صفات سے محبت کا فیض میرے لطیفہ انا پر وارد ہو رہا ہے۔ اور اسی طرح دائرہ اصل الاصل سے محبت کا فیض میرے انا پر ورود کر رہا ہے، اور ایسا ہی تیسرے اصل یعنی قوس سے بھی محبت کا فیض اسی لطیفہ کو پہنچ رہا ہے اور ان دوائر میں کلمہ توحید کا زبانی ذکر بھی بلحاظ معنے فائدہ بخشتا ہے۔

راقم الحروف عفی عنہ (مصنف رسالہ ہذا) کہتا ہے کہ پیر دستگیر (میں ان کے قربان) کی توجہ سے یہ تینوں دائرے بھی مجھ پر مکشوف ہوئے اور ان دوائر ثلثہ کی ایک دوسرے سے امتیاز و جدائیگی میرے علم میں عرض وطول کے اندر ضعف وقوت میں انوار کی کمی وزیادتی پر مبنی ہے، ونیز ماتحت کی بہ نسبت فوق کے بے رنگ ہونے پر اور اپنے مذکورہ مکشوفہ دوائر سہ گانہ میں جن درویشوں کو میں نے توجہ دی، ان میں سے اکثروں پر یہ دوائر منکشف ہوئے۔

اور ہر دائرہ کے قطع وتمام ہونے کی علامت یہ ہے کہ دائرہ آفتاب کے قرص کی مانند سالک پر ظاہر ہو جائے اور دائرہ کا جس قدر حصہ قطع ہو جائے اتنا ہی حصہ کمال نورانیت کے ساتھ ظاہر ہو اور جس قدر دائرہ کا حصہ بے قطع باقی رہ جائے وہ بے نور معلوم ہو۔ جیسا کہ آفتاب کسوف کے وقت بے نور دکھائی دیتا ہے۔ اور ولایت کبریٰ کے کامل دائرہ کے طے ہونے کی علامت یہ ہے کہ فیض باطن کا معاملہ جو دماغ سے تعلق رکھتا ہے سینہ کے متعلق ہو جاتا ہے، اس وقت شرح صدر بھی حاصل ہو جاتی ہے اور سینہ کی وسعت وفراخی تو اس قدر حاصل ہو جاتی ہے جو بیان سے باہر ہے۔ گو سیر قلبی میں قلب کی وسعت اس قدر ہو گئی تھی کہ کئی آسمان میں نے اپنے قلب کے اندر مشاہدہ کئے تھے اور کئی ایک قلب بھی اپنے قلب میں دیکھے تھے۔ لیکن یہ وسعت فقط قلب ہی تک محدود تھی اور

ہے۔ عالم امر کے لطائف خمسہ کا عروج اسی دائرے تک ہوتا ہے۔ اور اس دائرے کا مورد فیض لطیفہ نفس بشرکت لطائفہ مذکورہ ہے اور اس دائرہ میں مراقبہ اقربیت کا (یعنی آیہ شریف ونحن اقرب الیه من حبل الورید کامفہوم) تصور کرتے ہیں۔ سالک دائرہ اقربیت (یعنی پہلے دائرہ) سے جب عروج کرے گا تو پھر اس کی سیر دائرہ اصل میں واقع ہوگی اور دائرہ اصل سے دائرہ اصل الاصل کی طرف ترقی کرے گا اور اصل الاصل سے تیسرے اصل یعنی قوس کی طرف سیر کرے گا اور پہلے دائرہ کے نصف تحتانی تو نصف فوقانی میں کامل استہلاک ونیستی پیدا ہوتی ہے اور حضرت پیر دستگیر نے ان سہ گانہ دوائر میں اپنے اس غلام پر جب توجہ فرمائی تو میں نے دیکھا کہ ان دوائر سے بے رنگ نور کا ایک میزاب (پرنالہ) میرے لطیفہ نفس پر پوری طاقت سے گرایا گیا۔ جس کے باعث میرا وجود و میری ہستی نمک در آب کی مانند بالکل گل گئی حتیٰ کہ میرے وجود کا نام ونشان تک بھی باقی نہ رہا۔ اور عین واثر زوال کا مقام میسر ہوا۔ اور لفظ انا کا اطلاق اپنے اوپر میں نے بہت ہی دشوار جانا بلکہ میں نے انا کے ورود کا محل ہی نہ پایا حتیٰ کہ عدمیت کے ناپیدا کنار دریا میں ڈوب گیا۔ اس وقت یہ یقین معلوم ہوا کہ فنا کی حقیقت تو اسی ولایت میں حاصل ہوتی ہے۔ اس سے پہلے پہلے جو کچھ بھی تھا وہ تو فنا کی صورت ہی صورت تھی۔

اور پہلے دائرہ کے نصف تحتانی اور نصف فوقانی میں مراقبہ محبت یعنی آیہ شریفہ یحبهم و یحبونه کامفہوم کرتے ہیں اور ان دوائر میں مورد فیض لطیفہ نفس ہے یعنی سالک کا انا مخفی نہ رہے کہ ان دوائر میں مراقبہ اس طریقہ سے کرتے ہیں کہ اپنے آپ کو اپنے خیال سے دائرہ کے اندر داخل کر کے یہ لحاظ وتصور کرتے ہیں کہ دائرہ اصل اسماء و

صفات سے محبت کا فیض میرے لطیفہ انا پر وارد ہو رہا ہے۔اور اسی طرح دائرہ اصل الاصل سے محبت کا فیض میرے انا پر ورود کر رہا ہے،اور ایسا ہی تیسرے اصل یعنی قوس سے بھی محبت کا فیض اسی لطیفہ کو پہنچ رہا ہے اور ان دوائر میں کلمہ توحید کا زبانی ذکر بھی بلحاظ معنے فائدہ بخشتا ہے۔

راقم الحروف عفی عنہ (مصنف رسالہ ہذا) کہتا ہے کہ پیر دستگیر (میں ان کے قربان) کی توجہ سے یہ تینوں دائرے بھی مجھ پر مکشوف ہوئے اور ان دوائر ثلٰثہ کی ایک دوسرے سے امتیاز و جدائیگی میرے علم میں عرض وطول کے اندر ضعف وقوت میں انوار کی کمی وزیادتی پر مبنی ہے،ونیز ماتحت کی بہ نسبت فوق کے بے رنگ ہونے پر اور اپنے مذکورہ مکشوفہ دوائر سہ گانہ میں جن درویشوں کو میں نے توجہ دی،ان میں سے اکثروں پر یہ دوائر منکشف ہوئے۔

اور ہر دائرہ کے قطع وتمام ہونے کی علامت یہ ہے کہ دائرہ آفتاب کے قرص کی مانند سالک پر ظاہر ہو جائے اور دائرہ کا جس قدر حصہ قطع ہو جائے اتنا ہی حصہ کمال نورانیت کے ساتھ ظاہر ہو اور جس قدر دائرہ کا حصہ بے قطع باقی رہ جائے وہ بے نور معلوم ہو۔جیسا کہ آفتاب کسوف کے وقت بے نور دکھائی دیتا ہے۔اور ولایت کبریٰ کے کامل دائرہ کے طے ہونے کی علامت یہ ہے کہ فیض باطن کا معاملہ جو دماغ سے تعلق رکھتا ہے سینہ کے متعلق ہو جاتا ہے،اس وقت شرح صدر بھی حاصل ہو جاتی ہے اور سینہ کی وسعت وفراخی تو اس قدر حاصل ہو جاتی ہے جو بیان سے باہر ہے۔گو سیر قلبی میں قلب کی وسعت اس قدر ہو گئی تھی کہ کئی آسمان میں نے اپنے قلب کے اندر مشاہدہ کئے تھے اور کئی ایک قلب بھی اپنے قلب میں دیکھے تھے۔لیکن یہ وسعت فقط قلب ہی تک محدود تھی اور

وسعت صدر جو ولایت کبریٰ میں حاصل ہوتی ہے وہ تو تمام سینہ میں عموماً اور محل لطیفہ اخفیٰ میں خصوصاً ہوتی ہے اور شرح صدر کی علامت بطریق وجدان یہ ہے کہ شرح صدر میں قضا و قدر کے احکام سے چوں و چرا و تمام اعتراضات رفع ہو جاتے ہیں اور نفس بھی مطمئنہ ہو جاتا ہے اور عروج کر کے مقام رضا میں پہنچ جاتا ہے اور تمام احوال میں راضی بقضا رہتا ہے۔ اگر سالک ان دوائر کے طے ہونے کے بعد اسم ''الظاہر'' کا مراقبہ کرے اور اس مراقبہ میں مورد فیض لطیفہ نفس اور لطائف خمسہ عالم امر کو تصور کرے تو نسبت باطن میں بڑی قوت اور وسعت پیدا ہو جائے۔ چنانچہ حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کو بھی اس مراقبہ کی تعلیم فرمائی تھی اور اس کے فوائد و نتائج بھی مجھ کو حاصل ہو گئے تھے اور اپنے یاروں کو بھی میں نے یہ مراقبہ تعلیم کر دیا تھا۔

جاننا چاہئے کہ جیسے اسماء وصفات کے ظلال تمام خلائق کے باستثنائے انبیاء کرام و ملائکہ عظام علیہم السلام مبادی تعینات ہیں اور اس مرتبہ کی سیر ولایت صغریٰ کے نام سے موسوم کی گئی ہے، ایسے ہی اسماء صفات و شیونات جو انبیاء کرام کے مبادی تعینات ہیں ان کی سیر کو ولایت کبریٰ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور ملائکہ عظام کے مبادی تعینات جن کو ولایت علیا کہا جاتا ہے، ابھی تک ان کی سیر در پیش ہے۔

فصل

اس فصل میں تین امر کا بیان ہے

(۱) ولایت علیا، (۲) عناصر ثلثہ آب و آتش کی سیر ، (۳) انہی تین کی فنا و بقا۔

حضرت پیر دستگیر نے جب ولایت کبریٰ کے دوائر میں اپنے اس کمینہ غلام پر

توجہات فرمائیں اور ہر دوائر کے احوال و کیفیات اس غلام پر وارد ہوئے حتیٰ کہ شرح کے واسطے بھی توجہ فرمائی تو میں نے دیکھا کہ دماغی معاملہ نے سینہ کے ساتھ تعلق پکڑا اور سینہ کی وسعت بھی مجھ کو معلوم ہوئی، پھر سن بارہ سو پچیس ہجری (۱۲۲۵ھ) کے ماہ جمادی الثانی کی پندرہویں تاریخ کو اپنے غلام کے عناصر پر توجہ فرمائی۔ میں نے دیکھا کہ میرے عناصر ثلثہ پر الٰہی جذبات وارد ہوئے اور عروج بھی واقع ہوا اور پاکیزہ حالات اور بے رنگ کیفیات نے عناصر پر صدور فرمایا اور ان عناصر ثلثہ کو اسم ''الباطن'' کی مسمیٰ و مصداق ذات میں فنا میسر ہوئی۔ اور اس مرتبہ مقدسہ میں ان عناصر کو نیستی و استہلاک بھی حاصل ہوا اور اس مرتبہ متعالیہ کے ساتھ بقا بھی حاصل ہوئی اور ملائکہ کرام کے ساتھ بھی مناسبت پیدا ہوئی اور ان بزرگوں کی زیارت بھی نصیب ہوئی اور اپنے آپ کو میں نے اس مقام کے اندر داخل پایا۔ اب معلوم رہے کہ ولایت صغریٰ اور ولایت کبریٰ کی سیر اسم ''الظاہر'' و اسم ''الباطن'' کے درمیان یہ فرق ہے کہ اسم الظاہر کی سیر میں ذات کا لحاظ کرنے کے بغیر ہی محض صفاتی تجلیات وارد ہوتی ہیں اور اسم الباطن کی سیر میں گو اسماء و صفات کی بھی تجلیات میسر آتی ہیں مگر کبھی کبھی ذات تعالیت و تقدست بھی مشاہدہ میں آجاتی ہے۔ اور حضرت پیر دستگیر کی مہربانی سے اس دائرہ کی صورت مثالی بھی اس فقیر پر منکشف ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ ولایت علیا کا دائرہ ظاہرہ ہوا مگر آفتاب کے شعاعی خطوط کی مانند حضرت حق سبحانہ کے اسماء و صفات اس دائرہ کو احاطہ کیے ہوئے تھے۔ لیکن وہ دائرہ کبھی کبھی بغیر ان خطوط کے بھی مشہود ہوتا ہے۔ مگر کمال بے
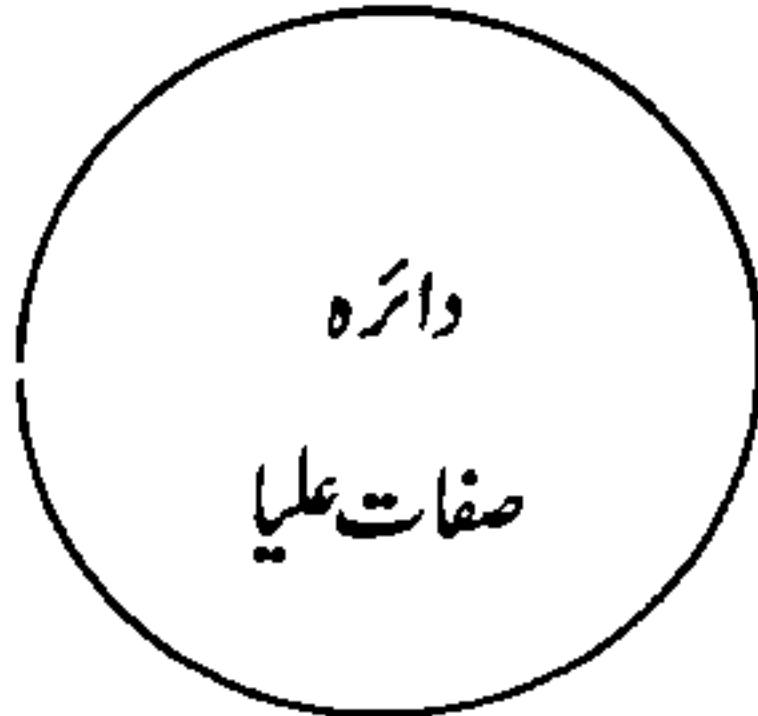
دائرہ
صفات علیا

رنگی میں ظاہر ہوتا ہے اور پھر وہ خطوط شعاعی روپوش ہو جاتے ہیں۔

مخفی نہ رہے کہ ولایت علیا مغز کی مانند ہے اور ولایت کبریٰ چھلکے کی مانند بلکہ ہر دائرہ تحتانی بھی دائرہ فوقانی کی نسبت یہ ہی مناسبت رکھتا ہے۔ مگر کمالات نبوت میں ولایت کی بہ نسبت اس قسم کی مناسبت بھی نہیں ہو سکتی اور اس دائرہ میں اسم ''الباطن'' کی مسمی و مصداق ذات کا مراقبہ کرتے ہیں اور فیض کا مورد اس ولایت میں عناصر ثلٰثہ آب و آتش باد ہیں اور کلمہ توحید کا زبان سے ذکر کرنا اور نفلی نماز طول قیام و قرأت کے ساتھ ادا کرنا اس مقام میں ترقی بخشنے والا ہے اور اس مقام میں رخصت شرعی کا اختیار کرنا بھی مستحسن نہیں خیال کیا گیا، بلکہ عزیمت پر عمل کرنا اس مقام پر ترقی بخشتا ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ رخصت پر عمل کرنا آدمی کو بشریت کی طرف کھینچ لے جاتا ہے اور عزیمت پر عمل کرنا ملکیت کے ساتھ مناسبت حاصل ہوگی، اسی قدر اس ولایت میں ترقی جلد تر میسر آئے گی اور اس ولایت کے حاصل شدہ اسرار توحید وجودی اور توحید شہودی کی مانند نہیں ہیں کہ بیان میں آسکیں بلکہ اس ولایت کے اسرار تو پوشیدہ رکھنے کے ہی زیادہ لائق ہیں اور کسی طرح بھی اظہار کے قابل نہیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے، بیت: (ترجمہ) راز کا پردہ سے باہر آنا مصلحت کے خلاف ہے ورنہ رندوں کی مجلس میں تو ہر قسم کی خبر موجود ہے۔ اور بالفرض کسی راز کے اظہار کا قصد بھی کیا جائے تو ایسی عبارت کہاں آئے جو ان اسرار کو بیان کر سکے۔

ان اسرار کا علم ایسے ہی شیخ کی توجہ سے حاصل ہو سکتا ہے جس نے اس ولایت میں کمال اتصاف پیدا کیا ہو اور ان اسرار کے فیض سے فیضیاب ہو چکا ہو ورنہ ان اسرار کی دریافت تو بالکل محال ہے۔ میں صرف اس قدر ظاہر کر دیتا ہوں کہ اس وقت سالک کا

باطن اسم الباطن کے مسمی و مصداق کا مظہر بن جاتا ہے، سمجھنے والے سمجھ گئے اور اس ولایت کے وقت سالک کے تمام بدن میں وسعت و فراخی پیدا ہو جاتی ہے اور لطیف لطیف احوال سارے جسم پر وارد ہوتے ہیں۔ جب حضرت پیر دستگیر نے اپنے غلام پر اس مقام تک توجہ فرمائی تو مجھ کو ایک ایسی ضرورت پیش آئی جس کی وجہ سے میں نے رامپور جانے کا قصد کیا اور حضرت پیر دستگیر کی خدمت مبارک میں رخصت کی درخواست کی تو حضرت نے اپنے یاروں کے مجمع میں خلافت کی خلعت عطا فرمائی اور اپنا ملبوس خاص (یعنی کلاہ وقمیص وعصا وسجادہ) مرحمت فرمایا اور خاص اپنے ہاتھ کے ساتھ کلاہ مبارک میرے سر پر رکھا اور قمیص پہنائی اور یہ الفاظ اپنی زبان مبارک پر مذکور فرمائے (جیسے حضرت مرزا صاحب قبلہ نے مجھ کو اپنی خلافت کے ساتھ ممتاز فرمایا، ویسے ہی ہم نے بھی تجھ کو طریقہ کی اجازت عطا کی)۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ خاندان قادری اور چشتی میں بھی ہم تجھ کو توجہ دیتے ہیں۔ یہ فرما کر بندہ کو اپنے زانو مبارک کے برابر بٹھلا لیا اور ہر دو عالم ربانی و عارف سبحانی مولانا خالد رومی اور حضرت مولوی بشارت اللہ صاحب بھڑا ایچی کو بھی جو جناب پیر دستگیر کے برگزیدہ اور مخلص احباب میں سے ہیں، بندہ کے قریب ہی بٹھلا لیا۔ بعد ازاں آپ نے پہلے بروح پاک حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتحہ پڑھ کر نسبت قادری میں توجہ دی، نتیجہ یہ ہوا کہ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ جناب مبارک حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہوئے اور اپنے غلام (مصنف رسالہ) کی گردن پر اس وضع سے بیٹھے ہوئے ہیں کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک میرے سینہ کے برابر ہیں اور آپ نے اپنے سر پر ایک جڑاؤ درخشاں تاج رکھا ہوا ہے اور بدن میں مکلف لباس پہنا ہوا ہے اور آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انوار

مبارک مجھ کو احاطہ کیے ہوئے ہیں اور میں آنحضرت کی نسبت کے رنگ میں رنگیں ہو گیا ہوں۔ بعد ازاں حضرت پیر دستگیر نے میرے زانو پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ لے اب میں تجھ کو نسبت چشتیہ میں توجہ دیتا ہوں، خبردار ہو جا۔ اور بارواح مبارکہ حضرت چشتیہ فاتحہ پڑھ کر توجہ فرمانی شروع کی۔ دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین وحضرت خواجہ قطب الدین وحضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر وحضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء وحضرت مخدوم علاؤ الدین علی صابر قدس اللہ تعالیٰ ارواحھم تشریف لائے ہیں اور ان اکابر میں سے ہر ایک کی نسبت کا نور میں نے جدا جدا معاینہ کیا اور نیز ان اکابر کی نسبت کے آثار اپنے اندر پائے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت نظام الدین نے اپنی کمال محبوبت کے ساتھ ظہور فرمایا اور آپ کے پاؤں مبارک میں مہندی کا اثر معلوم ہوا۔ جب یہ تمام معاملہ گذر چکا تو حضرت پیر دستگیر نے فرمایا کہ کیا تو نے اکابر کی نسبت جدا جدا دریافت کر لی ہے۔ بندہ نے عرض کیا کہ جی ہاں حضور کے تصدق سے دریافت کر چکا ہوں، اگر ارشاد ہو تو جدا جدا عرض کروں۔ اس پر فرمایا کہ خاموش رہ اور یہ اسرار لوگوں سے پوشیدہ رکھ اور اپنا خاص دستخطی اجازت نامہ اپنی خاص مہر سے مزین فرما کر بندہ کو عنایت فرمایا اور وہ اجازت نامہ یہ ہے جو بطریق اختصار اس جگہ نقل کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد فقیر عبداللہ معروف بہ غلام علی عفی عنہ گذارش کرتا ہے کہ صاحبزادہ عالی نسب صاحب فضائل وکمالات حافظ محمد ابو سعید کو (اللہ اسکو دارین میں سعادتمند کرے) اپنے آباء کرام رحمۃ اللہ علیھم کی باطنی نسبت کے حاصل کرنے کا اشتیاق پیدا ہوا بناءً علیہ

انہوں نے اس فقیر کی طرف رجوع فرمایا، فقیر نے باوجود اپنی تمام اس عدم لیاقتی کے ان کے بزرگوں کے حقوق کی رعایت کے باعث ان کے سوال کی اجابت سے کسی طرف چارہ نہ دیکھا اور ان کے لطائف پر توجہات کی گئیں۔ خدا تعالیٰ کی مہربانی سے بطفیل پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم تھوڑے ہی عرصہ میں ان کے لطائف کو جذبات الٰہیہ نے آ پایا (کیونکہ میرا معمول یہ ہے کہ لطائف خمسہ پر یکبارگی اپنی توجہات عمل میں لاتا ہوں) و نیز ان کو توجہ اور حضور و کیفیات وبعضے علوم واسرار حاصل ہوئے اور اس توجہ کی وجہ سے ایک نوع کا استہلاک ان میں پیدا ہوا اور فنا کا رنگ ان کے باطن میں ظاہر ہوا اور توحید حالی کے پرتو کے حضور نے بندوں کے افعال کو ان کی نظر سے پوشیدہ کر دیا اور انہوں نے ان افعال کو حضرت حق سبحانہٗ کی طرف منسوب پایا، پھر ان کے لطیفہ نفس پر اس کے عروج و نزول کے ساتھ توجہ ڈالی گئی تو وہ اس مقام میں ان حالات کے اندر مستہلک ہو گئے اور اپنے صفات کو حضرت حق سبحانہٗ کی طرف منسوب پایا اور ان کے انا کو اس قدر شکستگی حاصل ہوئی کہ اپنے اوپر لفظ انا کا اطلاق دشوار جانا اور ان کے باطن پر وحدت شہود کا نور چمکا اور تمام ممکنات کو حضرت حق سبحانہٗ کے وجود و توابع وجود کا آئینہ شناخت کیا۔ بعد ازاں ان کے عناصر پر توجہ و نیز نسبت کے انوار کا القاء کیا جا رہا ہے اور انہوں نے عناصر کے جذب و توجہ کو بھی معلوم کر لیا ہے فالحمد للہ علی ذالک۔ اور اس جگہ میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے اور ان کے ان تمام حالات و واردات کو میں نے خود بھی معلوم کر لیا ہے اور میرے یاروں نے بھی ان کے بارہ میں خدائے حق سبحانہ کے ان تمام عنایات کی شہادت دی ہے فالحمد للہ علی ذالک۔ اور خدائے کریم کارساز سبحانہ کے کرم سے بطفیل مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم میں امیدوار ہوں کہ بشرط التزام صحبت ان کو بہت کچھ ترقیات

حاصل ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ پر تو یہ امر ہرگز ہرگز کسی طرح بھی دشوار نہیں ہے۔ لہذا ان کو طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیم کی اجازت دے دی گئی کہ خدائے پاک کی عنایت و مہربانی سے اذکار و مراقبات کی تعلیم دیا کریں اور طالبوں کے دلوں میں سکینت و اطمینان بھی القاء کیا کریں اور فاتحہ بہ نیت ایصال ثواب بارواح طیبہ مشائخ قادریہ و چشتیہ رحمۃ اللہ علیھم بھی پڑھی گئی تاکہ ان کو ان کبرائے عظام کے ساتھ توسل حاصل ہو اور نیز ان کے باطن میں ان اکابر کے فیوض و برکات واصل ہوں۔ اور ان دو طریقہ علیہ میں جو کوئی ان سے توسل چاہے، یہ اس سے بیعت لیں اور ان حضرات کا شجرہ اس کو عنایت فرمائیں اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی تلقین اور اس کے موافق اس کی تربیت فرمائیں۔ اے خدا تو ان کو متقین و پرہیز گاروں کا امام و پیشوا بنا آمین۔

یہاں تک ہمارے پیر دستگیر کا کلام تمام ہوا اور میرا سلوک تمام ہونے کے بعد اس اجازت نامہ میں حضرت پیر دستگیر نے اور عبارت زیادہ فرمائی، انشاء اللہ اسی رسالہ میں کسی اور جگہ اجازت نامہ تبرک کے طور پر درج کروں گا۔

فصل

کمالات ثلثہ یعنی کمالات نبوت و کمالات رسالت و کمالات الوالعزم کے بیان میں

چند ماہ کے بعد رام پور سے جب میں نے واپس آ کر حضرت پیر دستگیر کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا تو حضرت پیر دستگیر نے اسی سال کے ذیقعدہ مہینہ میں اپنے غلام کے عنصر خاک پر توجہ فرمائی اور کمالات نبوت کا فیض (یعنی تجلی ذاتی دائمی) میرے اس لطیفہ

پرواردفرمایا، اس مقام کے علوم و معارف بس یہ ہی ہیں کہ تمام علوم و معارف مفقود ہو
جائیں اور باطن کے تمام حالات ہی بے
شناخت ہو جائیں اور اس مقام میں بے رنگی
اور بے کیفی حاصل الوقت ہو جاتی ہے اور
ایمانیات اور عقائد میں بھی ہر طرح کی قوت پیدا
ہو جاتی ہے اور استدلالی علم بدیہی ہو

دائرہ
کمالات نبوت

جاتا ہے اور اس مقام کے معارف انبیاء کرام کی شریعتیں ہیں۔ اس مقام میں باطن کی وسعت اور فراخی اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ تمام ولایت (عام اس سے کہ ولایت صغریٰ ہو یا ولایت کبریٰ یا ولایت علیا) کی وسعت و فراخی اس نسبت کے پہلو میں محض ناچیز اور تنگی تنگی ہے اور کچھ بھی نہیں۔ ان ولایات کے آپس میں تو البتہ ایک قسم کی مناسبت پائی جاتی ہے گو صورت اور حقیقت کی ہی مناسبت ہو لیکن اس جگہ وہ نسبت بھی مفقود ہے اور باوجود مفقود ہو جانے تمام معارف کے اور بے شناخت ہو جانے تمام حالات باطن کے اور پیدا ہو جانے یاس و ناامیدی کے اور معلوم کر لینے اپنے قصور کے اس حد تک کہ کافر فرنگ سے بھی اپنے آپ کو بدتر جاننے لگے حقیقتاً وصل عریانی (بے حجابانہ میل و ملاپ) اسی مقام میں حاصل ہوتا ہے اور اس سے پہلے پہلے جو جو وصل بھی تھے وہ تو صرف وہم و خیال ہی کے دائرہ میں داخل تھے اور ایک نوع کا سراب تھا، آب نما دہاں پر تو پانی کے پیاسے کے ہاتھ میں سوائے حسرت اور ندامت کے اور کچھ بھی حاصل نہ تھا۔ حضرت پیر دستگیر کی توجہات سے جب اس غلام پر یہ مقام مکشوف ہوا تو رویت کے مشابہ معاملہ میسر آیا اگرچہ وہ رویت نہ تھی کیونکہ اس کے وعدہ کا محل و موقع تو آخرت ہے، ہم اس پر ایمان

رکھتے ہیں ولیکن جو معاملہ یہاں پر حاصل ہوتا ہے ولایت کے مشاہدات کی نسبت وہ بھی رویت ہی کی مانند ہے اور جیسے آخرت کی رویت عالم خلق ہی کے ساتھ مخصوص ہے ویسے ہی اس جگہ کا معاملہ بھی عالم خلق ہی کے حصہ میں ہے۔ عالم امر کے لطائف تو اس جگہ محض لاشئ ہو جاتے ہیں۔ علی ہذا القیاس لطیفہ نفس اور عناصر ثلثہ بھی اس مقام پر ناچیز ہو جاتے ہیں۔ یہ معاملہ تو عنصر خاک کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔ اگر دوسرے عناصر کو اس دولت سے کچھ حصہ ملتا بھی ہے تو صرف اسی لطیفہ کے طفیل و تبعیت ہی سے ملتا ہے۔ شریعت کے تمام احکام اور غیب کی تمام خبریں یعنی حق تعالیٰ کا وجود اور اس سبحانہٗ کے صفات اور اسی طرح قبر کا معاملہ اور حشر و مافیہا اور بہشت و دوزخ وغیرہ وغیرہ جس جس امر کی مخبر صادق ﷺ نے خبر دی ہے، اس مقام میں یہ سب کے سب بدیہی اور عین الیقین ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے تو اس میں کوئی شک وشبہ نہیں پایا جاتا اور نہ اس پر کسی دلیل کی حاجت پڑتی ہے جیسے مشاہدے کی چیز میں دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور اگر کوئی شخص مثلاً زید کے موجود ہونے کی خبر دے تو سامع دلیل کا محتاج ہوتا ہے، وجود حق میں نہیں ہوتا۔ اور اس مقام میں حضرت حق سبحانہ کا وجود آئینہ کی مانند ہو جاتا ہے اور اشیاء کا وجود ان صورتوں کی مانند جو آئینہ میں نظر آتی ہیں، ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان صورتوں کا وجود تو وہم و خیال ہی میں ہے اور آئینہ کا وجود واقع اور نفس الامر میں ہے ولیکن ظاہری آئینہ میں پہلے صورت محسوس ہوتی ہے پھر بعد میں آئینہ اور اس مقام میں اس کے برخلاف اول اول آئینہ کا وجود دیکھنے میں آتا ہے پھر کہیں بنظر غور کرنے کے بعد اشیاء کا وجود دکھائی دیتا ہے۔ لہذا حضرت حق سبحانہٗ کا وجود بدیہی ہو جاتا ہے اور ممکنات کا وجود نظری۔

اس سے زیادہ تعجب ناک معاملہ سنو کہ اس مقام کی بلندی اور بساطت اور بے رنگی کے باوجود جب اس مقام کا پورا پورا انکشاف حاصل ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقام تو بالکل نظر کے روبرو ہی تھا، اس وقت حیرانی بڑھ جاتی ہے کہ باوجود محاذی و قریب تر ہونے اس مقام کے اتنی مدت تک کیوں نہیں نظر آتا تھا اور ہم نے کیوں نہیں آنکھیں کھولیں اور اپنے مقصود کو لطائف عالم امر کے کوچوں میں کیوں تلاش کرتے رہے۔ طرفہ تر یہ کہ اس مقام کے حصول کے واسطے صوفیہ میں جو اذ کار معمول ہیں، کچھ بھی مفید نہیں ہاں البتہ قرآن مجید کی باترتیل تلاوت اور باآداب نماز کی ادائیگی اور جو اذکار حدیث شریف سے ثابت ہیں، یہ سب اس مقام میں ترقی بخش ثابت ہوئے ہیں۔ علم حدیث کے شغل اور حبیب خدا ﷺ کی سنن کی اتباع سے اس مقام میں ایک طرح کی قوت اور نورانیت پیدا ہوتی ہے اور **قاب قوسین او ادنیٰ** کے راز کی حقیقت اس دائرہ میں منکشف ہوتی ہے اگر چہ ہر سابق مقام میں اس معرفت کا توہم تو ضرور پیدا ہوا تھا مگر وہاں پر معاملہ صرف ظلال یا صفات ہی کے ساتھ تھا اور یہاں پر تو خود حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کے ساتھ ہے۔ اس معاملہ کی تفصیل جو کچھ اس نافہم قاصر کے فہم میں آئی ہے، لکھی جاتی ہے، ہوش کے کان سے سنیں۔ سالک کو صفات واجبی میں جب کما ینبغی فنا و بقا حاصل ہوگی اور صفات کو تو حضرت ذات کے ساتھ قرب لا عین ولا غیر حاصل ہے، اور سالک نے اس فنائی الصفات کی وجہ سے اس قرب کا حصہ لے لیا ہے تو سالک اب خواہ مخواہ قرب قاب قوسین کا قائل ہوگا اور جب سالک مرتبہ حضرت ذات میں فانی ہوگا اور اس مرتبہ میں بقا بھی حاصل کرے تو اب لامحالہ قرب اوادنیٰ کے حصول کا مدعی ہوگا۔ اب رہی اس معاملہ کی پوری پوری حقیقت سو اس کا انکشاف کشف ہی سے

ممکن ہے، تقریر وتحریر میں تو ہرگز آ ہی نہیں سکتا۔ اگر کچھ کہا بھی جائے تو خدا جانے کوئی کیا سمجھے (لہذا اتنے پر ہی کفایت کی جاتی ہے)۔

باقی رہا سر دنیٰ فتدلّٰی جو اس مقام پر مکشوف ہوتا ہے وہ تو اس مقام (قاب قوسین اوادنیٰ) سے بھی زیادہ نازک ہے۔ لہذا اس کے بیان کے میدان سے عنان قلم پھیری جاتی ہے کیونکہ عوام کا فہم بلکہ خواص کا بھی اس سے قاصر ہے۔ جاننا چاہئے کہ مشائخ کرام نے تجلی ذاتی دائمی میں ترتیب وار تین مرتبے ثابت کئے ہیں۔ پہلا مرتبہ کمالات نبوت کا قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس امر کا بیان مذکور ہوا۔ اور اس مرتبہ میں ذات منشاء کمالات نبوت کا مراقبہ کرتے ہیں۔

دوسرا مرتبہ کمال رسالت کا ہے اور اس مرتبہ میں ذات منشاء کمالات رسالت کا مراقبہ فرماتے ہیں اور اس مقام کا فیض سالک کی مجموعی ہیئت وحدانی پر وارد ہوتا ہے اور ہیئت وحدانی سے عالم امر و عالم خلق کا مجموع من حیث ھو مراد ہے۔ جوہر ایک کے تصفیہ وتزکیہ کے بعد ان دونوں کی ایک دوسری مجموعی ہیئت پیدا ہوگئی ہے۔ جیسے مثلاً کوئی شخص چاہے کہ مختلف التاثر
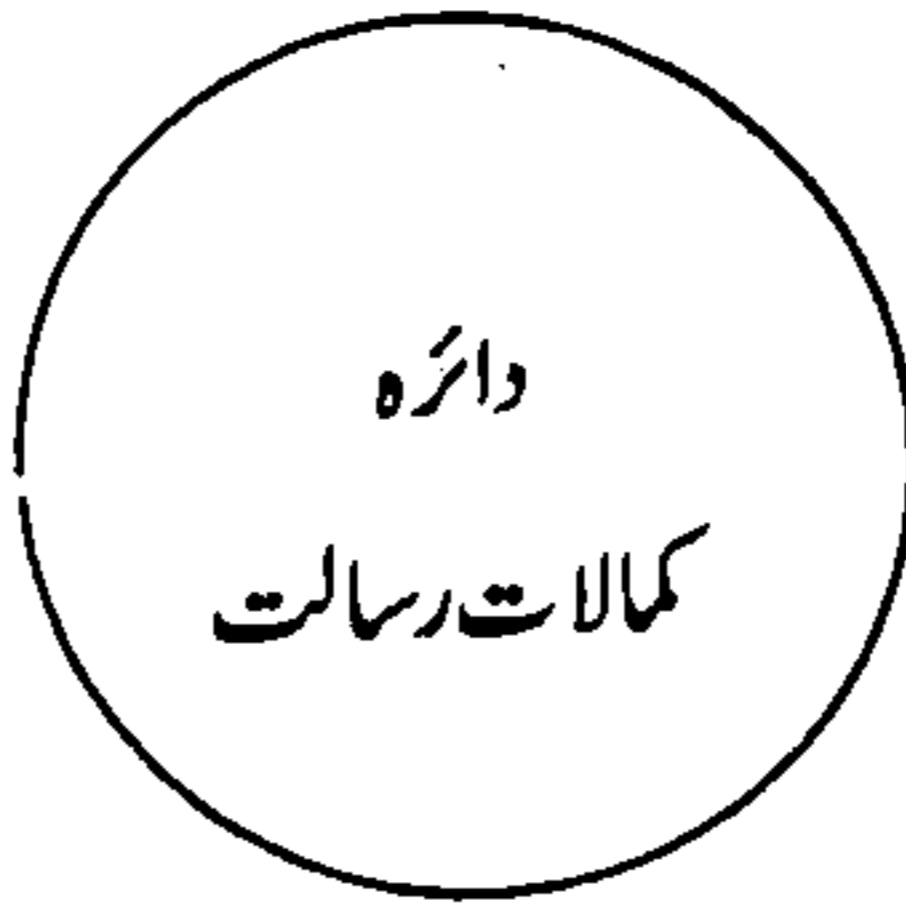
دائرہ
کمالات رسالت

چند دواؤں سے ایک معجون مرکب تیار کرے تو پہلے ان میں سے ہر ایک دوا کو کوٹ چھان کر رکھ لیتا ہے، بعد ازاں تمام کو قند یا شہد کے قوام میں حل کر دیتا ہے۔ اب تمام مذکورہ ادویہ ایک دوسری ہیئت اور دوسرے خواص پیدا کر کے ایک خاص معجون کے نام سے موسوم ہو جاتی ہیں۔ ایسے ہی سالک کے لطائف عشرہ ایک دوسری صورت وشکل پیدا کر

کے اس مقام اور مقامات فوقانی میں کثرت کے ساتھ عروج حاصل کرتے ہیں اور اسی سال کے ماہ ذی الحجہ میں حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کی ہیئت وحدانی پر توجہ فرمائی اور اسی طرح ہر مقام فوقانی میں یکے بعد دیگرے مقامات مجددیہ کے آخر تک ایک ایک ماہ توجہ دیتے رہے اور کمالات رسالت سے فیض وارد ہوتا رہا اور اس مقام میں بہ نسبت مقام سابق اپنے انوار کثرت کے ساتھ اور وسعت و بے رنگی بھی بکثرت وارد فرمائی۔ اس مقام کی نسبت اپنے سابق مقام سے اور ایسے ہی ہر مقام فوقانی کی نسبت مقام تحتانی کے ساتھ ایسی ہے جیسے مغز کی نسبت پوست اور چھلکے کے ساتھ۔

بعد ازاں تیسرے مرتبہ یعنی کمالات الوالعزم میں حضرت پیر دستگیر نے توجہ فرمائی اور اس مقام کا فیض اپنی کمال بلندی اور کثرت کے ساتھ ہیئت وحدانی پر وارد ہوا۔

دائرہ
کمالات الوالعزم
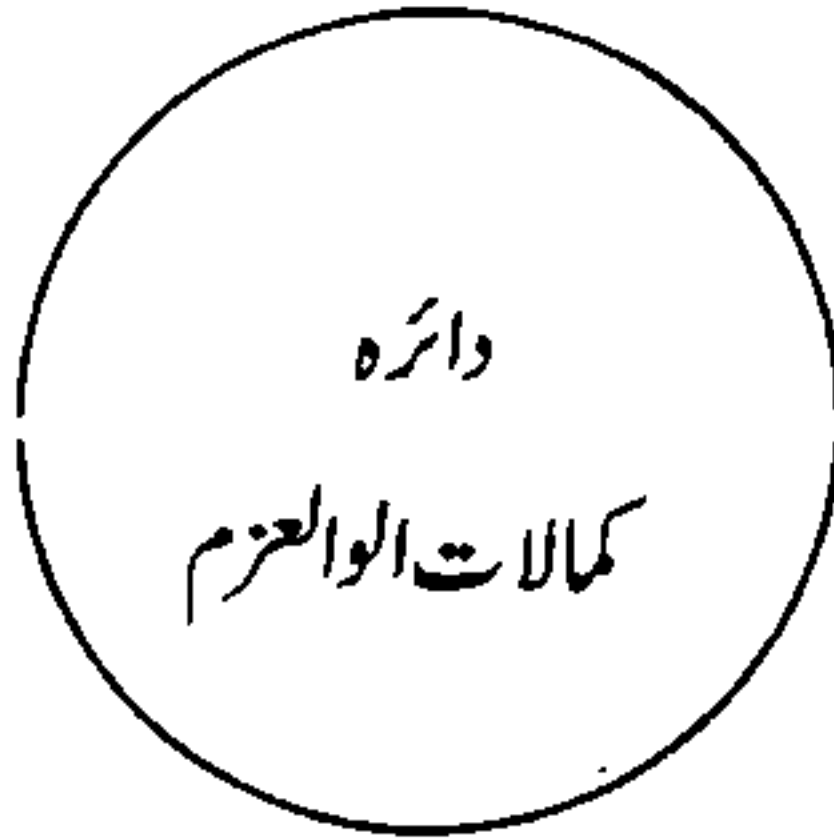
اس جگہ ذات منشاء کمالات الوالعزم کا مراقبہ کرتے ہیں اور اس مقام میں مقطعات و متشابہات قرآنی کے اسرار کھلتے ہیں۔ اور بعض بزرگوں کو تو ان اسرار کا محرم راز بنا دیا جاتا ہے جو محبّ و محبوب کے درمیان ہو گزرے ہیں اور حبیب خدا ﷺ کی اتباع کے باعث آنجناب علیٰ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص پس خوردہ میں سے حصہ عطا فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جب حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کو اس مقام میں اپنی مخصوص توجہ کے ساتھ سرفراز فرمایا، انہی دنوں میں اس بدنام (مصنف رسالہ) پر ان حروف میں سے ایک حرف کے اسرار مکشوف ہوئے۔ غالباً وہ حرف ''ص'' ہے یا کوئی اور تحریر کے وقت مجھے یاد نہیں

رہا، ان اسرار کے بیان کی گنجائش بشر کے حوصلہ میں نہیں ہے۔ اگر بیان میں آ دیں بھی تو متکلم بے تاب اور سامع بے ہوش ہو جائے اور بر تقدیر تسلیم اگر کچھ بیان کرنا بھی چاہے تو ان اسرار کے بیان کے لئے وہ عبارت کہاں سے آئے جو ان کو بیان کرے۔ اور اگر یہ اسرار ممکن الاظہار ہوتے تو البتہ امام طریقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اسرار میں سے ضرور کچھ نہ کچھ ارشاد فرماتے۔ یہ کمینہ درویش بلکہ درویشوں کی ننگ و عار کو کیا حق حاصل ہے کہ ان چیزوں کے نام تک بھی لے، لیکن جناب الٰہی جل شانہٗ کے شکر اور حضرت پیر دستگیر مدظلہم العالی کے احسان کے اظہار کے واسطے ایسی گفتگو تحریر میں آئی۔

جاننا چاہیے کہ جس وقت سے باطن کا معاملہ ہیئت وحدانی کے ساتھ پڑتا ہے تبھی سے باطن کی ترقی فقط تفضّل (فضل خداوندی) ہی سے وقوع میں آتی ہے، کسی عمل کا بھی اس میں دخل نہیں رہتا، اگر چہ تمام مقامات میں فضل خداوندی کے بغیر کسی عمل سے بھی ترقی ممکن نہیں مگر اعمال اسباب کی مانند تو ضروری ہیں، ولیکن ان مقامات میں تو اسباب کا بھی کوئی دخل نہیں۔ دیکھو ذکر کو، اگر چہ کدورات بشری کے زائل کرنے میں پورا پورا اثر ہے ولیکن باطن کی ترقی میں نتیجہ بخش واقع نہیں ہوتا۔ مثلاً سالک جب ذکر اسم ذات یا نفی واثبات یا تہلیل لسانی کے ساتھ مشغول ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ ان مقامات میں وہ ذکر نہیں پہنچتا اور راہ ہی میں رہ جاتا ہے۔ مگر جب لفظ محمد رسول اللہ ﷺ تہلیل کے ساتھ ملاوے اور درود بھی اس کے ساتھ ملا کر پڑھے تو البتہ مقامات فوقانی میں ایک نوع کی قوت پیدا ہو جاتی ہے، بلکہ لفظ مبارک محمد رسول اللہ ﷺ کی وسعت تہلیل کی نسبت زیادہ معلوم ہوتی ہے اور قرآن مجید کے سبب سے ان مقامات میں ترقیات واقع ہوتی ہیں۔ اور سالک جس مرتبہ میں پہنچتا ہے، قرآن مجید ہی کے ذریعہ سے پہنچتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ کمالات الوالعزم سے دو طرف راستہ جاتا ہے۔ اس میں مرشد کو اختیار ہے کہ طالب کو جس طرف چاہے اسی طرف لے جائے۔ ایک راستہ تو حقائق الٰہیہ کی طرف جاتا ہے یعنی حقیقت کعبہ و حقیقت قرآن و حقیقت صلوٰۃ کیطرف، اور دوسرا راستہ حقائق انبیاء علیھم السلام کی طرف۔ اور حقائق انبیاء سے مراد حقیقت ابراہیمی و حقیقت موسوی و حقیقت محمدی و حقیقت احمدی علیھم السلام ہے۔ حضرت پیر دستگیر نے اس غلام کو پہلے حقائق الٰہیہ کی طرف توجہ فرمائی، لہذا حقائق الٰہیہ کو حقائق انبیاء پر میں نے مقدم کیا اور انہی کے بیان میں مشغول ہوتا ہوں۔

فصل

حقائق الٰہی یعنی حقیقت کعبہ اور حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ کے بیان میں

محرم الحرام سن بارہ سو چھبیس ہجری (۱۲۲۶ھ) کے آخر میں جب کہ راقم الحروف (مصنف) کو حضرت پیر دستگیر نے کمالات الوالعزم تک توجہ فرمائی تو رام پور کا میں نے قصد کیا اور اسی سال کے ماہ جمادی الثانی میں پھر حضور پر نور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ماہ رجب کے شروع میں حقیقت کعبہ میں توجہ فرمائی۔ اس جگہ حضرت حق سبحانہٗ کی عظمت و کبریائی مشہود ہوئی اور میرے باطن پر ایک عظیم الشان ہیبت طاری ہوئی۔ اس مقام میں اس ذات کا مراقبہ

دائرہ
حقیقت کعبہ ربانی

کرتے ہیں جو تمام ممکنات کی مسجود ہے اور اس کے چند ہی روز میں اس مرتبہ مقدسہ میں فنا و بقا حاصل ہوئی، میں نے اپنے آپ کو اس شان سے موصوف پایا اور تمام ممکنات کی توجہ اپنی طرف دیکھی۔ اگرچہ کمالات کے مرتبہ میں بہت سی بے رنگیاں حاصل تھیں اور ان مقامات میں اس قدر نہیں، لیکن نسبت باطن کی بلندی و وسعت زیادہ سے زیادہ ہے اور حقائق انبیاء میں باوجود اس تمام بلندی و وسعت کے حقائق الٰہیہ سے بے رنگی بھی بہت کم ہے۔ اس کا راز بندہ کے ناقص خیال میں جو کچھ آتا ہے وہ یہ ہے کہ سالک کو اس مقام پر فنا و بقا مرتبہ ذات بحت میں حاصل ہوتی ہے اور سالک اس مرتبہ مقدسہ کے اخلاق کے ساتھ متخلق (موصوف) بھی ہو جاتا ہے، تو بالضرور سالک کی مدرکہ (ذہن) میں ایک نوع کی ایسی قوت تو پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کے باعث فوقانی نسبتوں کا ادراک تو کر لیتا ہے مگر اس کی وجہ سے ان فوقانی مقامات کی بے رنگی کو دریافت نہیں کر سکتا۔ مصرع: کہ رستم را کشد ہم رخش رستم را۔ (ترجمہ) رستم پہلوان کو رستم ہی کا گھوڑا اٹھا سکتا ہے۔ (فوقانی نسبتوں کے ادراک کی وجہ یہ ہے) کہ کمالات کی نسبت اور فوقانی نسبتیں ایک ہی جنس کی معلوم ہوتی ہیں، اگرچہ یہ جنسیت و مناسبت صورت ہی صورت میں کیوں نہ ہو، بلکہ کمالات کی نسبت میں اسی وجہ سے بے رنگی حاصل تھی کہ سالک کو اس سے قبل (یعنی مرتبہ ولایات میں) فنا و بقا صرف صفات و شیونات کے مرتبہ ہی میں حاصل ہوئی تھی اور اس کی مدرکہ میں قوت بھی اسی قدر پیدا ہوئی تھی۔ لہذا حضرت ذات کے مرتبے کا ادراک اس پر بہت ہی دشوار تھا، اس لئے کہ ولایت کے کمالات اور مرتبہ سے حاصل ہوئے تھے اور مرتبہ نبوت کے کمالات اور قسم سے ہیں۔ یہ دونوں آپس میں کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتے۔ اگرچہ صوری ہی صوری مناسبت کیوں نہ ہو۔ اور بعض اکابر کا یہ قول

کہ مرتبہ ولایت مرتبہ نبوت کا ظل ہے، فقیر (مصنف رسالہ ہذا) کے نزدیک پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا۔ اور جو کچھ میں نے دریافت کیا ہے وہ یہ ہے کہ ان دونوں میں باہم کوئی نسبت بھی متحقق نہیں ہاں البتہ مرتبہ کمالات وحقائق الٰہیہ ثلثہ کے مابین ایک نوع کی نسبت ثابت ہے۔ بلکہ بعض محققین فن نے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ حقائق الٰہیہ کمالات کی یہ نسبت ایسی ہیں جیسے دریا کی موجیں۔ اس کلام کا معنی یہ ہے کہ چونکہ کمالات میں ذاتی دائمی تجلیات کا ظہور ہوتا ہے تو لامحالہ ہر فوقانی نسبت مرتبہ ذات سے کسی طرح باہر نہیں ہو سکتی۔ اسی وجہ سے لفظ امواج کا اطلاق یہاں پر بالکل صحیح ہے۔ اور اس بارے میں جو کچھ مجھ ناقص العقل کے فہم وادراک میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ حقائق کی نسبت میں وہ اشیاء ظاہر ہوتی ہیں جو کمالات کی نسبت میں ظاہر نہیں۔ مثلاً کعبہ معظمہ کی حقیقت میں عظمت وکبریائی اور تمام ممکنات کی مسجودیت اس طرز پر ظہور کرتی ہے کہ اس کے ادراک میں عقل بھی عاجز اور لنگ رہ جاتی ہے۔ اور میں معلوم کرتا ہوں کہ اس عالی مرتبہ کا حصول مرشد کی ان مقامات میں توجہ کرنے کے بغیر نہایت ہی دشوار ہے الا ماشاء اللہ۔

اور جب حضرت پیر دستگیر نے قرآن مجید کی حقیقت میں توجہ فرمائی تو میں نے مراقبہ میں معاینہ کیا کہ عظمت وکبریائی کے سراوقات (شاہی پردوں) کے اندر میں نے جگہ پائی اور میں نے عالم مثال میں ایسا دیکھا کہ گویا میں کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا ہوں اور وہاں پر ایک زینہ رکھا ہے، میں اس میں داخل ہو گیا اور حقیقت قرآنی بے چونی و بے کیفی کی وسعت و اور حضرت ذات کی وسعت اسی

دائرہ حقیقت قرآن

زینہ سے حقیقت قرآنی سے مراد حضرت ذات کی فراخی کا ابتدائی مرحلہ ہے مقام سے شروع ہوتی ہے یعنی وہ حالات وکیفیات ظاہر ہوتے ہیں جو وسعت کے شبیہہ ہیں ورنہ لفظ وسعت کا اطلاق اس جگہ

عبارت والفاظ کے درمیان تنگی کی وجہ سے ہے اور محبوب حقیقی کے غنچہ دہن کا کھلنا اسی مقام میں معلوم ہوتا ہے۔ خوب سمجھ لو اور کسی قسم کی کوتاہی نہ کرو اور کلام اللہ کے بطون (مخفی راز) اسی مقام میں ظاہر ہوتے ہیں۔ میں نے قرآن کریم کا ایک ایک حرف دریائے بے کنار پایا، جو کعبہ مقصود تک موصل (پہنچانے والا) ہے۔

ایک اور عجیب تر نکتہ سنو کہ باوجود ان تمام مختلف قصص و حکایات کے اور متبائن اوامر و نواہی کے قرأت کے وقت اقسام اقسام کے اشیاء اور انواع انواع کے اسرار کھلتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس کے اسرار بالغہ معرض ظہور میں آتے ہیں۔ دیکھو تمام عوام کی تعلیم و تفہیم کی خاطر تو قصص و حکایات انبیاء علیہم السلام کے ذکر فرمائے گئے اور بنی آدم کے ارشاد و ہدایت کے واسطے احکام شریعت ارشاد کئے گئے اور قرآن کریم کے حرفوں کے باطن میں کیا کیا کیفیتیں اور کیسے کیسے معاملے موجود ہیں کہ حیرت پر حیرت بڑھتی ہے۔ ہر ہر حرف میں ایک خاص شان کے ساتھ ظہور فرماتا ہے اور جانبازوں کے دل کا شکار کرتا ہے۔ کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔ بیت: (ترجمہ) نہ اس کے حسن کی کوئی غایت ہے نہ سعدی کے سخن کی نہایت، استسقاء والا تو پیاسے کا پیاسا ہی مر جائے اور دریا ویسے کا ویسے ہی رہے۔

قرآن مجید کی تلاوت کے وقت قاری کی زبان شجرہ موسوی کا حکم پیدا کرتی ہے اور قرآن مجید کی قرأت کے وقت سارا قالب (بدن) زبان ہی زبان ہو جاتا ہے اور نسبت کی بلندی اس جگہ تو اس درجہ کی ہے کہ کمالات کی نسبت باوجود اس اپنی تمام علو و وسعت کے کہ حقیقت کعبہ معظمہ باوجود اس عظمت و کبریائی کے حقیقت قرآن کے تحت میں مشہود ہوتی ہے اور اس مقام میں بے چوں حضرت ذات کی وسعت کے مبداء کا

مراقبہ کرتے ہیں اوران مقامات کے فیض کا محل ورود سالک کی ہیئت وحدانی ہی ہے۔

زاں بعد حضرت پیر دستگیر نے دائرہ حقیقت صلوٰۃ میں توجہ فرمائی۔اس دائرہ میں بے چوں حضرت ذات کی کمال وسعت مشاہدہ میں آئی۔اس مقام کی وسعت اور بلندی کا کیا حال بیان کرے،مگراس قدرتو ضرور جان لوکہ حقیقت قرآن مجیداس کا ایک جزو ہےاور دوسرا جزوحقیقت کعبہ ہے۔اس مقام کے واردات وکیفیات کی کیا وصف بیان کرے بالفرض اگر کچھ بیان بھی کرےتو کون سمجھے۔کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے،

بیت: (ترجمہ) اس کے دامن ناز کے سنجاف تک ہماری خاکساری و نیازمندی کی رسائی کہاں،اس نے اپنی آنکھ کی پلک اتنی بلندی پرنہیں جھپکی کہ اس کے سرمہ کے گرداگرد ہماری دعاہی کے رسائی ہوجائے۔

اس مقام میں حضرت ذات بے چوں کی کمال وسعت کا مراقبہ کرتے ہیں۔

جس جس سالک نے اس مقدس حقیقت سے کچھ بھی حظ حاصل کیا ہے وہ گویاادائے نماز کے وقت عالم دنیا سے نکل کر عالم آخرت میں داخل ہوا جاتا ہےاور رویت اخروی کے مشابہ حالت حاصل کرلیتا ہے۔تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں جہاں سے ہاتھ اٹھااور دونوں جہاں پس پشت ڈال کر اللہ اکبر کا نعرہ لگاتا ہوا حضرت سلطان ذی شان جل شانہٗ کے دربار میں حاضر ہوتا ہےاور بارگاہ جل جلالہٗ کی عظمت وکبریائی کی ہیبت کے آگے اپنے آپ کوذلیل وناچیز خیال کرکے محبوب حقیقی پرقربان ہوئے جاتا ہےاورقرأت کے وقت موہوب وجود سے جواس مرتبہ کے لائق ہے موجود ہوکر حضرت حق سبحانہٗ کے ساتھ متکلم اوراس جناب سے مخاطب ہوتا ہے،اس کی زبان گویا موسوی شجرہ بن جاتی ہے۔ چنانچہ ابھی حقیقت قرآن میں اس کا ذکر ہوا،جب رکوع کرتا ہےاور غایت درجہ کا

خشوع بھی تو بالضرور زیادہ قرب کے ساتھ ممتاز ہوتا ہے اور تسبیح کرنے کے وقت ایک اور خاص کیفیت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ پھر اب تو خواہ مخواہ حمد وثنا کرتا ہوا قومہ کرتا ہے اور دوبارہ حضرت حق کے حضور میں برابر سیدھا کھڑا ہوتا ہے اور قومہ کرنے میں میرے فہم ناقص میں یہ راز ہے کہ چونکہ اب ادائے سجود کا ارادہ کرتا ہے تو قیام سے سجدہ کی طرف جانے میں رکوع...... سجود کی جانب جانے کی نسبت تذلل اور انکسار زیادہ ہے اور ادائے سجود کے وقت ایک خاص جو قرب

دائرہ
حقیقت صلوٰۃ

حاصل ہوتا ہے اس کا کیا بیان کیا جائے۔ اس کے ادراک میں تو عقل بھی عاجز و قاصر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ساری نماز کا خلاصہ سجود ہی سجود ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سجدہ کرنے والا تو اللہ تعالیٰ کے دوقدموں پر سجدہ کرتا ہے اور آیہ کریمہ **واسجد واقترب** ''اور سجدہ کر اور نزدیک ہو'' اسی قرب کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے کہ (ترجمہ) بار بار اس کے قدموں پر سر رکھنا کیا ہی اچھا معلوم ہوتا ہے، یار سے اپنے دل کا بھید کھولنا کیا ہی خوش آتا ہے۔

اور چونکہ قرب قرب سجود سے خیال ہوا تھا کہ عنقا (مطلوب حقیقی) دام آ پھنسا لہذا اللہ اکبر کہتا ہوا جلسہ میں بیٹھ گیا یعنی اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے کہ میں اس کی کما حقہ عبادت کرسکوں اور **کما ینبغی** اس کا قرب حاصل کرلوں اور اسی سابق جرم کی جلسہ میں معافی مانگتا ہے کہ **اللھم اغفرلی وارحمنی الخ**۔ پھر اور زیادہ قرب طلب کرنے کے واسطے دوبارہ سجدہ کرتا ہے۔ ازاں بعد تشہد میں بیٹھ کر اس نعمت قرب

کے احسان وانعام پر باری تعالیٰ کی جناب میں شکر و تحیات بجالاتا ہے اور کلمہ شہادت کی وجہ یہ ہے کہ یہ سارا قرب وغیرہ کا معاملہ توحید و رسالت کی تصدیق واقرار کے بغیر ناممکن ہے۔ پھر درود شریف اس واسطے پڑھتا ہے کہ یہ تمام نعمتیں آنحضرت ﷺ ہی کے طفیل حاصل ہوئی ہیں اور ابراہیمی درود شریف اس وجہ سے اختیار کیا گیا ہے کہ ادائے نماز کے وقت محبوب حقیقی کے ساتھ خلوت میسر آتی ہے اور خاص ہم نشینی اور یا خصوصیت مصاحبت (منصب خلت) تو صرف حضرت خلیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا حصہ ہے، گویا درود شریف کی برکت کے باعث اسی ندیمی وہم نشینی کو طلب کرتا ہے۔

خوب سمجھ لو، جاننا چاہئے کہ جب ادائے نماز میں اس کے سنن وآداب کماحقہٗ بجالائے جائیں تو البتہ اس وقت نماز کی حقیقت اپنا جلوہ دکھاتی ہے۔ مثال کے طور پر جان لو کہ نماز کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نمازی قیام کے وقت اپنی نظر سجدہ گاہ کی طرف رکھے اور رکوع میں قدموں پر اور سجود میں ناک کے نرمہ اور قعود (بیٹھنے) میں دونوں گھٹنوں پر۔ اس کی اور ایسے ہی تمام آداب کی بھی رعایت کرے اور بعض لوگ جو حضور و جمعیت کے خیال سے قیام میں آنکھ بند کر کے متوجہ ہوتے ہیں، ان چیزوں سے لطائف کا حضور تو البتہ پیدا ہوتا ہے مگر فوقانی نسبتوں کے حضور کے واسطے آنکھ بند کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس جگہ تو ہر قسم کا حضور قالب ہی کے واسطے ہے اور قالب کا حضور ان ہی آداب کی رعایت سے ہوگا جو سنت کے موافق ہوں اور نماز میں آنکھ بند کرنا تو بدعت ہے اگر چہ حضور کے خیال سے جائز رکھا گیا ہے۔ ایسے ہی قرآن مجید کی سماعت میں بھی اگر کسی خوش الحان سے سنا جاوے تو ولایت کی نسبت ظہور کرتی ہے اور اگر صحیح پڑھنے والے سے سنا جائے تو فوقانی حقائق کی نسبت ظہور کرے گی کیونکہ خوش آوازی

کے ساتھ دل کی پوری پوری مناسبت ہے لہذا وہ مناسبت ظاہر ہوگی اور جب الفاظ کی صحت اور مخارج سے حروف کی ادائیگی اور قرأت کی ترتیل کے ساتھ پڑھا جائے، گو خوش آوازی نہ ہو، تو خواہ مخواہ حقائق فوقانی جلوہ گر ہوں گے۔

ازاں بعد حضرت پیر دستگیر نے مقدس مرتبہ معبودیت صرفہ میں توجہ فرمائی۔ اس مقام میں قدم کی گنجائش بالکل نہیں ہے اور قدمی سیر تمام ہو چکی کیونکہ وہ عابدیت ہی کے مقام تک تھی لیکن خدا کی عنایت و مہربانی سے نظر کو موقوف نہیں کیا گیا اور سیر نظری ہوتی رہتی ہے۔ مصرعہ: (ترجمہ) ''اگر یہ بھی نہ ہوتا پھر تو بڑی بھاری آفت تھی۔'' پھر جب پیر دستگیر نے اپنے غلام کو اس عالی مقام میں توجہ فرمائی تو معاملہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک مقام میں ہوں اس سے اوپر کی جانب ایک بہت بڑا بلند بے رنگ مقام ظاہر ہوا، میں نے ہر چند اس مقام میں پہنچنا چاہا مگر نہ ہو سکا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ یہ معبودیت صرفہ کا مقام ہے۔ قدم کی وہاں گنجائش نہیں ہے۔ مگر نظر جہاں تک پہنچے، اس کو تو گنجائش ہے۔ کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے بیت: (ترجمہ) تو تو بلند قامت درخت ہے، ہم تو صرف نظر باز دست نارس ہیں۔'' اور کلمہ طیبہ لا معبود الا اللہ کا راز اس مقام پر جلوہ گر ہوا۔ صاف طور پر ظاہر ہو گیا کہ درحقیقت ہر نوع کی عبادت کا استحقاق بجز حضرت احدیت مجردہ کے اور کسی کو بھی حاصل نہیں اگرچہ اسماء وصفات ہی کیوں نہ ہوں۔ ممکنات بجائے سارے کے سارے جو بھی ہوں ان کی حقیقت ہی کیا ہے کہ اس امر کی لیاقت رکھیں۔ شرک اس جگہ میں ہرگز نہیں رہتا بلکہ بیخ و بن سے اکھڑ جاتا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ حقائق الٰہیہ کی سیر یہیں تک تھی۔ اب انبیاء علیہم السلام کی حقائق کا بیان ہوتا ہے، گوش ہوش سے سنو۔
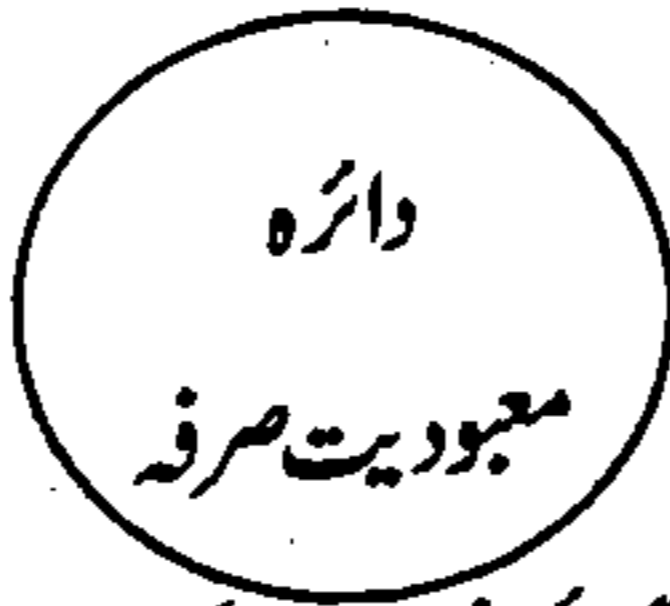
دائرہ
معبودیت صرفہ

فصل

حقائق انبیاء علیہم السلام یعنی حقیقت ابراہیمی و حقیقت موسوی، حقیقت محمدی اور حقیقت احمدی کے بیان میں

جاننا چاہئے کہ جیسے حقائق الٰہیہ میں ترقی محض تفضل پر موقوف ہے ویسے ہی حقائق انبیاء علیہم السلام میں ترقی محبت پر موقوف ہے، جب حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کو حقیقت ابراہیمی میں توجہ فرمائی تو ذات منشاء حقیقت ابراہیمی کا مراقبہ ارشاد فرمایا۔ حضور کی مہربانی سے اسی ایک توجہ میں اس مقام کی کیفیت مجھ پر وارد ہوئی اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس عالی مقام (یعنی خلت حضرت حق سبحانہٗ) کے انوار و اسرار فائض ہوئے۔ اس مقام میں حضرت ذات کے ساتھ ایک خاص انس اور باخصوصیت خلوت بھی پیدا ہوئی اور حضرت ذات جلّت و عظمت کی جانب سے بھی اس عاجز کے ساتھ یہی معاملہ مفہوم ہوا

دائرہ
حقیقت اعنی
حقیقت ابراہیمی
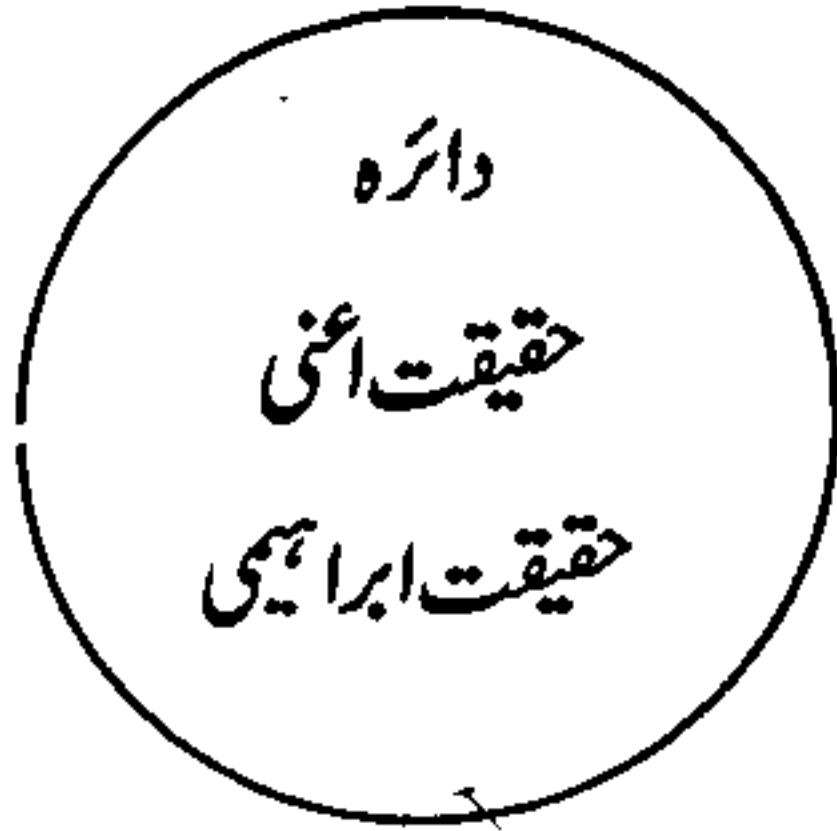
اور جو کیفیت اس عالی مقام میں حاصل ہوئی ہے دوسرے عالی مقامات میں اس خصوصیت و کیفیت کے ساتھ ظاہر نہیں ہوئی۔ پس اس عالی مقام کو دوسرے عالی مقامات پر ایک نوع کی فضیلت ثابت ہے گو یہ فضیلت جزئی فضیلت ہی کی قسم ہے۔ اس مقام کی خصوصیت اس لئے ہے کہ اس مقام میں صفاتی محبوبیت جلوہ گر ہوتی ہے اور حقیقت محمدی و احمدی میں ذاتی۔ اس عبارت کا معنے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی متعالی ذات جیسے اپنے آپ کو دوست رکھتی ہے ویسے ہی

اپنے صفات کو بھی دوست رکھتی ہے۔ پہلی قسم کو حقیقت محمدی و احمدی کہا جاتا ہے اور دوسری قسم خلت کے نام سے موسوم ہو کر حقیقت ابراہیمی کہلاتی ہے۔ محبوبیت صفاتی جیسے خدو خال، قد و رخسار کی محبوبیت اور اسی وجہ سے اس مقام میں کامل بے رنگی نہیں ہے برخلاف ذاتی محبوبیت کے جیسا کہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ذکر آئے گا۔ حضرت پیر دستگیر کو میں نے اس مقام (خلت ابراہیمی) میں ایک خاص شان کے ساتھ موصوف پایا اور یقیناً جان لیا کہ آپ اس عالی مقام کے منصب دار ہیں۔ اور یہ مضمون حضور پر نور کی خدمت عالی میں میں نے عرض کیا، اس پر فرمایا کہ ہاں میں بھی حضرت خلیل علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنی ایک خصوصیت پاتا ہوں لیکن حضرت حبیب خدا ﷺ کے غیر کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ولله درهٗ ما احسن صدره " اور اللہ رے اس کی نیکی اور کیا ہی غضب کا سینہ۔" اس مقام میں سالک کو حضرت ذات کے ساتھ اس نوع کا انس پیدا ہوتا ہے کہ غیر کی طرف اگرچہ اسماء وصفات ہی کیوں نہ ہوں، رخ نہیں کرتا اور دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ گو مشائخ کبار کے مزارات ہی ہوں اور غیر سے استمداد و استعانت اس کو خوش نہیں آتی اگرچہ ارواح و ملائکہ ہی ہوں۔ اور اس مقام میں درود ابراہیمی کا، جو نماز میں پڑھا جاتا ہے بار بار و بکثرت پڑھنا ترقی بخشتا ہے۔

اس کے بعد حضرت پیر دستگیر نے محبت ذاتیہ صرفہ کے دائرہ میں توجہ فرمائی اور اس جگہ اس ذات کا مراقبہ ارشاد فرمایا جو حقیقت موسوی کا منشاء ہے اور خود اپنے آپ کو دوست رکھتی ہے۔ اور اس مقام کی کیفیت بڑے زور کے ساتھ وارد ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی محبیت یعنی خدا تعالیٰ کی اپنی ذات سے محبت و دوستی جو حقیقت موسوی کے نام سے موسوم ہے، آشکارا ہوئی۔ اور بعض بزرگوں نے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واسطے
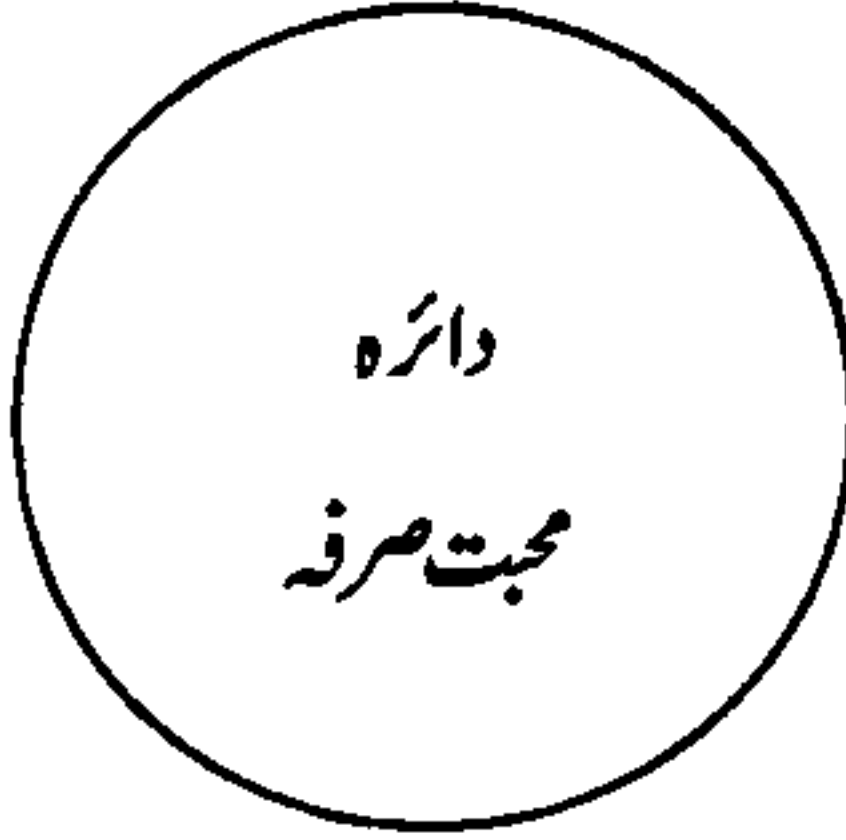
محبوبیت ثابت کی ہے، اگر ان بزرگوں کی
مراد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت
حق سبحانہ کے محبوب ہیں تو یہ امر بالکل مسلم،
اس لئے کہ نبوت و رسالت اور
الوالعزم کا مرتبہ محبوبیت کے بغیر حاصل

دائرہ
محبت صرفہ

نہیں ہوسکتا۔ انبیاء کرام علیہم السلام حضرت حق سبحانہٗ کے محبوب ہیں اور ان کی راہ اجتبا کی راہ ہے اور یہ امر ہمارے مطلب کے ہرگز منافی و مخالف نہیں اور اگر ان اکابر کی مراد یہ ہے کہ حقیقت موسوی سے مراد محبوبیت ذاتیہ ہے جس طور سے حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقیقت احمدی قرار دی ہے تو یہ محل غور ہے اور مجھ نافہم کے ناقص فہم میں نہیں آتا، اور صاحب طریقہ اور اس کے متبعین کے مکشوف کے بھی برخلاف ہے۔ ایک روز یہ کمترین اپنے یاروں میں سے ایک شخص کو اس مقام میں توجہ دے رہا تھا کہ بے اختیار ایک کیفیت مجھ پر وارد ہوئی کہ بے ساختہ میری زبان پر یہ آیہ کریمہ جاری ہوئی رب ارنی انظر الیک یعنی ''اے مرے پروردگار دکھا مجھ کو (اپنا آپ) کہ میں تیری طرف نظر کروں۔'' ان عالی مقامات میں ایسے الفاظ کا ظہور اگرچہ کم ہوتا ہے لیکن یہ اسی مقام کی خصوصیات سے ہے۔ عجب معاملہ ہے کہ اس مقام میں باوجود ظہور محبت ذاتی کے استغنا و بے نیازی کی شان بھی ظاہر ہوتی ہے اور یہ ضدین کا اجتماع ہے۔ حضرت کلیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے بعض موقعوں پر بعض ایسے کلمات صادر ہوئے جو بظاہر گستاخانہ مفہوم ہوتے ہیں، ان کے صدور میں بھی یہ ہی راز مضمر معلوم ہوتا ہے۔ اس جگہ یہ درود شریف اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آلہ واصحابہ وعلی

کل جمیع الانبیاء والمرسلین خصوصاً علی کلیمک موسیٰ بھی ترقی بخشتا ہے۔

ازیں بعد حضرت پیر دستگیر نے حقیقۃ الحقائق یعنی حقیقت محمدی علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں اپنے اس غلام پر توجہ فرمائی اور اس مقام میں اس ذات کا مراقبہ ارشاد فرمایا جو آپ ہی اپنی محبّ اور آپ ہی اپنی محبوب ہے اور نیز حقیقت محمدی کا منشاء بھی ہے۔ اور اس جگہ حضرت پیر دستگیر کی عنایت و مہربانی سے محبیت نے جو محبوبیت کے ساتھ ممتزج ہے، ظہور فرمایا۔ اور اس دائرہ میں ان دو مرتبوں کے اجتماع کا بیان ایک خاص کیفیت رکھتا ہے جو تحریر میں پورے طور پر نہیں آسکتی۔ اور فنا و بقا اس مرتبہ میں حاصل ہوئی اور سرور دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک نوع کا اتحاد بھی میسر آیا۔ اور سید عالم ﷺ

دائرہ
محبوبیۃ ذاتیہ
ممتزجہ

کے طفیل ایک بہت بڑے خاص مرتبہ میں مجھ کو پہنچایا گیا اور ایسے ایسے اسرار و راز ظہور میں لائے گئے جن کا اظہار فتنہ کے بیدار کرنے کا باعث ہے۔ رفع توسط کا معنی جس کے اکابر اولیاء قائل ہیں، اس جگہ ظاہر ہوتا ہے اور یہ امر بھی مشہود ہوتا ہے کہ اس شخص (صاحب واقعہ) کو آں حضرت ﷺ سے ایک خاص قسم کا معاملہ (واقعہ) پیش آیا کہ دونوں (صاحب واقعہ اور حضور علیہ السلام) ایک ہی معشوق کے ہمکنار و ہم بستر ہیں اور بایں ہمہ حبیب خدا ﷺ کے ساتھ ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہوتی ہے اور حضرت امام الطریقت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا راز بھی اس مقام میں کھلتا ہے جو

آپ نے فرمایا کہ خدائے جل شانہ کو میں اس لئے دوست رکھتا ہوں کہ وہ محمد ﷺ کا پروردگار ہے۔ اور اس مقام میں حبیب خدا ﷺ کے ساتھ ہر امر جزئی وکلی دینی و دنیوی میں مشابہت و مناسبت اچھی معلوم ہوتی ہے اور اسی وجہ سے حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ خود بھی عمل بالحدیث کی پوری رغبت رکھتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کا شوق اور رغبت دلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس مقام میں اس طور سے قوت ومہارت عطا فرمائی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی متابعت کے باعث آپ کی مجلس شریف حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کی مجلس مبارک کے مشابہ ہے چنانچہ بعض صحابہ کرامؓ (حضرت حنظلہؓ) فرماتے ہیں کہ جب میں مجلس مقدس نبوی ﷺ میں حاضر ہوتا ہوں تو وہاں یہ معاملہ پیش آتا ہے کہ کانا رای عین ''گویا کہ ہم مغیبات کا مشاہدہ ومعاینہ کر رہے ہیں''......اس مقام کی حالت کا بیان ہے۔ راقم الحروف عفی عنہ (مصنف رسالہ ہذا) کہتا ہے کہ حضرت پیر دستگیر کے حضور پرنور میں یہ معاملہ مجھ پر بارہا گذرا ہے، پانے والوں نے پالیا۔

اس کے بعد حضرت پیر دستگیر نے حقیقت احمدی میں اپنے غلام کو توجہ فرمائی اور اس مقام میں اس ذات کا مراقبہ ارشاد فرمایا جو آپ ہی اپنی محبوب ہے اور نیز حقیقت احمدی کا منشاء بھی ہے۔ اس مقام میں نسبت کی بلندی اور انوار کا غلبہ ظاہر ہوتا ہے اور اس مقام میں بعض خاص اسرار مکشوف ہوئے۔ ایک روز میں حضرت پیر دستگیر کے حلقہ ذکر ومراقبہ میں حاضر تھا اور اس

دائرہ
محبوبیۃ ذاتیہ
صرفہ

عالی مقام کی طرف متوجہ ہوا، واقعہ یہ پیش آیا کہ میں نے اپنے کو حضرت رحمٰن جل شانہٗ کے سامنے برہنہ پڑا ہوا پایا، اس سے بڑھ کر میں اور کیا ظاہر کروں۔ ایک مدت دراز سے اس مسکین کے دل میں یہ خطرہ گذرتا تھا کہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی جگہ تحقیق فرمایا ہے کہ حقیقت کعبہ معظمہ بعینہا حقیقت احمدی ہی ہے۔ آپ کے اس کلام کا معنی میرے قاصر فہم میں نہیں آتا تھا کیونکہ حقیقت کعبہ حقائق الٰہیہ میں سے ہے اور حقیقت احمد حقائق انبیاء میں سے ہے۔ پس یہ دونوں کیونکر ایک ہوسکتی ہیں۔ ایک روز حقیقت احمدی میں متوجہ تھا کہ یکایک کعبہ معظمہ کی حقیقت کا ظہور ہوا، ندا آئی کہ عظمت و کبریائی بھی محبوب کا خاصہ ہے اور محبوبیت اور مسجودیت بھی دونوں کے دونوں آنحضرت کے شیونات ہی سے ہیں۔ پس صاحب طریقہ کا کلام ہرگز شک وشبہ کا محل نہیں اور میں نے اپنے پیر دستگیر کو اس بلند مقام میں ایک خاص شان کے ساتھ پایا اور اس مقام میں ذاتی محبوبیت کا انکشاف ہوتا ہے اور خلت میں صفاتی محبوبیت کا اور ذاتی محبوبیت سے مراد یہ ہے کہ اپنے محبوب کو اس کی صفات جمیلہ مثلاً خط وخال وغیرہ سے قطع نظر کر کے دوست رکھیں، صرف اس کی ذات ہی ذات اس کے تعشق کا موجب ہو۔ کسی شاعر نے کہا ہے، بیت:
(ترجمہ) معشوق وہ نہیں جو سیاہ زلف اور باریک کمر رکھتا ہو، بلکہ اس زیبا صورت کا بندہ بن جو نازو ادا والی ہو۔

اس مقام میں یہ درود شریف ترقی کا موجب ہے **اللھم صل علی سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ افضل صلواتک عدد معلومات و بارک وسلم کذالک.**

اس کے بعد حضرت پیر دستگیر نے اپنے غلام کو حب ذاتی محض میں توجہ فرمائی۔

اس جگہ حب صرفہ ذاتیہ کا مراقبہ ارشاد فرمایا۔ اس مقام پر نسبت باطن کی بلندی و بے رنگی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ مرتبہ حضرت اطلاق ولاتعین سے بہت ہی قریب ہے اور یہ مقام بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کے مقامات مخصوصہ میں سے ہے، دوسرے انبیاء کرام کے حقائق میرے نزدیک اس مقام میں ثابت نہیں اس لئے کہ صاحب طریقہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حضرت لا تعین کا پہلا تعین جو لاحق ہوا ہے وہ تعین حب ہی ہے اور اسی تعین اول ہی کو انہوں نے حقیقت محمدی قرار دیا ہے۔ ان تمام مراتب کے بعد لاتعین و حضرت اطلاق کا مرتبہ ہے۔

دائرہ
حب ذاتیہ
صرفہ

اس مقام میں بھی حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کو اپنی توجہ کے ساتھ سرفراز فرمایا اور یہ مقام بھی حضرت رسالت پناہ ﷺ کے مقامات مخصوصہ میں سے ہے یہاں پر بھی قدمی سیر کا حصول نہیں ہے البتہ نظری سیر تو واقع ہوتی ہے مگر نظر کہاں تک کام کرے گی، کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے، بیت: (ترجمہ) نگاہ کا دامن تو بہت ہی تنگ ہے اور تیرے حسن کے پھول ڈھیروں کے ڈھیر، تیری بہار کے پھول چننے والے دامن کی تنگی کے شاکی ہیں۔

یہ ہے بیان ان مقامات کے سلوک کا کہ حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس شرمسار غلام کو اپنی توجہ کے ساتھ ممتاز فرمایا۔ اگر میں اپنی تمام عمر اس احسان کے شکریہ میں صرف کر دوں اور اپنے آپ کو ان کے قدموں کی خاک کے برابر کر کے اپنا نام و نشان مٹا دوں تو بھی میں نے ہزار میں ایک شکریہ بھی ادا نہیں کیا۔ بیت: (ترجمہ) میرے

بدن کا بال بال اگر زبان ہو جائے تو آپ کے ہزار شکر میں سے ایک بھی ادا نہیں کر سکتا۔

فصل

بعض ان مقامت کے بیان میں جو سلوک کی راہ سے علیحدہ واقع ہوئے ہیں

اور حضرت پیر دستگیر نے ان میں سے بعض میں اس غلام کو اپنی توجہ سے ممتاز فرمایا ہے۔ اظہار شکر کے لئے انکو بھی بیان کرتا ہوں۔ معلوم رہے کہ سیف قاطع کا دائرہ ولایت کبریٰ کے دائرے کے سامنے واقع ہوا ہے۔ حضرت پیر دستگیر نے اگرچہ اپنے اس غلام کو اس دائرہ میں توجہ تو نہیں فرمائی لیکن اس غلام نے حضور پر نور سے اس دائرے کے حالت دریافت کئے تھے اور اس دائرے کی وجہ تسمیہ بھی دریافت کی تھی، ارشاد فرمایا کہ اس دائرے کا نام سیف قاطع اس لئے ہے کہ سالک جب اس دائرے میں قدم رکھتا ہے تو شمشیر براں کی طرح یہ دائرہ

دائرہ
سیف قاطع

سالک کی ہستی کو نیست و نابود کر دیتا ہے اور سالک کا نام و نشان تک نہیں چھوڑتا، اسی واسطے اس دائرے کا نام سیف قاطع رکھا گیا ہے۔ اور نیز یہ معلوم رہے کہ دائرہ قیومیت دائرہ کمالات الوالعزم سے پیدا ہوا ہے، اگرچہ یہ دائرہ بھی اثناء راہ سلوک میں واقع ہے لیکن اس میں توجہ دینا حضرت پیر دستگیر کا معمول نہیں ہے۔ اس کا راز یہ ہو سکتا ہے کہ قیومیت انبیاء الوالعزم علیہم الصلوٰۃ والسلام کا منصب ہے اور اس امت مرحومہ میں اس

منصب عظیم الشاں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم صاحب) اور حضرت ایشاں کے بعض فرزندوں اور خلفاء رضی اللہ عنہم کو سرفراز فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت پیر دستگیر اس وقت قیوم زماں اور قطب دوراں ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اس منصب کے ساتھ سرفراز فرماتا ہے۔ اس میں توجہ کی کوئی حاجت ہی نہیں، میں ایک بار بارواح مشائخ فاتحہ پڑھ کر اس دائرہ میں متوجہ تھا کہ ایسے ایسے حالات واسرار منکشف ہوئے
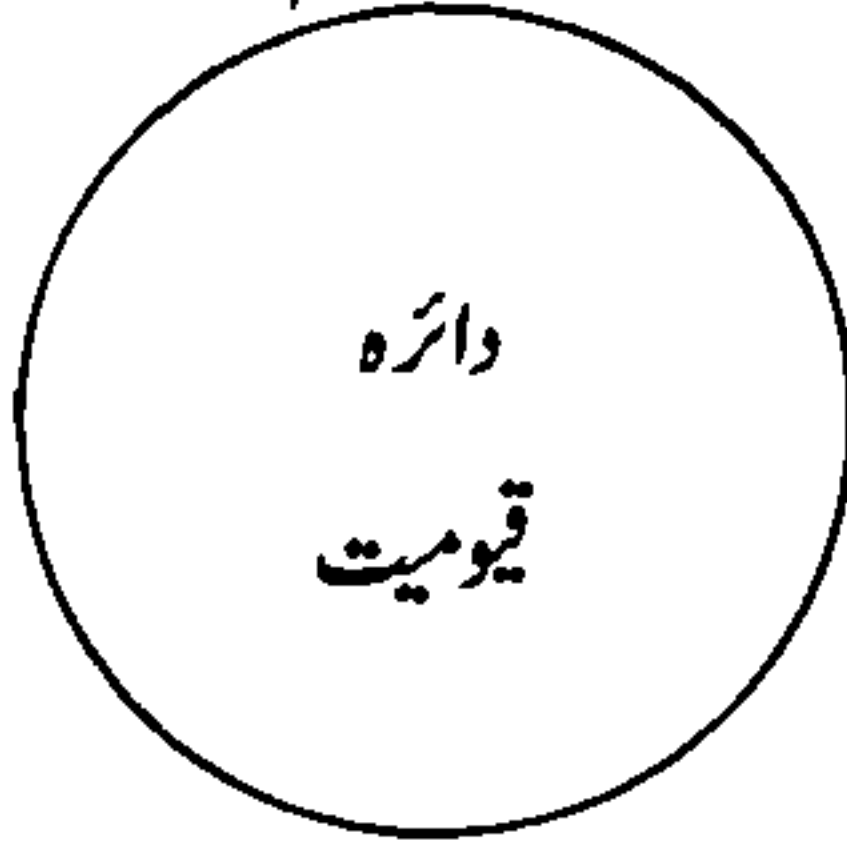
دائرہ
قیومیت

کہ زبان سے ان کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اور نیز اس دائرہ میں ایک خاص فیض کے ساتھ مشرف ہوا۔ اور یہ مضمون حضور پرنور کی خدمت میں عرض کیا، آپ نے فرمایا کہ تم اس دائرہ میں متوجہ رہا کرو۔ آپ کی اس بات سے امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت پیر دستگیر کے سر کے تصدق سے مجھ کو اس دائرے کے فیض بھی سرفراز فرمائے گا۔ بیت:

(ترجمہ) فیض روح القدس کو دے مدد تو اور بھی، کر دکھائیں کام جو کچھ کہ مسیحا نے کیا۔

الحمد اللہ کہ ایک مدت دراز کے بعد سن ایک ہزار دو سو تینتیس (۱۲۳۳ھ) ماہ جمادی الاول کی پندرہویں کو حضرت پیر دستگیر نے بندہ کو قیومت کی بشارت عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ چونکہ مجھ کو الہام ہوا ہے اسی واسطے میں نے تجھ کو یہ خوش خبری دی ہے اور آخری مرض میں بندہ کو لکھنو شہر سے طلب کیا اور فرمان عالیشان بندہ کی طلب کے واسطے بھی بھیجا، جو مکاتیب وسرفراز نامے بندہ کے نام روانہ فرمائے، ان میں بھی اس عالی

منصب کی بندہ کو بشارت عطا فرمائی۔ان میں سے دومکتوب تبرکاً درج کیے جاتے ہیں۔

مکتوب اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت شریف صاحبزادہ عالی نسب والاحسب حضرت شاہ ابوسعید سلمکم ربکم،السلام علیکم ورحمۃ اللہ،اس وقت اس فقیر پر مرض خارش اور کمزوری اور شدت تنفس اس قدر غالب ہو گئی ہے کہ بیٹھنا اٹھنا بھی بہت ہی دشوار ہوگیا ہے،علاوہ بریں درد کمر اس قدر لاحق ہوا ہیکہ ادائے نماز بحالت اقعا (زمین پر دونوں ہاتھ رکھ کر گھٹنے کھڑے کر کے سرینوں کے بل بیٹھنا) دشوار بلکہ محال ہے۔حضرت شاہ رفیع الدین صاحب فرماتے تھے کہ حضرت شاہ ابوسعید صاحب کا اس وقت آپ کے پاس ہونا نہایت ہی ضروری امر ہے،پس اس وقت امراض کی شدت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ بیٹھنے کی طاقت بھی نہیں رہی اور میرے ستہ ضروریہ (تنفس،کھانا پینا،سونا جاگنا،حرکت وسکون،پاخانہ پیشاب،رنج وراحت) میں پورا پورا خلل واقع ہوگیا ہے۔پس اس وقت آپ کا آنا بہت ہی مناسب ہے لہذا بہت جلد تشریف لے آؤ۔اس سے قبل متواتر خطوط اور جدید تبرکات روانہ کیے گئے،تعجب ہے کہ آپ نے یہاں آنے کا قصد نہیں کیا۔اس فقیر کی صحبت بظاہر محال معلوم ہوتی ہے۔ افسوس ہے کہ تم اس قدر تاخیر کر رہے ہو۔مصرع: (ترجمہ) محبوب اس معاملہ میں تاخیر کیا ہی کرتے ہیں۔" میں دیکھ رہا ہوں کہ اس عالیشان خاندان کے مقامات کا آخری منصب تمہارے متعلق کیا گیا ہے اور اس سے قبل اپنی سابق بیماری میں میں نے دیکھا تھا کہ تم میری چارپائی پر بیٹھے ہو اور منصب قیومیت تم کو عطا کیا گیا ہے۔ان توجہات عجیبہ غریبہ کے قابل تمہارے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا۔لہذا اس خط کے دیکھتے ہی

تن تنہا اس طرف روانہ ہو جاؤ اور برخوردار احمد سعید کو اپنی جگہ چھوڑ آؤ اور دعاء حسن خاتمہ اور درود شریف اور استغفار اور ختم کلمہ طیبہ اور قرآن مجید اور ختم پیران کبار اور جان افزا ملاقات اور اتباع حبیب خدا ﷺ سے امداد کرو۔ آپ کا پہلا مکتوب شریف یہاں ختم ہو گیا۔

دوسرا مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بجناب صاحبزادہ عالی نسب والاحسب حضرت شاہ ابو سعید صاحب واحمد سعید صاحب اللہ تعالیٰ تم دونوں کو متقین کا پیشوا بنائے، سلام مسنون اور عافیت سے بھری ہوئی دعا کے بعد واضح کیا جاتا ہے کہ فقیر کے مکرر خطوط تمہاری طلب کے واسطے بھیجے گئے، معلوم نہیں کہ آپ تک پہنچتے ہیں یا راستہ ہی میں ضائع ہو جاتے ہیں۔ فقیر کی حالت بہت ہی نازک ہے، بیٹھنے کی طاقت نہیں رہی، امراض کا ہجوم ہے اور صدائے کوچ بلند فقیر کی بجز آپ کے دیدار کے اور کوئی بھی آرزو ہی نہیں، بلکہ غیب سے القاء ہو رہا ہے کہ ابو سعید کو طلب کرنا چاہئے اور حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک بھی اس پر باعث ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ تم کو میں نے اپنی دائیں ران پر بٹھایا ہے اور وہ منصب جس کے آثار عنقریب تم پر وارد ہوں گے تمہارے سپرد کیا ہے۔ یہ خانقاہ تم کو مبارک ہو، بہت جلد تشریف لائیں اور توکلا علی اللہ یہاں بیٹھ جائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے پیران کبارؒ کے صدقے میں مجھ کو بخش دیا تو توجہ اور ہمت سے میں قاصر نہیں ہوں۔ غیب سے جو کچھ آمد ہو اپنی اور اپنے متعلقین کی ضرورتوں میں صرف کریں اور باقی ماندہ فقراء پر تقسیم فرما دیں۔ خانقاہ والے اور شہر کے اکثر لوگ تمہارے ہی خواہاں ہیں جیسے احمد یار، ابراہیم بیگ، میر

خورد، مولوی عظیم اور مولوی شیر محمد، بلکہ تمام لوگ شہر کے بار بار کہتے ہیں کہ میاں ابوسعید خانقاہ کی سکونت و بود و باش کے لائق ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اور شہر کے اکثر رؤسا آپ کے اخلاق حسنہ اور مسکنت طبع اور شکستہ حالی و سادگی مزاج اور امانتداری اور ذکر و شغل اور تحمل و صبر پر اعتماد کر کے آپ کے بلوانے کو بلا شرکت احدے صحیح و درست سمجھ رہے ہیں۔ بہر حال اس طرف آنے کا عزم مصمم فرمائیں، بھینس یا گاڑی پر تشریف لاویں، کہاروں کی اجرت یہاں سے دی جائے گی۔ اہل خانقاہ اس امر پر متفق ہیں کہ آپ ہی کو طلب کیا جائے اور مجھ کو بھی الہام ہوا ہے کہ اس کام کی قابلیت صرف آپ ہی میں ہے۔ چند بار استخارہ کر کے تشریف لے آویں، کسی دوسرے کی ضرورت نہیں۔ یہاں رہو اور طریقہ شریفہ کو رواج دو اور روزگار و معاش کی تدبیر بحوالہ خدا کرو حسبنا اللہ ونعم الوکیل خدائے تعالیٰ کا وعدہ کافی ہے۔ آؤ اور آرام اٹھاؤ۔ ہمارا اب آخری وقت ہے، ہمارے باقی ماندہ چند سانس کو پاؤ اور فیض اٹھاؤ، شاید یہ آرزو پوری ہو جائے۔ بیت:

(ترجمہ) جب کبھی بھی تو مجھ پر مہربان ہو جائے تو اسی وقت ہی میں موت کی تمنا کروں گا کیونکہ اپنے اس بخت کمبخت پر تو مجھ کو ہرگز اعتماد ہی نہیں۔ یہ واقعہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال پر ملال کے وقت دونوں حضرات خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصومؒ حاضر ہیں اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ ان دونوں حضرات میں سے اپنی جان نشینی کے واسطے ایک کو متعین فرمائیں تا کہ جناب کے بعد کسی قسم کا نزاع وقوع میں نہ آئے۔ اگر چہ میں نے وصیت نامہ میں ہر سہ میاں صاحبان (شاہ رفیع الدین و شاہ عبدالقادر و شاہ عبدالعزیز) و دیگر معزز حضرات کی شہادت کے ساتھ تمہارے نام کو اولی والیق لکھا ہے ولیکن اب میں تم کو ترجیح دیگر متعین کرتا ہوں۔ برخوردار احمد سعید کو وہاں

چھوڑ کر اس خط کے پہنچتے ہی سب کو جواب دے کر ہمارے پاس پہنچ جاؤ۔ ہماری قبر اسی مکان کے صحن میں ہوگی اور تبرکات ہمارے سرہانے تنگ گنبد میں رکھے جائیں اور تمہارے متعلقین جب چاہیں یہاں آ کر دونوں حویلیوں میں رہیں اور تم اس جگہ ہمارے مزار پر رہو اور خانقاہ کے سارے اخراجات تمہاری رائے کے موافق ہوں گے، جس طرح تم مناسب سمجھو صرف کرو اور تحمل و بردباری سے کام لو اور دعا حسن خاتمہ اور جان افزا ملاقات اور اتباع حبیب خدا ﷺ سے یاد رکھو، والسلام (آپ کا کلام ختم ہوا)۔

اب معلوم رہے کہ حقیقت صوم کا دائرہ حقیقت قرآنی کے مقابل واقع ہوا ہے۔ سن ہجری ایک ہزار دو سو ستائیس کے رمضان شریف میں حضرت پیر دستگیر نے اس غلام کو اس حقیقت عالیہ میں توجہ فرمائی اور اس عالی حقیقت کے انوار و آثار اس ذرہ بے مقدار پر وارد ہوئے اور

دائرہ
حقیقت صوم

ایک قسم کی خاص عمیت و نیستی اور باختصاص صمدیت و بے نیازی نے ظہور کیا اور اس حقیقت سے میں نے بہت کچھ حصہ لیا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جاننا چاہئے کہ مجھ کو برسوں سے یہ آرزو تھی کہ حضرت پیر دستگیر مجھے اپنی ضمنیت سے سرفراز فرمائیں کیونکہ آپ ؒ کی ضمنیت بعینہٖ حبیب خدا ﷺ کی ضمنیت ہے، اس لئے کہ حضرت پیر دستگیر کو حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ضمنیت کی بشارت فرمائی ہوئی ہے اور حضرت مرزا صاحب قبلہ کو حضرت شیخ الشیوخ شیخ محمد عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ضمنیت سے مبشر فرمایا اور حضرت شیخ نے پیغمبر خدا

ﷺ سے ضمنیت کبریٰ کی امتیاز حاصل کی ہے اور اس امر کو بارہا حضرت پیر دستگیر کی خدمت فیض درجت میں میں نے عرض کیا یہاں تک کہ سن ہجری ایک ہزار دو سو تیس کے ماہ صفر میں حضور کے روبرو نوافل اوابین میں قرآن مجید جو پڑھا کرتا تھا، ختم کیا، ختم قرآن مجید کے بعد بندہ کو ارشاد فرمایا کہ ہم سے کچھ خواہش رکھتے ہو تو کہو، بندہ نے عرض کیا کہ حضرت کی ضمنیت کا امیدوار ہوں۔ اس پر آپ نے غایت بندہ نوازی سے بندہ کو اپنے نزدیک طلب فرما کر اپنے سینہ مبارک سے لگا کر دیر تک توجہ فرماتے رہے۔ ایسے حالات مجھ پر وارد ہوئے کہ ان کا اظہار ممکن نہیں اور حضور کے مبارک انوار میں مجھ کو پورا استغراق حاصل ہوا۔ میں نے دیکھا کہ میرا باطن آئینہ کی مانند حضور کے باطن مبارک محاذی و مقابل ہوا اور جو کچھ بھی حضور کے باطن میں موجود ہے، بعینہ میرے باطن میں اس طرح نمودار ہوا کہ ہر دو باطن میں کچھ بھی فرق نہ رہا الا ماشاء اللہ سبحانہ۔ حضرت پیر دستگیر کے قربان جاؤں، اللہ تعالیٰ نے جناب کو کیا ہی کمال اور کیا ہی قوت عطا فرمائی ہے کہ خارش زدہ کتے کو ایک ہی توجہ سے مرتبہ قرب کے ساتھ سرفراز فرماتے ہیں اور کمینہ بے پر و بال مرغ کو باز اشہب (باز سفید) بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ان کے برکات عطا فرمائے اور ان کے کمالات سے نفع پہنچائے اور مجھ کو دارین میں ان کے خدمتگار غلاموں سے بنائے اور اس دعا پر آمین کہنے والے پر بھی رحم فرمائے وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

چونکہ حضرت نے ان تمام مقامات مسطورہ میں اس عاجز بندہ پر توجہ فرمائی اور بعد ازاں اجازت نامہ بھی عطا فرمایا، لہذا اب پورے اجازت نامہ کی حسب وعدہ تبرکاً نقل کرتا ہوں، سابق اجازت نامہ ہی میں کچھ اور عبارتیں اضافہ فرما کر اپنے غلام کو

اجازت نامہ عنایت فرمایا، وہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ کے بعد فقیر عبداللہ معروف بہ غلام علی عفی عنہ گذارش کرتا ہے کہ صاحبزادہ عالی نسب صاحب فضائل وکمالات حافظ محمد ابو سعید کو (اللہ اسکو دارین میں سعاتمند کرے) اپنے آباء کرام رحمۃ اللہ علیھم کی باطنی نسبت کے حاصل کرنے کا اشتیاق پیدا ہوا بناءً علیہ انہوں نے اس فقیر کی طرف رجوع فرمایا، فقیر نے باوجود اپنی تمام اس عدم لیاقتی کے ان کے بزرگوں کے حقوق کی رعایت کے باعث ان کے سوال کی اجابت سے کسی طرف چارہ نہ دیکھا اور ان کے لطائف پر توجہات کی گئیں۔ خدا تعالیٰ کی مہربانی سے بطفیل پیران کبار رحمۃ اللہ علیھم تھوڑے ہی عرصہ میں ان کے لطائف کو جذبات الٰہیہ نے آ پایا (کیونکہ میرا معمول یہ ہے کہ لطائف خمسہ پر یکبارگی اپنی توجہات عمل میں لاتا ہوں) و نیز ان کو توجہ اور حضور و کیفیات وبعضے علوم واسرار حاصل ہوئے اور اس توجہ کی وجہ سے ایک نوع کا استہلاک ان میں پیدا ہوا اور فنا کا رنگ ان کے باطن میں ظاہر ہوا اور توحید عالی کے پرتو کے حضور نے بندوں کے افعال کو ان کی نظر سے پوشیدہ کر دیا اور انہوں نے ان افعال کو حضرت حق سبحانہٗ کی طرف منسوب پایا، پھر ان کے لطیفہ نفس پر اس کے عروج و نزول کے ساتھ توجہ ڈالی گئی تو وہ اس مقام میں ان حالات کے اندر مستہلک ہو گئے اور اپنے صفات کو حضرت حق سبحانہٗ کی طرف منسوب پایا اور ان کے انا کو اس قدر شکستگی حاصل ہوئی کہ اپنے اوپر لفظ انا کا اطلاق دشوار جانا اور ان کے باطن پر وحدت شہود کا نور چمکا اور تمام ممکنات کو حضرت حق سبحانہٗ کے وجود و توابع وجود کا آئینہ شناخت کیا۔ بعد ازاں ان کے عناصر پر توجہ و نیز نسبت کے انوار کا القاء کیا جا رہا ہے اور انہوں نے عناصر

کے جذب وتوجہ کو بھی معلوم کر لیا ہے فالحمد للہ علی ذالک۔ اور اس جگہ میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے اور ان کے ان تمام حالات و واردات کو میں نے خود بھی معلوم کر لیا ہے اور میرے یاروں نے بھی ان کے بارہ میں خدائے حق سبحانہ کے ان تمام عنایات کی شہادت دی ہے فالحمد للہ علی ذالک۔ اور خدائے کریم کارساز سبحانہ کے کرم سے بطفیل مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیھم میں امیدوار ہوں کہ بشرط التزام صحبت ان کو بہت کچھ ترقیات حاصل ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ پر تو یہ امر ہرگز ہرگز کسی طرح بھی دشوار نہیں ہے۔ لہذا ان کو طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیم کی اجازت دے دی گئی کہ خدائے پاک کی عنایت ومہربانی سے اذکار ومراقبات کی تعلیم دیا کریں اور طالبوں کے دلوں میں سکینت واطمینان بھی القاء کیا کریں اور فاتحہ بہ نیت ایصال ثواب بارواح طیبہ مشائخ قادریہ وچشتیہ رحمۃ اللہ علیھم بھی پڑھی گئی تاکہ ان کو ان کبرائے عظام کے ساتھ توسل حاصل ہو اور نیز ان کے باطن میں ان اکابر کے فیوض وبرکات واصل ہوں۔ اور ان دو طریقہ علیہ میں جو کوئی ان سے توسل چاہے، یہ اس سے بیعت لیں اور ان حضرات کا شجرہ اس کو عنایت فرمائیں اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی تلقین اور اس کے موافق اس کی تربیت فرمائیں۔ اے خدا تو ان کو متقین و پرہیزگاروں کا امام وپیشوا بنا آمین۔ اب میں ان کو امور ذیل کی وصیت کرتا ہوں۔

ا۔ اپنی باطنی نسبت کو ہمیشہ محفوظ رکھنا۔ (۲) حضور وتوجہ میں مشغول رہنا۔ (۳) جملہ اوقات وحالات میں یادداشت کو نہ چھوڑنا (۴) تمام اعمال میں حضرت حبیب رب العالمین ﷺ کے سنن کی متابعت کرنا۔ (۵) اپنے تمام اوقات کو نوافل وعبادت کے ساتھ گذارنا اور کمال تعدیل امکان کے ساتھ ادائے نماز کرنا اور دوسرے اوراد و

اذکار و تلاوت کلام مجید و درود و استغفار و تفویض امور بحضرت کردگار سبحانہٗ سے معمور رکھنا۔ اے خدا ان کے تمام امور میں تو ان کا کفیل بنا رہو، برحمتک یا ارحم الراحمین۔

الحمد للہ کہ اس کے بعد انہوں نے کچھ مدت میں التزام صحت کی وجہ سے سلوک کا کام آخر مقامات پہنچایا اور طریقہ مجددیہ کے تمام مدارج سے مناسبت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ زمین کے عرض و طول میں ان کی مجددیہ نسبتوں کو رسوخ عطا فرمائے اور اس طریقہ کے انوار و اسرار و کمال اور تکمیل سے کامل حصہ عنایت کرے اور اس طریقہ کے تمام مقامات سے ان کی توجہات کے باعث کو نسبت قلبی اور نسبت فوقانی سے بہرہ مند کرے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ طریقہ کے سلوک سے مقصود اخلاق کی آراستگی اور جناب الٰہی میں ہمیشہ متوجہ رہنا ہے تا کہ شکستگی و نیازمندی اور اخلاص ہر وقت موجود رہے۔ اس کا ظاہر حبیب خدا ﷺ کی سنتوں کا پابند اور باطن ماسوائے حق سے روگرداں اور جناب کبریائی سبحانہٗ کی طرف متوجہ رہے۔

مثنوی: قرب نے بالا و الخ۔ (ترجمہ) اوپر اور نیچے جانا قرب حق نہیں ہے، قرب حق تو قید ہستی سے چھوٹنا ہے، واقعات و حوادث زمانہ کو تقدیر الٰہی یا اللہ تعالیٰ کے افعال سے خیال کر کے توکل اور رضا و تسلیم کے ماتحت رہنا چاہئے والحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ کذالک۔ راقم الحروف (مصنف رسالہ) کہتا ہے کہ یہ رسالہ لکھ کر حضرت پیر دستگیر کے حضور میں نے پیش کیا، آپ نے معالعہ فرمانے کے بعد یہ عبارت تحریر فرمائی، تبرکاً نقل کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والمنہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ محمد والہ واصحابہ کہ فقیر عبداللہ عرف غلام علی عفی عنہ

نے اس رسالہ کا مطالعہ کیا، اس میں جو کچھ مذکور ہے اس سے بہت ہی مسرور و محظوظ ہوا اور صاحب رسالہ کے حق میں دعائے خیر ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بطفیل پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم ان کو طریقہ مجددیہ کے شیوع کا ذریعہ بنائے، اللہ سبحانہ اس طریقہ کے اہل کو ترقی و کثرت عنایت فرمائے اور کچھ انہوں نے ان اوراق میں تحریر کیا ہے، ان کے مستفدین کو پہنچائے اور جیسے ان کے آباء کرام رحمۃ اللہ علیہم کو امام و مرشد اور اس طریقہ عالیہ کا مروج فرمایا، ان کو بھی ہدایت کا چراغ اور رشد کا آفتاب بنائے اور ان کی عمر میں برکت عطا کر کے دراز عمر اور صالح کرے اور اس رسالہ میں جو کچھ انہوں نے درج کیا ہے وہ تمام حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم و معارف کے موافق اور مطابق ہے اللھم زد فزد۔ اس ناچیز بندہ کا تذکرہ اس رسالہ میں ضروری نہ تھا ہاں البتہ نعمت کا اظہار اور منعم کا شکر تو واجب و لازم ہے اور ذکر اس کا ذریعہ ہے۔ الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد و آلہ واصحابہ والبرکات والزکایت۔

الحمد للہ والمنہ کہ اس مبارک رسالہ کا اردو ترجمہ اس خاکسار سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم کے ساتھ آخر تک پہنچایا۔ تاریخ اختتام ترجمہ ۲۹ ذی الحج ۱۳۴۴ھ۔ ناظرین کرام خاکسار کو دعائے خیر سے فراموش نہ فرمائیں۔

طریقہ ذکر اسم ذات

کسی علیحدہ جگہ باوضو ہو کر بیٹھ جائے اور پچیس دفعہ استغفار، دو مرتبہ فاتحہ شریف اور تین بار درود شریف پڑھے۔ اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرے کہ اے مولائے کریم! میں نے دو مرتبہ فاتحہ پڑھی ہے، اس میں سے ایک فاتحہ کا ثواب آنحضرت ﷺ کی روح مبارکہ کو پہنچا اور دوسری فاتحہ کا ثواب میرے سلسلہ کے تمام بزرگان کی ارواح عالیہ کو پہنچا اور ان کی برکت سے مجھے اپنا نیک اور صالح بندہ بنا اور میرے دل سے غیر اللہ کی محبت نکال کر اسے اپنی محبت اور معرفت سے لبریز فرما۔" پھر درود شریف ایک بار پڑھ کر منہ پر ہاتھ پھیر لے۔

اس کے بعد اپنے لطیفہ قلب کی طرف متوجہ ہو جائے، اپنی زبان کو تالو سے چسپاں کرے اور اپنے کسی بھی عضو کو حرکت دیئے بغیر صرف خیالی طاقت سے اپنے قلب پر نہایت تیزی سے اللہ اللہ کی ضرب لگائے۔ اگر ہاتھ میں تسبیح ہو تو بہتر ہے اس سے ارتکاز توجہ میں مدد ملتی ہے۔ تسبیح جتنی تیزی سے چلا سکے اتنا ہی بہتر ہے۔ اس کے بعد دعا کر کے اٹھ جائے۔

یہ تو ایک مخصوص وقت میں ذکر کرنے کا طریقہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے اور دل میں ذکر کرتا رہے، اس کے لئے باوضو ہونا ضروری نہیں۔

دیگر لطائف اوران کا ذکر

جب سالک کا ذکر قلبی جاری ہو جاتا ہے تو اسے لطائف پر ذکر کی تلقین کی جاتی ہے۔واضح رہے کہ جس طرح جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں مختلف ہوتی ہیں اسی طرح روحانی استعدادی بھی مختلف ہوتی ہیں۔بعض سالک تھوڑے عرصے میں اتنا کچھ حاصل کر لیتے ہیں جس کے حصول میں دوسروں کی عمریں بیت جاتی ہیں۔

لطائف دس ہیں۔پانچ کا تعلق عالم امر سے ہے اور پانچ کا تعلق عالم خلق سے ہے۔عالم امر سے متعلق پانچ لطائف یہ ہیں:

قلب، روح ، سِرّ ، خفی ، اخفیٰ

لطیفہ قلب کا مقام بائیں پستان سے دوانگل نیچے مائل بہ پہلو ہے۔

لطیفہ روح کا مقام دائیں پستان سے دوانگل نیچے مائل بہ پہلے ہے۔

لطیفہ سِرّ کا مقام بائیں پستان کے متوازی دوانگل کے فاصلے پر مائل بوسطِ سینہ

لطیفہ خفی کا مقام دائیں پستان کے متوازی دوانگل کے فاصلہ پر مائل بوسطِ سینہ

لطیفہ اخفیٰ کا مقام وسطِ سینہ ہے۔

عالم خلق سے متعلق پانچ لطائف یہ ہیں:

نفس ، عنصر آب ، عنصر خاک ، عنصر آتش، عنصر باد

نفس کا مقام وسط پیشانی ہے اور عناصر اربعہ کا پورا بدن۔

ذکر نفی اثبات

تمام لطائف پر ذکر اسم ذات کرانے کے بعد ذکر نفی اثبات کرایا جاتا ہے جس

کا طریقہ یہ ہے:

کسی علیحدہ جگہ باوضو ہو کر بیٹھ جائے اور خیالی طاقت سے ''لا'' کو ناف سے کھینچ کر سر کی چوٹی تک لے جائے اور ''الٰہ'' کو نیچے دائیں کندھے پر لائے اور ''الا اللہ'' کی ضرب کندھے سے دل پر اس طرح لگائے کہ اس کا اثر پانچوں لطائف تک پہنچے۔ اس مجموعہ سے لا معکوس کی شکل بنتی ہے۔

یہ ذکر بھی ذکر اسم ذات کی طرح زبان اور کسی دوسرے عضو کو حرکت دیئے بغیر کرنا ہوتا ہے البتہ اس میں حبسِ دم (سانس بند کرنا) بہتر ہوتا ہے۔ جتنا زیادہ حبسِ دم کر سکے اتنا ہی اچھا ہے۔ ہر سانس میں تاک مرتبہ ذکر کرے اور جب سانس چھوڑے تو خیال میں محمد رسول اللہ کہے۔ ذکر کرتے ہوئے وقفے وقفے سے زبان کے ساتھ یہ دعا بھی کرتا رہے کہ: ''الٰہی مقصود من توئی و رضائے تو مرا محبت و معرفت خود عطا کن''۔ (الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری رضا۔ مجھے اپنی محبت اور معرفت عطا فرما)۔

مراقبات

مراقبہ دائرۂ امکان

ا: مراقبہ احدیت۔

فیض می آید از ذاتیکہ جمیع صفات کمال است ومنزہ ازہر نقص زوال است......... موردِ فیض لطیفہ قلبِ من است۔

فیض آرہا ہے اس ذات سے جو تمام صفاتِ کمال کی جامع ہے اور ہر نقص و

زوال سے پاک ہے..........وردفیض کی جگہ میرا لطیفہ قلب ہے۔

مراقبات ولایتِ صغریٰ

۲: مراقبہ تجلیات افعالیہ۔

الٰہی! فیض تجلیاتِ افعالیہ کہ از لطیفہ قلب مبارک آں سرور کائنات ﷺ مفخرِ موجودات ﷺ بر لطیفہ قلب حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام افاضہ فرمودہ بر لطیفہ قلب ایں ضعیف فقیر بواسطہ پیران کبار مارحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم القاء کن۔

الٰہی! تجلیات افعالیہ کا جو فیض تو نے آنحضرت ﷺ کے لطیفہ قلب سے حضرت آدمؑ کے لطیفہ قلب پر القاء فرمایا ہے، وہی فیض بزرگان کرام کے طفیل اس فقیر ضعیف کے لطیفہ قلب پر بھی القاء فرما۔

۳: مراقبہ تجلیاتِ صفاتِ ثبوتیہ۔

الٰہی! فیض تجلیاتِ صفاتِ ثبوتیہ کہ از لطیفہ روحِ مبارک آں سرورِ کائنات مفخر موجودات ﷺ بر لطیفہ روح حضرت نوح وحضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام افاضہ فرمودہ بر لطیفہ روح ایں ضعیف فقیر بواسطہ پیران کبار مارحمۃ اللہ علیہم القاء کن۔

الٰہی! تجلیات صفات ثبوتیہ کا جو فیض تو نے آنحضرت ﷺ کے لطیفہ روح سے حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے لطیفہ روح پر القاء فرمایا ہے وہی فیض بزرگانِ کرام کے طفیل اس فقیر ضعیف کے لطیفہ روح پر بھی القاء فرما۔

۴: مراقبہ تجلیات شیونات ذاتیہ۔

الٰہی! فیض تجلیات شیوناتِ ذاتیہ کہ از لطیفہ سر مبارک آں سرور کائنات مفخر

موجودات ﷺ برلطیفہ سر مبارک حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام افاضہ فرمودہ برلطیفہ سر ایں ضعیف فقیر بواسطہ پیران کبار مارحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم القاء کن۔

الٰہی! تجلیات شیونات ذاتیہ کا جو فیض تو نے آنحضرت ﷺ کے لطیفہ سر سے حضرت موسیٰؑ کے لطیفہ سر پر القاء فرمایا ہے وہی فیض بزرگان کرام کے طفیل اس فقیر ضعیف کے لطیفہ سر پر بھی القاء فرما۔

۵: مراقبہ تجلیاتِ صفاتِ سلبیہ

الٰہی! فیض تجلیاتِ صفاتِ سلبیہ کہ از لطیفہ خفی مبارک آں سرور کائنات مفخر موجودات ﷺ برلطیفہ خفی حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام افاضہ فرمودہ برلطیفہ خفی ایں ضعیف فقیر بواسطہ پیران کبارِ مارحمۃ اللہ علیہم القاء کن۔

الٰہی! تجلیات صفاتِ سلبیہ کا جو فیض تو نے آنحضرت ﷺ کے لطیفہ خفی سے حضرت عیسیٰؑ کے لطیفہ خفی پر القاء فرمایا ہے وہی فیض بزرگان کرام کے طفیل اس فقیر ضعیف کے لطیفہ خفی پر بھی القاء فرما۔

۶: مراقبہ تجلیاتِ شانِ جامع

الٰہی! فیض تجلیاتِ شان جامع کہ برلطیفہ اخفی مبارک آں سرور کائنات مفخر موجودات ﷺ افاضہ فرمودہ برلطیفہ اخفی ایں ضعیف فقیر بواسطہ پیرانِ کبار مارحمۃ اللہ علیہم القاء کن۔

الٰہی! تجلیاتِ شانِ جامع کا جو فیض تو نے آنحضرت ﷺ کے لطیفہ اخفی پر القاء فرمایا ہے، وہی فیض بزرگان کرام کے طفیل اس ضعیف فقیر کے لطیفہ اخفی پر القاء فرما۔

مراقبات ولایت کبریٰ

۷: مراقبہ دائرۂ اولیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. ونحن اقرب الیہ من حبل الورید ۔ فیض می آید از ذاتیکہ نزدیک تر است بمن از رگِ جانِ من بہماں شان کہ مراد اوست تعالیٰ ومنشآء للدائرۃ الاولیٰ من دوائر الولایۃ الکبریٰ ۔ مورد فیض لطیفہ نفس با شرکت لطائف خمسہ عالم امر من است ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اور ہم انسان کے قریب تر ہیں، اس کی رگِ جان سے ۔ فیض آ رہا ہے اس ذات سے جو مجھ سے میری رگِ جان سے بھی قریب تر ہے ۔ جس طرح اس کی مراد ہے اور ولایت کبریٰ کے دائروں میں سے پہلے دائرہ کے لئے اصل ہے ۔ ورودِ فیض کی جگہ میرا لطیفہ نفس عالم امر کے پانچ لطائف سمیت ہے ۔

۸: مراقبہ دائرہ ثانیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. یحبھم ویحبونہٗ ۔ فیض می آید از ذاتیکہ دوست دارد مرا و من دوست دارم اورا بہماں شاں کہ مراد اوست تعالیٰ ومنشآء للدائرۃ الثانیۃ من دوائر الولایۃ الکبریٰ ۔ مورد فیض لطیفہ نفس من است ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ وہ اس کے ساتھ محبت رکھتے ہیں اور وہ ان کے ساتھ محبت رکھتا ہے ۔ فیض آ رہا ہے اس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اسے دوست رکھتا ہوں ۔ جس طرح اس کی مراد ہے اور ولایت کبریٰ کے دائروں میں سے

دوسرے دائرہ کے لئے اصل ہے..........ورودِ فیض کی جگہ میرا لطیفہ نفس ہے۔

۹: مراقبہ دائرہ ثالثہ

بسم الله الرحمٰن الرحيم. يحبهم و يحبونهٗ۔فیض می آید از ذاتیکہ دوست دارد مرا و من دوست دارم او را ابہماں شان کہ مراد اوست تعالیٰ و منشآء للدائرة الثالثة من دوائر الولاية الكبرىٰ..........مورد فیض لطیفہ نفس من است۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وہ ان کے ساتھ محبت رکھتا ہے اور وہ اس کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔فیض آ رہا ہے اس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اسے دوست رکھتا ہوں جس طرح اس کی مراد ہے۔اور ولایت کبریٰ کے دائروں میں سے تیسرے دائرہ کے لئے اصل ہے..........ورودِ فیض کی جگہ میرا لطیفہ نفس ہے۔

۱۰: مراقبہ قوس

بسم الله الرحمٰن الرحيم. يحبهم و يحبونهٗ۔فیض می آید از ذاتیکہ دوست دارد مرا و من دوست دارم او را ابہماں شان کہ مرادِ اوست تعالیٰ و منشآء للقوس من دوائر الولاية الكبرىٰ..........موردِ فیض لطیفہ نفس من است۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وہ ان کے ساتھ محبت رکھتا ہے اور وہ اس کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔فیض آ رہا ہے اس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اسے دوست رکھتا ہوں۔جس طرح اس کی مراد ہے اور ولایت کبریٰ کے دائروں میں سے قوس کے لئے اصل ہے..........ورودِ فیض کی جگہ میرا لطیفہ نفس ہے۔

۱۱: مراقبہ اسمِ ظاہر

فیض می آید از ذاتیکہ مسمی است باسم ظاہر۔ موردِ فیض لطیفہ نفس با شرکتِ لطائف خمسہ عالمِ امرِ من است۔

فیض آ رہا ہے اس ذات سے جو اسم ظاہر کے ساتھ مسمی ہے.......... ورود فیض کی جگہ میرا لطیفہ نفس عالم امر کے پانچ لطائف سمیت ہے۔

نوٹ: واضح رہے کہ ولایت کبریٰ کے پہلے چار مراقبات میں ''بہماں شان کہ مراد اوست تعالیٰ'' (جس طرح اس کی مراد ہے) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رگِ جان سے قریب تر ہونے کے صحیح مفہوم اور محبت الٰہیہ کی صحیح کیفیت کے ادراک سے ہماری عقول قاصر ہیں۔ صحیح مفہوم و کیفیت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس لئے یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ اس طرح کا قرب یا اس طرح کی محبت جس طرح اس کی مراد ہے۔ ''بہماں شان کہ مراد اوست۔''

مراقبہ ولایت علیا

۱۲: مراقبہ اسمِ باطن

فیض می آید از ذاتیکہ مسمی است باسم باطن و منشاء دائرہ علیا است کہ ولایت ملائکہ عظام است.......... موردِ فیض عناصر ثلاثہ بدوں عنصر خاکِ من است۔

فیض آ رہا ہے اس ذات سے جو اسم باطن کے ساتھ مسمی ہے۔ اور دائرہ علیا (جو ولایت ملائکہ عظام ہے) کی اصل ہے.......... ورودِ فیض کی جگہ عنصر خاک کے علاوہ میرے باقی تین عناصر ہیں۔

نوٹ: واضح رہے کہ سلوکِ نقشبندی ولایت علیا تک ہی ہے۔اس کے بعد کا تمام سلوک حضرت مجدد الف ثانی" پر منکشف ہوا ہے اور انہوں نے ہی اس کی تعلیم دی ہے.........سلوک مجددی کے مراقبات مندرجہ ذیل ہیں۔

مراقبات سلوک مجددیؒ

۱۳: مراقبہ کمالات نبوت

فیض می آید از ذات بحت کہ منشاء کمالات نبوت است۔مورد فیض عنصر خاک من است۔

فیض آرہا ہے اس ذات محض سے جو کمالاتِ نبوت کی اصل ہے.........ورودِ فیض کی جگہ میرا عنصر خاک ہے۔

۱۴: مراقبہ کمالاتِ رسالت

فیض می آید از ذات بحت کہ منشائے کمالات رسالت است.........موردِ فیض ہیئت وحدانی من است۔

فیض آرہا ہے اس ذاتِ محض سے جو کمالات رسالت کی اصل ہے.........ورودِ فیض کی جگہ میری ہیئت وحدانی ہے۔

نوٹ: واضح رہے کہ لطائف عشرہ بحیثیت مجموعی ہیئت وحدانی کہلاتے ہیں۔

۱۵: مراقبہ کمالات اولوالعزم

فیض می آید از ذات بحت کہ منشاء کمالات اولوالعزم است.........موردِ فیض

ہیئت وحدانی من است۔

فیض آرہا ہے اس ذات محض سے جو کمالات اولوالعزم کی اصل ہے.......... ورودِفیض کی جگہ میری ہیئت وحدانی ہے۔

۱۶: مراقبہ حقیقتِ کعبہ

فیض می آید از ذاتِ بحت کہ منشاء مسجودیت جمیع خلائق است و حقیقت کعبہ ربانی است.......... موردِ فیض ہیئت وحدانی من است۔

فیض آرہا ہے اس ذات محض سے جو تمام مخلوقات کے مسجود ہونے کی اصل اور حقیقت کعبہ ربانی ہے.......... ورودِ فیض کی جگہ میری ہیئت وحدانی ہے۔

۱۷: مراقبہ حقیقتِ قرآن

فیض می آید از مبدأ وسعت بے چوں حضرت ذات کہ منشا حقیقت قرآن است.......... موردِ فیض ہیئتِ وحدانی من است۔

فیض آرہا ہے ذات باری کی بے کیفیت وسعت کے مبدأ سے جو حقیقت قرآن کی اصل ہے.......... ورودِ فیض کی جگہ میری ہیئت وحدانی ہے۔

۱۸: مراقبہ حقیقتِ صلوٰۃ

فیض می آید از کمالِ وسعتِ بے چوں حضرت ذات کہ منشا حقیقت صلوٰۃ است.......... موردِ فیض ہیئت وحدانی من است۔

فیض آرہا ہے ذاتِ باری کی بے کیفیت وسعت کے کمال سے جو حقیقت صلوٰۃ کی اصل ہے.......... ورودِ فیض کی جگہ میری ہیئت وحدانی ہے۔

۱۹: مراقبہ معبودیت صرفہ

فیض می آید از ذاتیکہ منشا معبودیت صرفہ است وحقیقت لا الہ الا اللہ است.........مورد فیض ہیئت وحدانی من است۔

فیض آرہا ہے اس ذات سے جو معبودیت صرفہ کی اصل اور حقیقت لا الہ الا اللہ ہے.........ورود فیض کی جگہ میری ہیئت وحدانی ہے۔

۲۰: مراقبہ حقیقت ابراہیمی

فیض می آید از ذاتیکہ منشاء خلت وحقیقت ابراہیمی است.........مورد فیض ہیئت وحدانی من است۔

فیض آ رہا ہے اس ذات سے جو خلت اور حقیقت ابراہیمی کی اصل ہے.........ورود فیض کی جگہ میری ہیئت وحدانی ہے۔

۲۱: مراقبہ حقیقت موسوی

فیض می آید از ذاتیکہ منشاء حقیقت موسوی ومبدأ محبیت صرفت است.........مورد فیض ہیئت وحدانی من است۔

فیض آرہا ہے اس ذات سے جو حقیقت موسوی کی اصل اور محبیت صرفہ کا مبدأ ہے.........ورود فیض کی جگہ میری ہیئت وحدانی ہے۔

۲۲: مراقبہ حقیقت محمدیؐ

فیض می آید از ذاتیکہ محب خود ومحبوب خود است ومنشاء حقیقت محمدیؐ است.........مورد فیض ہیئت وحدانی من است۔

فیض آ رہا ہے اس ذات سے جو خود ہی محبّ ہے اور خود ہی محبوب ہے، اور حقیقتِ محمدیؐ کی اصل ہے..........ورودِ فیض کی جگہ میری ہیئت وحدانی ہے۔

۲۳: مراقبہ حقیقت احمدیؐ

فیض می آید از ذاتیکہ محبوبِ خود است ومنشاء حقیقت احمدیؐ است.......... مورِدِ فیض ہیئت وحدانی من است۔

فیض آ رہا ہے اس ذات سے جو خود ہی محبوب ہے اور حقیقت احمدیؐ کی اصل ہے..........ورودِ فیض کی جگہ میری ہیئت وحدانی ہے۔

۲۴: مراقبہ حقیقت الحقائق

فیض می آید از ذاتیکہ منشاء حقیقت الحقائق است کہ حقیقت احمدیؐ است..........مورِدِ فیض ہیئت وحدانی من است۔

فیض آ رہا ہے اس ذات سے جو حقیقت الحقائق یعنی حقیقت محمدیؐ کی اصل ہے..........ورودِ فیض کی جگہ میری ہیئت وحدانی ہے۔

۲۵: مراقبہ لاتعین

فیض می آید از ذات بحت کہ منشاء لاتعین است..........مورِدِ فیض ہیئت وحدانی من است۔

فیض آ رہا ہے اس ذاتِ محض سے جو لاتعین کی اصل ہے..........ورودِ فیض کی جگہ میری ہیئت وحدانی ہے۔

ختمات ثلثہ

ختمات ثلثہ سے مراد تین ختم ہیں جو ہمارے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں پڑھے جاتے ہیں۔ نماز صبح کے وقت ختم ہفت خواجگان نقشبند اور نماز عصر کے بعد ختم مجددی وختم معصومی۔ ذیل میں تینوں کا طریقہ درج ہے۔

طریقہ ختم ہفت خواجگان

سورہ فاتحہ مع بسم اللہ	سات بار
درود شریف	سو بار
سورہ الم نشرح مع بسم اللہ	اناسی بار
سورہ اخلاص مع بسم اللہ	اک ہزار ایک بار
سورہ فاتحہ مع بسم اللہ	سات بار
درود شریف	سو بار
یا قاضی الحاجات	سو بار
یا کافی المهمات	سو بار
یا دافع البلیات	سو بار
یا شافی الامراض	سو بار
یا رفیع الدرجات	سو بار
یا مجیب الدعوات	سو بار

یا ارحم الراحمین
سو بار

طریقہ ختم مجددی

درود شریف
سو بار
لا حول ولا قوۃ الا باللہ
پانچ سو بار
درود شریف
سو بار

طریقہ ختم معصومی

درود شریف
سو بار
لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین
پانچ سو بار
درود شریف
سو بار

ہر ختم کے بعد دعا کی جاتی ہے اور ختم خواجگان کا ثواب ہفت خواجگان نقشبندؒ کی ارواح کو، ختم مجددی کا ثواب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی روح عالیہ کو اور ختم معصومی کا ثواب حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارکہ کو پہنچایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے التجا کی جاتی ہے کہ ان کے طفیل ہمارے حال پر نظر کرم فرما اور ہماری دنیا اور آخرت کی مشکلات دور فرما۔

مجربات وعملیات

ہر قسم کے تحفظ کے لئے

یہ تعویذ ہر قسم کے تحفظ کے لئے مفید ہے۔ یہ تعویذ اور اگلے صفحے والا دونوں تعویذ اگر یکجا ہوں تو زیادہ مفید ہیں، علیحدہ علیحدہ ہوں تو بھی۔ تعویذ بنا کر گلے میں ڈالیں یا اپنے پاس رکھیں۔
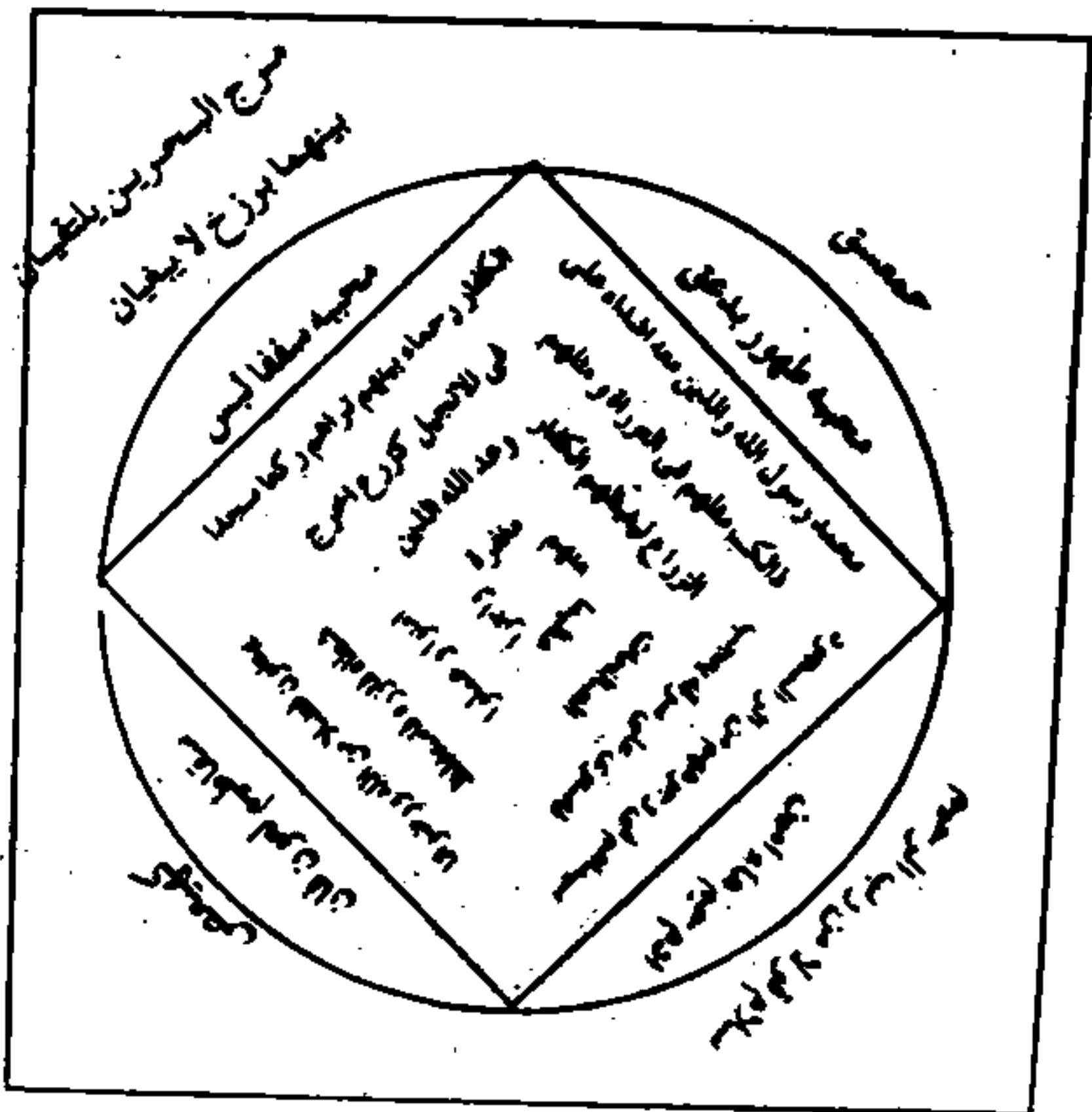
ہر ضرورت کے لئے

ہر قسم کی آفت، بلا، مصیبت سے محفوظ رہنے کے لئے یہ تعویذ لکھ کر گلے میں باندھیں۔ جانوروں کے گلے میں باندھیں وہ ہر بیماری و تکلیف سے محفوظ رہیں گے، گھر میں فریم کر کے لٹکائیں وہ ہر قسم کے نقصان سے محفوظ ہوں گے۔ اسی طرح دکان، جائداد وغیرہ ہر چیز کی حفاظت کے لئے یہ تعویذ ہے۔
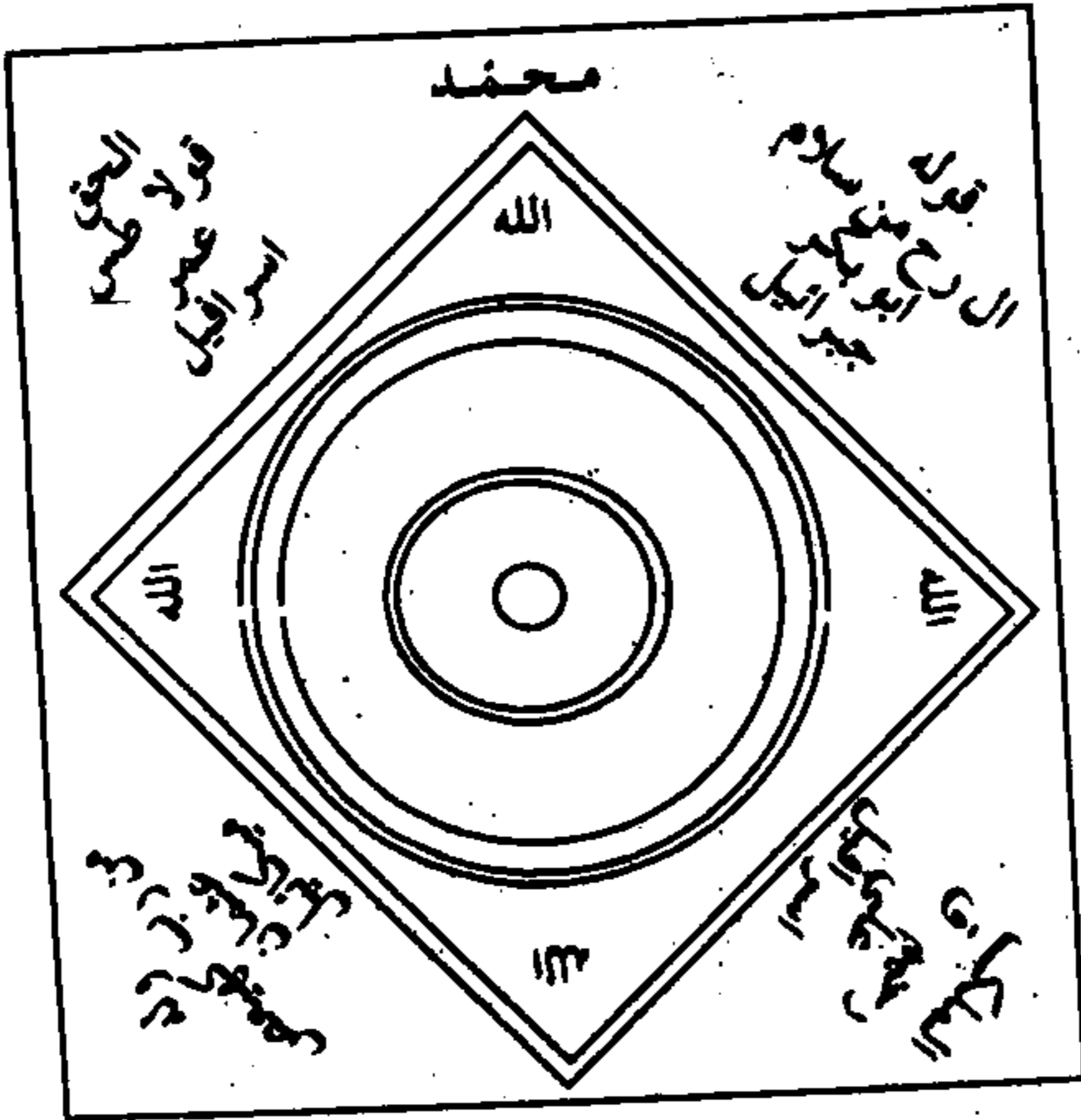
ہر آفت سے محفوظ رہے

ذیل کا تعویذ لکھ کر گلے میں باندھے تو اللہ ہر قسم کی آفت و بلا سے محفوظ رکھے گا۔
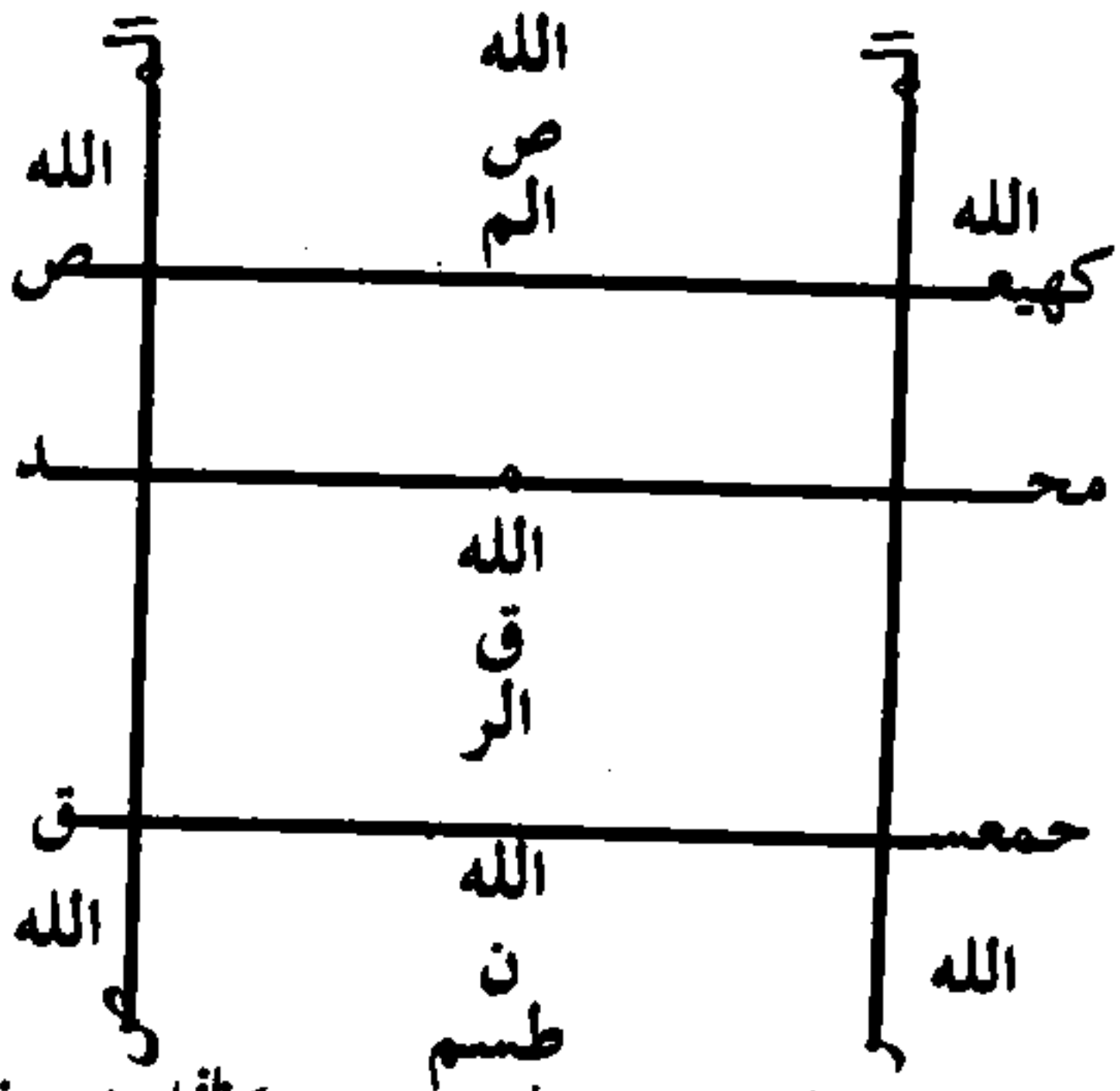
اے اللہ حامل ہذا کی حروف مقطعات وسید بریات کے طفیل حفاظت فرما

بیٹا پیدا ہو

ذیل تعویذ لکھ کر جب حمل کو دو تین ماہ گذر جائیں تو عورت ناف پر باندھے انشاء اللہ بیٹا ہوگا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

سَلامٌ عَلٰی نُوحٍ فِی الْعَالَمِینَ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِینَ بِحَق کٓھٰیٰعٓصٓ

وَ بِحَق حٓمٓ عٓسٓقٓ اَهْيًا اَشْرَاهِيًا يَا شَيْخ عَبْدُالْقَادِرْ شَيْئًا لِلّٰهِ يَمْلِيْخَا مُكْسَلْمِيْنَا مَشْلَمِيْنَا مَرْنُوْش وَ بَرْنُوْش سَازْنُوْش مَرْطُوْنَش وَ كَلْبُهُمْ قِطْمِيْر بَاسِطٌ" ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ

اے اللہ حامل ہذاء کو نیک بخت، صالح اور لمبی عمر والا بیٹا عطا فرما رحمت اللعالمین کے صدقے

خاوند بیوی کے درمیان محبت کے لئے

بسم الله الرحمن الرحيم

وتلك حجتنا اٰتينها ابراهيم على قومه نرفع درجٰت من نشاء ان ربك حكيم عليم ووهبنا له اسحٰق ويعقوب كلاً هدينا و نوحاً هدينا من قبل ومن ذريته داؤد و سليمان وايوب ويوسف و موسىٰ و هارون و كذالك نجزى المحسنين وذكريا و يحيٰ وعيسىٰ والياس كل من الصالحين واسماعيل واليسع ويونس ولوطا وكلاً فضلنا على العالمين ومن اٰبائهم وذريٰتهم واخوانهم واجتبينٰهم وهدينٰهم الى صراط مستقيم. ذالك هدى الله يهدى به من يشاء من عباده. كذالك يهتدى الله فلاں بن / فلانہ بنت

الیٰ فلاں بن / فلانہ بنت

بحرمة الانبياء المذكورين و بحرمة النبى صلى الله عليه وسلم.

لکھ کر یھتدی اللہ کے بعد مرد اپنا نام اور اپنی والدہ کا نام اور الیٰ کے بعد بیوی کا نام اور اس کی والدہ کا نام لکھ کر گلے میں ڈالے۔ انشاء اللہ دونوں کے درمیان محبت پیدا ہو گی

تحفہ فضلی برائے کینسر (دعائے دم برائے کینسر)

درود شریف: اَللّٰھُمَّ صلِّ علیٰ سیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ آلائِکَ وَنَعْمَائِکَ وَعَدَدَ جُنُوْدِکَ وَعَدَدَ کَلِمَاتِکَ وَعَدَدَ خَلْقِکَ وَعَدَدَ مَافِیْ عِلْمِکَ صَلاۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِکَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّاتِہٖ وَاَھْلِ طَاعَتِہٖ اَجْمَعِیْنَ (ایک بار)

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَۃِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (گیارہ مرتبہ)

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَۃِ کُلِّھَا مِنْ غَضَبِہٖ وَ عِقَابِہٖ وَ شَرِّ عِبَادِہٖ (گیارہ مرتبہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم (گیارہ مرتبہ)

الحمد شریف بسم اللہ سمیت آمین تک (ایک مرتبہ)

وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمِ (گیارہ مرتبہ)

وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا (گیارہ مرتبہ)

اَمْ اَبْرَمُوْا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ (گیارہ مرتبہ)

سورہ قریش مکمل پارہ ۳۰ (تین مرتبہ) سورہ فلق مکمل پارہ ۳۰ (تین مرتبہ)

اِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ وَاِنْ یَّمْسَسْکَ بِخَیْرٍ فَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر. وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْر. رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِر.

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَۃِ مُلْکِہٖ وَ بَقَائِہٖ یَا حَیُّ. یَا رَحِیْمَ کُلِّ صَرِیْخٍ وَّ مَکْرُوْبٍ وَّ غِیَاثَہٗ وَ مَعَاذَہٗ یَا رَحِیْمَ. یَا

مَنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَکْشِفُ السُّوْءَ عَنْهُ.

آخر میں وہی ابتداء والا درود شریف پڑھ کر مٹی کے سات ڈھیلوں پر دم کریں۔ ہر ڈھیلا پانچ وقت کینسر والی جگہ پر پھرائیں، بعد میں دوسرا، پھر تیسرا۔ اسی طرح سات دن تک۔ پھر ٹیسٹ کرائیں۔ پھر شروع کریں۔ اسی طرح لگاتار یہ عمل کرتے رہیں۔ امید ہے کہ کرم خداوندی سے شفا ہو جائے گی۔

نکسیر کے لئے

لوطا لوطا لوطا لکھ کر ماتھے پر باندھے۔

حمل نہ گرے

لوطا لوطا لوطا

لوطا لوطا لوطا

لوطا لوطا لوطا

اس طرح تین لائنوں میں لکھ کر عورت دوران حمل ناف پر باندھے، انشاء اللہ وقت سے پہلے حمل نہ گرے گا۔

دعوت رحیمی

یا رحیم کل صریخ و مکروب و غیاثه و معاذه یا رحیم

برائے جنون، وہم، وسواس کے دارچینی پر لکھ کر کسی کورے برتن میں ڈالے اور پانی پیتا رہے، انشاء اللہ شفاء ہوگی۔

تین سو ساٹھ مرتبہ پڑھے ہر سو کے اول آخر درود شریف پڑھے۔ انشاء اللہ تمام ضروریات

پوری ہوں گی

گمشدہ/ بھاگے ہوئے شخص کی واپسی کے لئے

پرانے پوست کدو پر دائرہ کھینچ کر دائرہ کے اندر **قل اندعوا من دون الله ما لا ینفعنا و لا یضرنا و نرد علیٰ اعقابنا بعد اذ ھدانا الله کا الذی استحوتہ الشیاطین فی الارض حیران له اصحاب یدعونه الی الھدئتنا قل ان ھدی الله ھو الھدی وامرنا لنسلم لرب العالمین** (سورہ انعام پارہ ۷) لکھ کر دائرہ کے باہر بھاگے ہوئے شخص کا نام اور اس کی والدہ کا نام لکھ کر کسی غیر آباد جگہ میں دفن کر دے، انشاء چند دنوں میں بھاگا ہوا/گمشدہ شخص واپس آ جائے گا۔

بسم اللہ شریف کے عمل

۱۔ امام دیربی کا تجربہ شدہ عمل ہے کہ جو شخص بسم اللہ شریف 625 مرتبہ لکھ کر تعویذ بنا کر گلے میں ڈالے تو اسے مکمل تحفظ نصیب ہوتا ہے، کسی کی مخالفت کا اس پر کوئی اثر ہو سکتا اور نہ کوئی کر سکتا ہے۔

۲۔ بسم اللہ شریف کے چلہ کے سلسلہ میں بعض بزرگوں نے بتایا ہے کہ 12000 مرتبہ اس طرح پڑھے کہ ہر 1000 دفعہ مکمل کرنے کے بعد دو رکعت نفل پڑھے اور کم از کم پچیس بار درود شریف اور پھر اپنی عزت و تسخیر کے لئے دعا کرے۔ اسی طرح 12000 دفعہ مکمل کر کے اپنے لئے تسخیر خلق مانگے تو تسخیر ہو گی۔ چلہ کے بعد روزانہ 121 مرتبہ پڑھنے کا معمول بنائے۔

۳۔ بسم اللہ شریف کو 21 مرتبہ لکھ کر کسی مرگی کے مریض کے گلے میں ڈالا جائے تو اسے آرام آجاتا ہے۔

۴۔ جس کی اولاد زندہ نہ ہوتی ہو تو 61 مرتبہ لکھ کر بچے کے گلے میں ڈالے تو وہ زندہ رہتا ہے اللہ کے حکم سے۔

۵۔ کسی بھی قسم کے جسمانی درد پر تین دن مسلسل 100 دفعہ بسم اللہ شریف پڑھ کر دم کرنے سے آرام آجاتا ہے۔

۶۔ رات کو 21 مرتبہ پڑھنے سے انسان ہر پریشانی، دکھ درد، چوری، اچانک موت وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔

دعوت سورۃ الواقعہ

جو شخص چاہے کہ اس سورۃ کا عامل بنے تو چاہئے کہ جمعرات کے دن سے اس سورۃ کو شروع کرے اور ہر روز پڑھے۔ پڑھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ، ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے، پھر سلام کے بعد دس مرتبہ درود شریف پڑھے، پھر یہ دعا پڑھے۔ اللهم انی اتوسل اليک باستنزال الرزق بقرآة كتابک المجيد واخترت لذالک سورة الواقعه اللهم عصمنی برحمتک فی تلاوة القرآن واشرح صدری ويسرلی امری واقض حاجتی واكفف مهمی و زيده لسانی و جمل وجهی برحمتک يا ارحم الرامين۔ پڑھتے وقت بہتر ہے کہ اعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم اللهم صل علىٰ محمد و علی آل محمد وبارک وسلم و علیٰ جميع الانبياء و المرسلين بسم الله الرحمان الرحيم آٹھ مرتبہ پڑھ کر

شروع کرے۔

جب لیس لوقعتها کاذبه تک پہنچے تو اللهم عافني من كل بلاء الدنيا والعذاب الأخرة آٹھ مرتبہ پڑھے۔ جب اولٰئک المقربون تک پہنچے تو کہے اللهم اجعلنا منهم۔ پھر سورۃ آگے پڑھنا شروع کرے۔ جب بما کانوا یعملون تک پہنچے تو آٹھ مرتبہ کہے اللهم الرزقنا بفضلک العظیم ولطفک الجسیم، پھر وہی درود شریف پڑھے۔ جب ولا کریم تک پہنچے تو اسے آٹھ بار پڑھے اور پھر اس کے بعد یہ دعا پڑھے اللهم اجرنا من النار سالمین۔ جب فسبح باسم ربک العظیم تک پہنچے تو اسے آٹھ بار کہے، پھر یہ دعا پڑھے سبحان القادر الظاهر القوی القیوم بلا معین اور درود شریف پڑھے۔ جب سورۃ پوری پڑھ لے تو پھر یہ دعا پڑھے: اللهم افتح لنا ابواب و سبب لنا الاسباب و یسر علینا الحساب الصعاب واحینا مع العافیة یا وهاب یا رزاق یا فتاح یا معین یا راحم المساکین ان کان ما لی فی السماء فانزله وان کان فی الارض فاخرجه وان کا بعیداً فقربه وان کان قلیلاً فکثره وان کان کثیراً فحلله وان کان حلالاً فاوسله الینا وبارک علینا انک علی کل شیء قدیر وبالاجابة جدیر ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم وصلی الله علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین.

اگر اس طرح روزانہ عمل کیا تو نعمتوں اور رزق کے اسباب کھل جائیں گے۔

اسرارحروفِ مفردہ

اسرارحروف مفردہ میں گزشتہ اولیاءاللہ میں سے بہت کم ایسے افراد تھے جنہیں قدرت نے آگاہ کیا ہو۔ محی الدین ابن عربیؒ، ابوالحسن شاذلیؒ، امام بونیؒ وغیرہ اور شاہ ولی اللہ نے اسرارحروف سے آگاہی کا دعویٰ کیا ہے۔ ہمارے خاندان میں حروف مفردہ کو بعض دفعہ بعض ضروریات میں استعمال کیا جاتا تھا اس لئے ابتدا یہاں سے ہی کی جاتی ہے۔

الف

کسی ریشمی کپڑے پر ایک ہزار مرتبہ لکھ کر کسی بھی کند ذہن کے گلے میں تعویذ بنا کر لٹکایا جائے جو اس کے سینہ پر ہمیشہ لٹکا رہے تو اس کی قوتِ حافظہ تیز ہو جائے گی۔

اگر ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ جس عورت کا بچہ پیدا ہوتا ہو، اس تعویذ کو دیکھے تو ولادت آسان ہو جاتی ہے۔

اگر اسی تعویذ کو جن والے کے ماتھے پر رکھے تو فی الفور آرام آ جائے۔

ف	ل	ا
ل	ا	ف
ا	ف	ل

اس شکل میں تعویذ بنا کر اگر بازو پر باندھے تو جنات

وغیرہ کے اثر سے محفوظ رہتا ہے۔

ب

ب کو ہر اسم الٰہی کے ساتھ جس کی ابتداء میں "ب" آتی ہو، لکھے تو خشکی سے پیدا شدہ جملہ امراض کے لئے مفید ہے۔ جو شخص بصورت تعویذ بنا

ب ب ب
ب ب ب

کر رکھے فسادِ خون کے جملہ امراض سے محفوظ رہے گا۔ اسی طرح شہوتِ نفس سے مجبور انسان اپنی پیٹھ پر یہ تعویذ باندھے تو اس کی شہوت ختم ہو جائے گی۔ کسی پتھر پر لکھ کر اگر نئے مکان کی بنیادوں میں وہ پتھر رکھ دیا جائے تو اس مکان میں چور کبھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

کسی دینی یا دنیوی غرض کے لئے "ب" کو سولہ مرتبہ بسم اللہ شریف انیس مرتبہ لکھ کر اس کے بعد یہ آیت **بدیع السمٰوٰت والارض واذا قضٰی امراً فانما یقول لہٗ کن فیکون** لکھ کر تعویذ بنائے تو انشاءاللہ پوری ہوگی۔

ت

"ت" چار عدد ٹھیکریوں پر لکھ کر اپنے کاشت شدہ مربعہ زمین میں چار اطراف میں رکھے تو کھیتی کو کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔ اسی طرح غلہ کے ڈھیر میں رکھے تو وہ بھی محفوظ رہے گا۔

ث

''ث'' تین دفعہ چاندی کے برتن پر لکھے اور ہر ایک کے ساتھ ۴۰۰ کا عدد بھی لکھیں اور کسی زہر خوردہ یا زہردار جانور کے کاٹے کو دھو کر پلائیں۔ فی الفور شفاء ہوگی۔

چاندی کے ٹکڑے پر | ث۴۰۰ ث۴۰۰ ث۴۰۰ ث۴۰۰ | تعویذ بنا کر کسی چھوٹے بچے کے گلے میں ڈالے تو چیچک سے محفوظ ہونے کے علاوہ موذی چیزوں کے ضرر اور زیادہ رونے سے محفوظ رہے گا۔

ج

تین دفعہ مع عدد ۳ لکھ کر روٹی کے ٹکڑے پر ساتھ ہی یہ آیت واذاقتلتم نفساً فادارء تم فیھا واللہ مخرج ما کنتم تکتمون۔ جس پر چوری کا شک ہو کھلائے۔ اگر کھاتے ہوئے اسے مشکل پیش آئے تو وہی چور ہوگا۔

دائیں ہاتھ کی درمیانی تین انگلیوں پر ''ج'' کا عدد ۳ لکھ کر کسی بھی متکبر اور ظالم کے سامنے جائے، اس سے کچھ ضرر نہ ہوگا اور وہ ذلیل ہو کر اس کی حاجت براری کرے گا۔

اگر یہ تعویذ سنریھم ایاتنا ج ی م فی الأفاق ج ی م وفی انفسھم ج ی م کسی تختی پر لکھ کر اس میوہ دار درخت پر لٹکائے جس نے پھل دینا چھوڑ دیا ہو تو انشاءاللہ بارآور ہوگا۔

ح

آٹھ دفعہ لکھ کر خواہ اپنی ہتھیلی ہو یا کسی صاف برتن میں پانی سے محو کر کے پیئے تو

پیاس بجھ جائے گی۔گرمی سے پیدا شدہ امراض

ح ح ح ح
ح ح ح ح

سے شفا ملے گی۔تین دن مسلسل عمل رہے۔

اگر کسی کو چیتے کا چمڑا میسر ہو تو اس پر یہ تعویذ لکھ کر جلائے اور سرمہ بنا کر آنکھوں میں لگائے تو وہ روحانی مخلوق کو دیکھ سکے گا۔

خ

اگر یہ تعویذ | خ | کسی بزدل کے گلے میں باندھا جائے یا چھوٹے بچے کے گلے میں باندھا جائے تو ڈر ختم ہو جائے اور بچہ رونا چھوڑ دے۔

اگر کوئی دشمن والا آدمی اپنی انگلیوں پر ''خ'' لکھ کر دشمن کا نام لے کر کہے خف خف۔ڈرو،ڈرو۔اور ساتھ ساتھ یہ اشارات بھی پڑھے۔ اجب بحق عوطیال عیوط عیوط. ال ال ال ال اوکش خجخج خجخج جعیح جعیح یاہ یحوہ الوحا العجل الساعۃ اور انگلیاں کھول دے۔

د

اس کا عدد ۴ ستائیس دفعہ جلی ہوئی جگہ پر لکھے تو سوزش ختم ہو جائے گی اور چھالے نہ پڑیں گے۔اگر ''د'' کو ہر اس نام الٰہی کے ساتھ لکھے جس میں دال آتی ہو مثلاً دائم، ودودا اور مربع شکل میں لکھ کر اپنے پاس رکھے تو لوگوں کی نظروں میں محبوب ہو۔

	ودود دائم	
دائم ودود		دائم ودود
	ودود دائم	

ذ

سات دفعہ کسی نئے چینی کے برتن میں لکھ کر شہد کے ساتھ مٹا کر نہار منہ پینے سے بلغم کی کمی ہوتی ہے اور صاحب دمہ کے لئے مفید ہے۔ یہ عمل سات دن متواتر کرے۔

ر

اگر کسی پتھر پر لکھ کر پانی کے کھالہ میں رکھے جس سے زمین کو پانی لگتا ہو تو فصل عمدہ اور پھل اچھا ہوگا۔

ر ر ر ر

ر ر ر ر

ز

کسی چاندی کے ٹکڑا پر لکھ کر دودھ یا گھی میں ڈال دے تو اس میں برکت ہوگی۔

س

اس تعویذ کو بنا کر اگر بچہ جننے والی عورت دیکھے تو ولادت آسان ہو۔

کسی بھی زہردار موذی کے کاٹے کو نو دفعہ ''س'' لکھ کر سلام قولاً من رب رحیم۔ بھی ساتھ لکھے اور پانی میں حل کر کے پلائے تو شفا ہوگی۔

ن	پ	سه	ال
ال	ن	پ	سه
سه	ال	ن	پ
پ	سه	ال	ن

اگر شیشہ جس میں چہرہ دیکھتے ہیں پر ''س'' کا تعویذ لکھ صاحب لقوہ اس میں دیکھے تو انشاء اللہ شفاء ہوگی۔

سه	سه	سه	سه
سه	سه	سه	سه
سه	سه	سه	سه
سه	سه	سه	سه

ش

نا قابل بیان ہے۔ نجوم سے متعلق استعمال ہے۔

ص

ساٹھ (۶۰) یا نوے (۹۰) ''ص'' لکھ کر اس کے ساتھ سورۃ حشر کی آخری آیات لوانزلنا لکھ کر تعویذ بنا کر دردِ سر شدید کا مریض سر پر باندھے تو شفا ہوگی۔

ض

اس کا استعمال دشمن کے لئے ہوتا ہے اس لئے نا قابل بیان ہے۔ البتہ کسی بھاگے ہوئے شخص کے لئے پندرہ مرتبہ سرخ سیاہی سے شیشہ کے برتن میں ''ض'' کو دائرہ کی شکل میں لکھ کر درمیان میں بھاگے ہوئے شخص کا نام لکھ کر اس برتن کو الٹا رکھ دے۔ انشاءاللہ جلد واپس آجائے گا۔
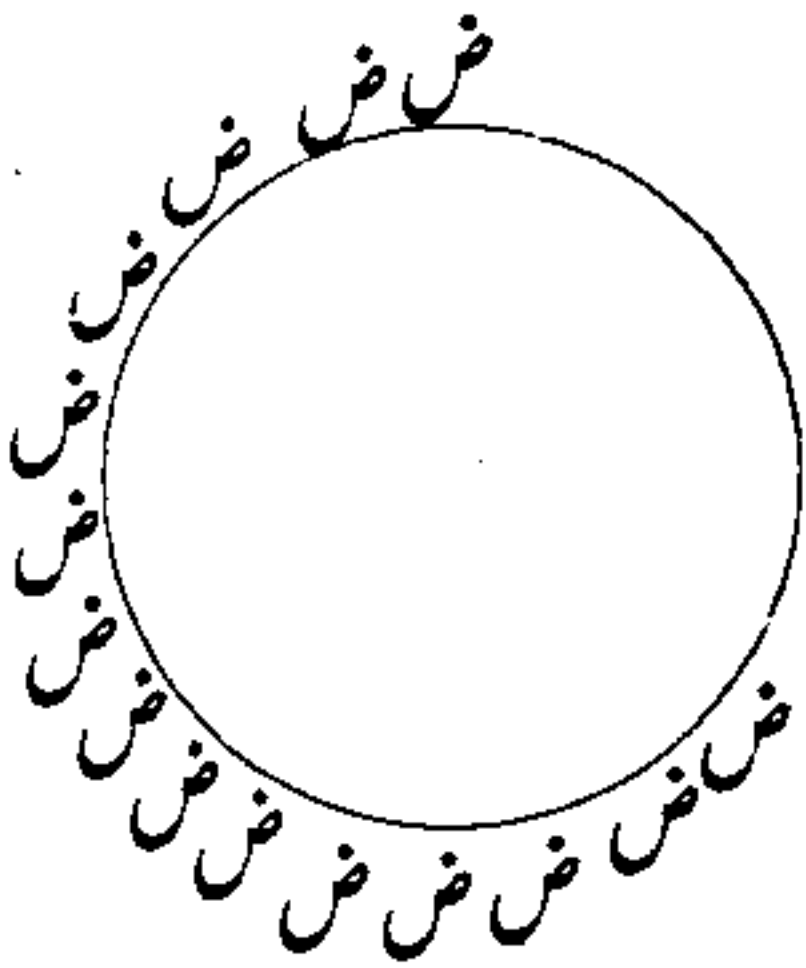
ط

اگر طا کے حرف کو سر درد کے مریض کے لئے یوں لکھ کر باندھے تو آرام آجاتا ہے۔ باقی طا کا استعمال دشمن کے لئے اور کنوؤں کے خشک کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس لئے محل اظہار نہیں۔

ظ

اگر پیتل کی تختی پر یہ تعویذ لکھ کر کسی برتن میں رکھ کر تازہ پانی گرایا جائے اور وہ پانی زہریلے جانور کے کاٹے کو کھلائے تو فی الفور شفاء ہوگی۔

ظ	ظ	ظ	ظ	ظ	ظ	ظ	ظ
ظ	ظ	ظ	ظ	ظ	ظ	ظ	ظ
ظ	ظ	ظ	ظ	ظ	ظ	ظ	ظ

ع

بدھ کی پہلی ساعت کو کسی کاغذ کا پرزہ لے کر اس پر اٹھارہ مرتبہ لکھ کر اس کے اردگرد وہ اسماء جن کے اول میں عین آتا ہے۔ العزیز، العلام، العلی، العظیم، العفو، العدل۔ لکھ کر دن میں چار مرتبہ کاغذ کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ اس شخص کو علوم و معارف کی محبت عطا فرماتا ہے اور اس کی زبان سے علوم کا اظہار ہوگا۔

غ

جو شخص چاندی کی انگوٹھی پر سوموار کے دن جب کہ چاند کی زیادتی والے دنوں یعنی چاند کی پندرھویں سے قبل غ ی ن لکھے تو مخلوقات میں عزت ہو۔ اسی طرح اس کا عدد لکھ کر اس کے ساتھ وہ اسماء الٰہیہ جن کی ابتداء میں "غ" آتا ہو مثلاً غنی بھی لکھے اور اس تعویذ کو ٹوپی کے اندر سلائے جو اس کے سر سے چھوتا رہے تو اسے عزت حاصل ہو۔

ف

دشمن کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لئے ناقابل بیان ہے۔

ق

اکیس (۲۱) مرتبہ لوہے کی تختی پر لکھ کر اپنے بازو سے باندھے تو قوت حاصل ہو۔ اسی طرح چلہ کش آدمی نصف دائرہ کی شکل میں ق لکھ کر درمیان بیٹھے تو جنوں کے تصرف سے محفوظ ہوگا۔ اسی طرح آسمان سے بادل ہٹانے کے لئے سو (۱۰۰) دفعہ ''ق'' کسی کاغذ پر لکھ کر ہوا میں باندھے، آسمان صاف ہو جائے گا۔

تنگ دست آدمی چاندی کی تختی پر سو (۱۰۰) دفعہ ''ق'' لکھ کر یہ آیت قل اللھم مٰلک الملک .... حساب۔ تک لکھ کر اپنے پاس رکھے تو جلد مالدار ہو جائے۔

عدد ''ق'' کے مطابق ''ق'' لکھ کر سر میں باندھنے سے نزلہ کے مریض کو آرام آجائے گا۔

ک

کسی برتن میں چار مرتبہ لکھ کر وہ برتن تلی پر رکھیں تو تلی غائب ہو جائے گی۔

تعویذ یوں ہے۔

جبرائیل	اسرافیل
عزرائیل	میکائیل
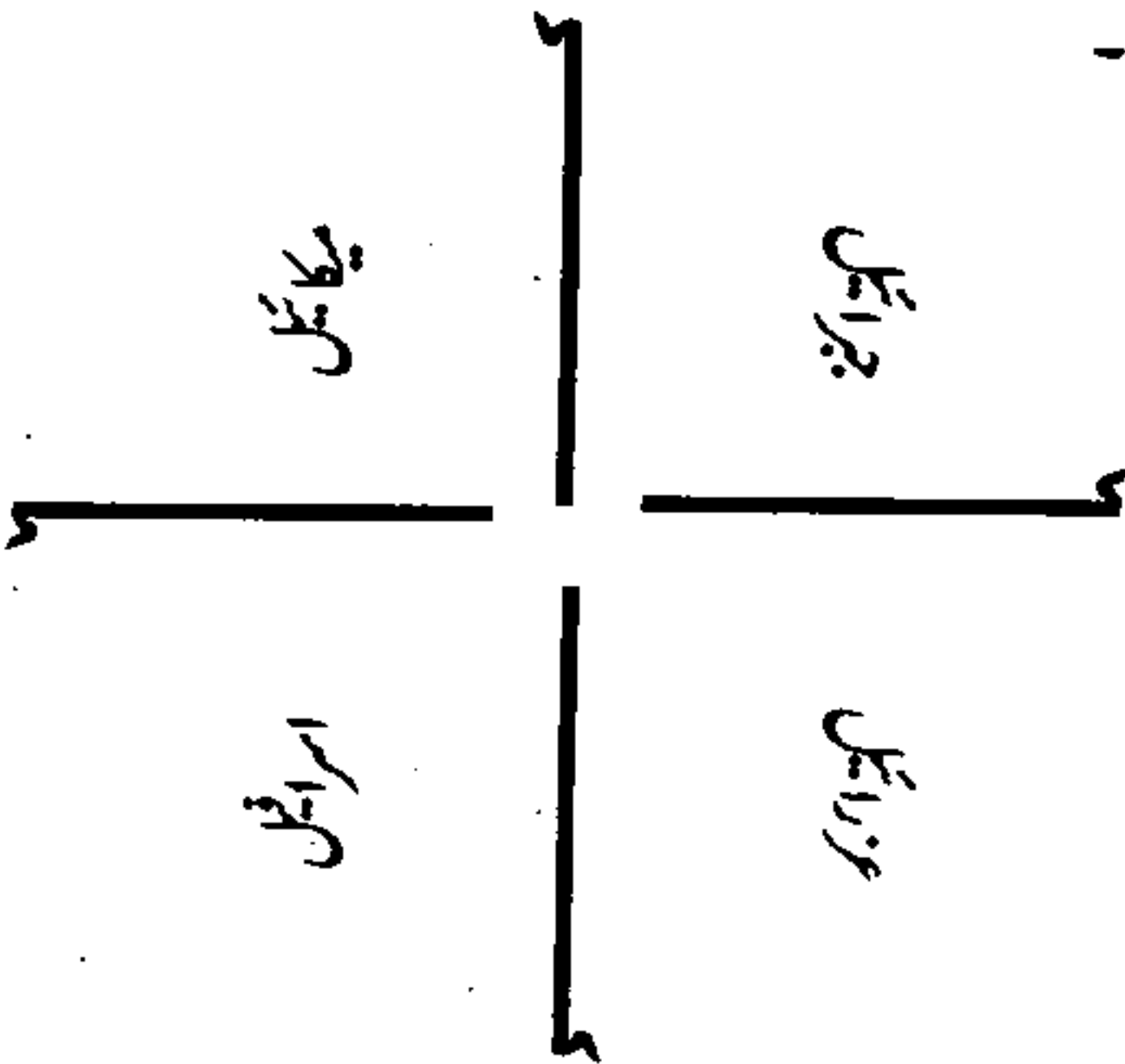
ل

اس کے عددِ ابجدی کے مطابق لکھ کر جملہ امراض و عوارض میں پلانے سے آرام آتا ہے۔

م

چالیس مرتبہ لکھ کر سورۃ فتح کی آخری آیات محمد رسول اللہ سے آخر تک لکھ کر تعویذ بنائے تو باعزت ہو۔ اسی طرح اسے لکھ کر چالیس اسمائے الٰہیہ جن کے اول میں ''م'' آتا ہے لکھ کر تعویذ بنائے تو معزز ہو۔

چلہ کش اگر اپنے چلہ کی کوٹھڑی کی سامنے والی دیوار پر موٹے حروف سے ''م'' لکھے اور ہر روز چالیس مرتبہ اس کی طرف نظر جمائے تو صفائی باطن حاصل ہو۔ نظر جماتے وقت اللھم ملک الملک والی آیت بھی ساتھ ساتھ پڑھتا رہے۔

ن

جن آئے ہوئے شخص کی پیشانی پر ''ن'' لکھ دے تو جن چھوڑ کر چلا جائے گا۔

اسی طرح اگر ''ن'' لکھ کر ساتھ وہ اسماء الٰہیہ جن کے اول میں نون آتا ہے، لکھ کر تعویذ بنائے تو کبھی تنگ دستی نہ آئے۔

اقطارِ حروف

ان کو کہا جاتا ہے جو سیدھے اور الٹے دونوں طریقوں سے پڑھے جائیں۔

قرآن کریم میں دو جگہ حروف ہجاء کا ایسا استعمال ہوا ہے۔ ....ور ک فکبر.......... کل فی فلک .... یہ سیدھے الٹے دونوں طرح سے ایک ہی بنتے ہیں۔اسی طرح......میم......ن......واؤ...... بھی ہیں۔ان کو حروف مقطعہ میں لکھے اور اسی طرح ورد بنائے تو صاحب اسرار ہو۔

هاء

پچیس مرتبہ لکھ کر ساتھ..........اسم الٰہی حی..........لکھ کر تعویذ بنائے تو کند ذہن صاحب فہم ہو جاتا ہے۔سورۃ حشر کی آخری آیات..........هو الله الذی......الخ۔آخر تک کے ساتھ اسے لکھے تو جو شخص رات ڈرتا ہو اسے تعویذ بنا کر پاس رکھے تو اس کا ڈر دور ہو جائے گا۔

کوئی بھی کاریگر کسی نئی ایجاد کے لئے سوچتا ہو تو وہ اگر کسی عمدہ کاغذ پر اکہتر مرتبہ لکھ کر تعویذ بنائے تو اللہ تعالیٰ اسے اس ایجاد کے لئے ہدایت دے گا۔ هو الله هادی کا ورد بھی اچھا ہے۔

واوٌ

اگر سو مرتبہ کسی کاغذ پر لکھ کر ساتھ ہی دعوت بھی لکھے جو یہ ہے۔ اجب یا مهر قیائیل بحق یاه یاه یموه یموه به به مقیع هلهف هلهف اجب و توکل .... یہاں اپنی ضرورت لکھے بارک الله فیک تو نافرمان،شرابی، زانی اپنے برے فعل سے باز آجائے گا۔

اسی طرح کسی کدال پر سو مرتبہ لکھ کر کنواں کھودے تو جلد پانی نکل آئے گا اور

میٹھا اور بابرکت ہوگا۔

حروف

حروف کی بحث میں ایک اور عمدہ بحث قارئین کی ضیافت کے لئے تحریر کی جاتی ہے۔

بعض اسرارِ حروف کے واقف علماء نے حروف کی مختلف ترکیبوں کو بعض مفادات میں استعمال کیا ہے جو ہمارا خاندانی معمول ہے۔

حروف مواثیات

یہ اٹھارہ ہیں۔ ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ۔ ان حروف کے اس عورت کے دودھ سے جس نے پہلی مرتبہ ہی لڑکا جنا ہو، سے لکھ کر تعویذ بنائے اور ٹوپی میں رکھے تو معزز ہو۔

گیارہ دوسرے حروف

اب ت ث ط ظ ف ک ل لا ی۔ یہ حروف جسم میں جس حصے میں کوئی مرض ہو تو اس حصہ کے نام کے ساتھ ان کو اسی طرح ملائیں کہ اس حصہ کے نام سے پہلا حروف لے کر ان حروف سے ملاتے جائیں پھر ان کو مرکب کر کے تعویذ بنا کر اس حصے پر لٹکائیں۔ انشاء اللہ شفا ہوگی۔ مثلاً آنکھ کو عربی میں (عین) کہتے ہیں۔ اس کا پہلا حرف ''ع'' ہے۔ اس کو ان حروف میں یوں ملایا جائے۔ اع، بع، تع، ثع، طع، ظع، فع، کع، لع، لا ع، یع۔ یہ جب مرکب کئے جائیں گے تو اعبع، تعثع، طعظع، فعکع،

لعلاعیع ہوگا۔ یہ تعویذ اب آنکھ کی بیماریوں میں استعمال کریں۔

خوف کے لئے چودہ حروف

دل ذل ص د ض دف ک ل م و ہ۔ ان کا تعویذ مرکب کر کے یوں بنائیں۔ دل ذل صد ضد فکلموہ۔ ہر ڈرنے والے کے لئے تعویذ بنا کر دیں تو اس کا ڈر زائل ہو جائے گا۔

چودہ حروف صامتہ

ا ح د ر س ص ط ع ک ل م و ہ۔ ان کے مرکب کرنے سے چار اسم بنتے ہیں۔ احد، رسص، طعکل، موھلا۔ کسی بھی چاند کی انتیسویں تاریخ کو لکھ کر سیسہ تانبہ کی انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے رکھ کر پہنیں۔ ہر بدخواہ کی زبان بندی ہوگی۔

حروف خواتیم

ا د ذ ر ز و لا۔ اگر ان کو لکھ کر غلہ میں یا کپڑوں میں رکھیں تو کوئی نقصان نہ ہوگا۔

حروف نورانی

قرآن کریم کی چار سورتوں کی ابتداء میں حروف نورانی ہیں۔ کھیعص، طس، ق، الرحمن۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے متعلق مشہور ہے کہ آپ مال و متاع کی حفاظت کے لئے یہ تعویذ لکھ دیا کرتے تھے۔ اسی طرح دریائی یا ہوائی سفر میں یہ حروف پڑھے تو پڑھنے والا محفوظ رہتا ہے۔

بعض علماء حروف نے ایک مشق کا لکھا ہے کہ جو شخص حروف نورانیہ والے اسماء

الٰہیہ کو اسم ذات (اللہ) کے ساتھ وردر کھے تو گویا اسے اسمِ اعظم حاصل ہو گیا۔ وہ اسماء الٰہیہ یہ ہیں۔

هو الله الرحمٰن الرحيم الملك المالك السلام العلى الحليم الكريم المحسن الحكيم المنعم المانع السميع البصير القائم القاهر الحى المحى المح المهيمن القهار.

طوالت کے خوف سے حروف کا بیان ختم کیا جاتا ہے۔

ذہنی پریشانی کی صورتوں میں

حضرت معظم رحمۃ اللہ علیہ تنگ دست اصحاب کو مندرجہ ذیل دعا بتایا کرتے تھے۔ شجاع چغتائی صاحب جناب مفتی عبدالغنی صاحب کے برادر نسبتی کے لڑکے تھے۔ حالات کی ناسازگاری کا شکار ہوئے تو حضرت نے ان کو مندرجہ ذیل دعا بتائی۔ بحمداللہ وہ آج کل امریکہ میں ہیں اور عمدہ کاروبار سے متعلق ہیں۔ ہر نماز کے بعد آیت قل اللهم مٰلك الملك تاحساب پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم يا رحمٰن الدنيا والأخرة ورحيهما تعطى منها من تشآء و تمنع منها من تشآء وصل على محمد واٰله اقض عنى دينى۔

سورۃ قارعہ کو بطور تعویذ لکھ کر پاس رکھے اور ہر نماز کے بعد ایک دفعہ پڑھا کرے۔

ستر بار سورۃ قریش پڑھ کر دعا کرے تو بھی مشکل حل ہو گی۔

قضائے حاجت

ہر نماز کے بعد سجدہ میں یا ذا الجلال والاکرام اکیس دفعہ پڑھے۔انشاء اللہ ہر قسم کی مشکل ہوگی۔

بدچلن اور نافرمان اولاد

اس کے لئے صبح کی نماز کے بعد یا تواب تین سو ساٹھ مرتبہ پڑھا کرے۔

انشاءاللہ ہدایت پائے گا۔

ہر حاجت و ہر مرض کے لئے

مندرجہ ذیل نقش کو پانچ کاغذ کے ورقوں پر کسی نماز کے بعد لکھے۔ایک تعویذ اپنے پاس رکھے، دوسرا پانی میں ڈالے، تیسرا جلا دے، چوتھا زمین میں دفن کر دے، پانچواں کسی درخت پر باندھے۔ ہر صبح کی نماز کے بعد کم از کم سات دنوں تک سورۃ کافرون دس مرتبہ پڑھ کر سجدہ میں یا ذاالجلال والاکرام اکیس مرتبہ پڑھا کرے۔

نقش یہ ہے۔

ا ا ا ا ا ا ا ب ب ب ر ر ر س ش ع ع ع ع ع ل ل م م م م

ن ن ن ن و و ہ ہ ی ی ی ی ی گ ت ک د ق ت.

خاوند اور بیوی کے خوشگوار تعلقات

سورۃ انعام رکوع نمبر ۱۰ کی یہ آیت وتلک حجتنا اٰتینھا ابراھیم تا من یشآء من عبادہ لکھ کر آخر میں یہ لکھے۔کذلک یھتدی اللہ فلان بن فلانۃ الی محبۃ فلان بن فلانۃ بحرمۃ الانبیآء المذکورین وبحرمۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔کوئی ایک فرد اپنے پاس رکھے۔مقصود حاصل ہوگا۔

سورۃ یٰسین کی آیات قال من یحي العظام تاتو قدون سات عدد نمک کے ٹکڑوں پر پڑھے۔ ہر ٹکڑے پر ایک دفعہ اور ساتھ فلاں بن /بنت فلانۃ علی حب فلاں بن /بنت فلانۃ بھی کہے۔ پھر ان ٹکڑوں کو آگ میں ڈال دے۔ چند بار ایسا کرنے سے باہمی محبت ہو جائے گی۔

یا ودود کسی کھانے کی چیز پر ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دم کر کے دونوں کھائیں تو محبت ہوگی۔

الفتِ زوجین کے لئے یہ چار تعویذ بھی مجرب ہیں۔

۷۸۶
ح و ا د
ا د و ح
د ا ح و
و ح د ا

۷۸۶
الله نور السمٰوٰت والارض
السمٰوٰت والارض نور الله
والارض نور الله السمٰوٰت
نور الله السمٰوٰت والارض

۷۸۶
و ھ ا ب
ب ا ھ و
ھ و ب ا
ا ب و ھ

۷۸۶
ب ا س ط
ط س ا ب
س ط ب ا
ا ب ط س

شادی کی طلب

ایسا شخص جس کو شادی کی طلب ہو مندرجہ ذیل تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالے۔

ربنا هب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرة اعین واجعلنا للمتقین اماماً. اولئک یجزون الغرفة بما صبروا ویلقون فیها تحیة وسلاما خالدین فیها حسنت مستقراً ومقاما ولا تمدن عینیک الیٰ ما متعنا به ازواجا منهم زهرة الحیوٰة الدنیا لنفتنهم فیه ورزق ربک خیر و ابقی. وامر اهلک بالصلوٰة واصطبر علیها لا نسئلک رزقا نحن نرزقک العاقبة للتقویٰ.

اور رات کو سوتے وقت **ربنا هب لنا** سے **حسنت مستقراً** تک مندرہ بالا میں سے اکیس مرتبہ پڑھے اور دعا مانگے۔

لاولد شخص اگر یہی عمل کرے تو مجرب ہے۔ خدا اولاد دے گا۔ انشاءاللہ۔

سورۃ احزاب، والدہ یا والد لکھ کر ایک ڈبیہ میں بند کریں ارو مکان میں بحفاظت رکھیں اور سورۃ مذکورہ کو ہر روز پڑھ کر دعا مانگے تو لڑکیوں کے لئے حسب مراد خاوند مل جائیں گے۔

سورۃ طٰہٰ لکھ کر اس کو پانی میں حل کر کے لڑکی یا لڑکا غسل کرے۔ دو تین دفعہ عمل کرنے سے مراد پوری ہوگی۔

سورۃ کوثر سات مرتبہ لکھ کر اس کو پانی میں حل کر کے غسل سے بھی مراد پوری ہو گی اور شادی جلد ہو جائے گی۔

منبع ہائے فیض

حضرت قاضی محمد حمید فضلی دام مجدھم

شجرہ شریف سلسلہ نمبر 1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ واتباعہ وسلم اجمعین۔

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عزیزان علی رامتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا میر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد زاھد وخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد الباقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سیف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا مظہر جان جانان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شاہ غلام علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد عثمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سراج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا احمد خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا مرشدنا قاضی صدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

. الٰہی بحرمۃ اولیاء مقربین و مذکورین عاجز قاضی حمید فضلی و ناظرین کرام پر رحم وکرم فرما و سعادتِ دارین مرحمت فرما۔ آمین۔

شجرہ شریف سلسلہ نمبر 2

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وا لہ واصحابہ واتباعہ وسلم اجمعین۔

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عزیزان علی رامتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا میر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد زاھد وحشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد الباقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سید آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سید عبداللہ اکبر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شاہ محمد حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شاہ فرحت حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا مولانا عنایت علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا مولانا ولایت علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا قاضی عبداللہ فضلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا قاضی محمد حمید فضلی

الٰہی بحرمۃ اولیاء مقربین و مذکورین عاجز قاضی حمید فضلی و ناظرین کرام پر رحم وکرم فرما و سعادت دارین مرحمت فرما۔ آمین۔

شجرہ شریف سلسلہ نمبر 3

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ و اصحابہ و اتباعہ وسلم اجمعین۔
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عزیزان علی رامتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد باباسماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا میر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد زاھد وخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد الباقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سیدنا شاہ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سید محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شیخ عنایت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا حافظ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عبدالصبور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا گل محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عبدالغفور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عبدالمجید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سلطان ملوک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا نظام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا خواجہ قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا قاضی عبداللہ فضلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الٰہی بحرمۃ اولیاء مقربین و مذکورین عاجز قاضی حمید فضلی و [illegible] برحم

وکرم فرما و سعادتِ دارین مرحمت فرما۔ آمین۔

شجرہ شریف سلسلہ نمبر 4

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ و اصحابہ و اتباعہ وسلم اجمعین۔

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمة سیدنا عزیزان علی رامتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمة سیدنا محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمة سیدنا میر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمة سیدنا محمد بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمة سیدنا علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمة سیدنا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمة سیدنا عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمة سیدنا محمد زاھد وحشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمة سیدنا درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمة سیدنا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمة سیدنا محمد الباقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمة سیدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمة سیدنا محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمة سیدنا شاہ نقشبند ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمة سیدنا سیدنا قبلہ عالم زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمة سیدنا ضیاء اللہ کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمة سیدنا حضرت سراج الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمة سیدنا حضرت محمد آفاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمة سیدنا یار محمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سید امیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا مفتی محمد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا قاضی عبداللہ فضلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الٰہی بحرمۃ اولیاء مقربین و مذکورین عاجز قاضی حمید فضلی و ناظرین کرام پر رحم وکرم فرما و سعادتِ دارین مرحمت فرما۔ آمین۔

شجرہ شریف سلسلہ نمبر 5

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ واتباعہ وسلم اجمعین۔

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عزیزان علی رامتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا میر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد زاھد وخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد الباقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سیدنا شاہ نقشبند ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد پارسا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا حضرت جی پشاوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا فضل حق پشاوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سید امیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا مفتی محمد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا قاضی عبداللہ فضلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الٰہی بحرمۃ اولیاء مقربین و مذکورین عاجز قاضی حمید فضلی و ناظرین کرام پر رحم و کرم فرما و سعادتِ دارین مرحمت فرما۔ آمین۔

شجرہ شریف سلسلہ نمبر 6

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ واصحابہ واتباعہ وسلم اجمعین۔

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عزیزان علی رامتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا میر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد زاھد وخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد الباقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شاہ غلام علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شاہ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شاہ محمد عمر فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شاہ عبداللہ ابوالخیر فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الٰہی بحرمۃ اولیاء مقربین و مذکورین عاجز قاضی حمید فضلی و ناظرین کرام پر رحم و کرم فرما و سعادتِ دارین مرحمت فرما۔ آمین۔

حضرت سیدنا ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ سے دوسرا سلسلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ و اصحابہ و اتباعہ وسلم اجمعین۔

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ ابوالحسن سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوالقاسم نصیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابو علی دقاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عزیزان علی رامتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا میر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد الباقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سیف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا مظہر جان جانان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شاہ غلام علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا محمد عثمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا سراج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا احمد خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
☆ الٰہی بحرمۃ سیدنا مرشدنا قاضی صدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الٰہی بحرمتہ اولیاء مقربین و مذکورین عاجز قاضی حمید فضلی و ناظرین کرام پر رحم وکرم فرما و سعادتِ دارین مرحمت فرما۔ آمین۔

شجرہ منظومہ

یا الٰہی از طفیل آں محمد مصطفیٰ
حضرت صدیق و سلمان قاسم پیر ہدیٰ
از طفیل شان جعفر بایزید و بوالحسن
بوعلی بویوسف و آن عبد خالق روح تن
عارف و محمود پھر پیر عزیزان علی
پھر سماسی و کلاں و شہ بہاؤالدین ولی
وہ علاؤالدین و یعقوب و عبیداللہ پیر
زاھد و درویش و امکنگی و باقی ہمیں منیر
شیخ بدرالدین احمد خواجہ معصوم زماں
شیخ یوسف الدین پھر نورمحمد نورِ جاں
مرزا جاناں مظہر شاہ غلام آں علی
بوسعید احمد سعید جن سے ہوئے قطب و ولی
شیخ قندھاری و عثمان پھر سراج الدین حق
احمد بوسعد خان سے پھر ہوئے روشن طبق

میرے مرشد میرے ہادی قبلہ دنیا و دیں
حضرت شیخ معظم خواجہ قاضی صدرالدین
یا الٰہی ان کے صدقے بخش دے سارے گناہ
طالبان حق پر کر دے اپنی رحمت بے پناہ

☆

قاضی فضلی محمد ہیں حمید
ہوں مرید ان کے خدایا سب سعید

☆

ادارہ فیوضاتِ مجددیہ

کی چند اہم مطبوعات

برائے رابطہ و معلومات

صاحبزادہ قاضی شمس الرحمن افضلی

ناظم: ادارہ فیوضاتِ مجددیہ

خانقاہ فضلیہ شیر گڑھ (اوگی) ضلع مانسہرہ فون: 0987-570032